مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری

(ایک مطالعہ)

عبداللہ امتیاز احمد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

www.urduchannel.in

© جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ!

MARATHI ADAB MEIN
SUFIYANA SHAERI
(EK MUTAALEH)
by
Abdullah Imteyaz Ahmad

Year of Edition May 2008
ISBN: 978-81-8223-403-1
Price Rs. 150/-

نام کتاب	:	مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری (ایک مطالعہ)
مصنّف	:	عبداللہ امتیاز احمد
سنِ اشاعت	:	مئی ۲۰۰۸
قیمت	:	۱۵۰ روپے
کمپوزنگ	:	فراہی کمپیوٹرس، موبائل 09766289891
صفحات	:	۱۴۴
مطبع	:	عفیف آفسیٹ پرنٹرس، دہلی۔۶

ملنے کا پتہ

☆ B/1،201، شملہ کامپلکس، اسٹیشن روڈ، میراروڈ (ایسٹ) تھانہ۔۴۰۱۱۰۷ (مہاراشٹر)

Published by
EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
3108, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com, ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

www.urduchannel.in

فہرست

پیش لفظ	:		۵
باب اوّل	:	ورکاری سلسلہ — ایک تعارف	۱۰
الف	:	ورکاری صوفی شعراء کا سوانحی خاکہ	۲۱
ب	:	مراٹھی صوفی سلسلہ اور ان کی ادبی خدمات	۲۷
ج	:	صوفیوں کی شاعری	۳۶
باب دوم	:	مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری	۴۱
		گورا کمبھار	۴۱
		سنت نرہری سونار	۵۵
		سنت ساوتا مالی	۶۳

www.urduchannel.in

سنت چوکھا میلا ۷۰

سنت سویرا بائی ۱۰۴

سنت بنکا ۱۱۴

نرملا بائی ۱۱۹

سنت کرم میلا ۱۲۷

سنت کانہو پاترا ۱۳۵

باب سوم : کتابیات ۱۴۳

☆☆

www.urduchannel.in

پیش لفظ

اس کتاب ''مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری'' میں مراٹھی ادب کے صوفی شاعروں کے سوانحی حالات اور ان کی ادبی خدمات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مراٹھی ادب میں بہت سے صوفی شاعر پیدا ہوئے مگر یہاں صرف ''ورکاری سلسلہ'' سے تعلق رکھنے والے ان صوفی شعراء کی ادبی خدمات سے بحث کی گئی ہے جن کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات مراٹھی ادب کی تاریخ میں موجود ہیں۔ ورکاری سلسلہ کے تحت تقریباً اٹھائیس شعراء کا ذکر ملتا ہے۔ مگر یہاں صرف نو شعراء کے کلام کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ورکاری سلسلہ کے باقی شعراء کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات کا ذکر مراٹھی ادب کی تاریخ میں ضرور ملتا ہے مگر ان کی معلومات کا کوئی مستند ذرائع موجود نہیں ہیں اس لیے ان کے سلسلے میں کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہی جا سکتی کیوں کہ ان کے تعلق سے جو کلام یا سوانحی حالات مراٹھی ادب کی تاریخ میں ملتے ہیں اس کے بارے میں یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ انھیں صوفیوں کے کلام یا سوانحی حالات ہیں جو ان سے منسوب ہیں یا کسی اور کے۔ اکثر ان صوفیوں کے عہد کا تعین کرنا بھی بہت مشکل ہے کیوں کہ ان کے بارے میں معلومات کے مستند ذرائع

www.urduchannel.in

ہمارے پاس موجود نہیں ہیں اور ادبی تاریخ میں بھی ان صوفیوں پر بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے۔ انھیں وجوہ کی بنیاد پر ان صوفیوں کو اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا ہے جیسے وسوبا کھیچر، راکا کمبھار، کانہو پاٹھک، سداما اور آسند وغیرہ۔ مذکورہ بالا صوفیوں کا ان صوفیوں کا ذکر تاریخ میں ضرور ملتا ہے کہ یہ بھی صوفی شاعر تھے مگر ناکافی شواہد کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کب اور کہاں پیدا ہوئے اور ان کے سوانحی حالات کیسے تھے؟ یا پھر ان کا تعلق کس عہد سے تھا؟ یا جو کلام ان سے منسوب کیے جاتے ہیں وہ واقعی انھیں کے ہیں؟ اس لیے جن صوفیوں کے متعلق تاریخ خاموش ہے ایسے صوفی شعراء کو اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا ہے اس کتاب میں صرف انھیں صوفی شعرا، کو شامل کیا گیا ہے جن کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے اور مراٹھی ادب کے مورخوں نے تحقیق کی بنیاد پر ان کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب "ورکاری سلسلہ ایک تعارف" ہے جس کے تحت مندرجہ ذیل ضمنی ابواب قائم کیے گئے ہیں۔

(الف) ورکاری صوفیوں کا سوانحی خاکہ

(ب) مراٹھی صوفی سلسلہ اور ان کی ادبی خدمات

(ج) صوفیوں کی شاعری

اس باب میں مراٹھی ادب کے صوفیوں کی تاریخ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس سلسلہ کی تعلیمات، فلسفیانہ خیالات، اصول و نظریات اور ادبی خدمات کو پیش کیا گیا ہے۔ ورکاری سلسلہ کی پوری تاریخ تیرہویں صدی عیسوی سے اٹھارویں صدی عیسوی تک کے ادوار پر مشتمل ہے۔ تاریخی اعتبار سے ورکاری سلسلہ کی پوری تاریخ پانچ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا دور پانڈلک سے سنت گیانیشور کے عہد تک۔ دوسرا دور گیان دیو سے نام دیو تک تیسرا دور بھانو داس سے ایکناتھ کے عہد تک

www.urduchannel.in

چوتھا دور سنت تکارام کا عہد۔ پانچواں اور آخری دور سنت تکارام اور ان کے بعد کا عہد۔ انھیں پانچ ادوار پر ورکاری سلسلہ کی پوری تاریخ پھیلی ہوئی ہے اس سلسلہ کے بانی کے متعلق مراٹھی ادب کے مورخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے پھر بھی زیادہ تر مراٹھی ادیب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کے بانی سنت گیانیشور تھے اور سنت پانڈلک نے اس سلسلہ کی تبلیغ واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ تیرہویں صدی کا آخر اور چودہویں صدی کی ابتداء کو اس سلسلہ کا ''عہد زریں'' کہا جاتا ہے کیوں کہ اسی عہد سے صوفیوں کے سوانحی حالات اور ادبی سرمایہ باقاعدہ طور پر دستیاب ہوتے ہیں۔ اس عہد سے قبل کے صوفیوں کا ذکر صرف لوک گیتوں یا پھر اس عہد میں رائج قصہ کہانیوں میں ملتا ہے جسے کسی بھی صورت میں مستند ذرائع تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے صوفیوں یا ان کے کلام کو اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

ورکاری سلسلہ کی تاریخ پر بحث کرنے کے بعد اس سلسلہ کے فلسفیانہ خیالات، اصول ونظریات اور ادبی خدمات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ اس صوفی سلسلے کے خیالات، نظریات اور تعلیمات کی مزید وضاحت ہوسکے اور قاری اس سلسلہ کی تاریخ اور کارناموں سے پوری طرح واقف ہوجائیں۔ اس لیے اس ضمن میں سب سے پہلے ''ورکاری'' لفظ سے بحث کی گئی ہے اس کے بعد اس سلسلہ کے عقائد ونظریات کو پیش کیا گیا ہے اور آخر میں اس سلسلہ کی مجموعی ادبی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

دوسرا باب ''مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری'' ہے۔ اس باب میں ورکاری سلسلہ سے تعلق رکھنے والے نو صوفی شاعروں کے کلام کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے جو اس طرح ہیں: سنت گورا کمبھار، سنت نرہری سونار، سنت ساوتا مالی، سنت چوکھا میلا، سنت سویرا بائی، سنت بنکا، سنت نرملا بائی، سنت کرم میلا اور سنت کانہو پاترا وغیرہ صوفی

www.urduchannel.in

شعرا کا نام قابلِ ذکر ہے۔ اس سلسلہ کے صوفیوں سے منسلک روایات، کرامات اور معجزات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے تا کہ ان کے عہد کے مزاج اور معاشرتی رسم ورواج کو سمجھا جا سکے۔ اس باب میں مذکورہ بالا صوفی شعراء کے سوانحی حالات اور کلام پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی ان کے ابھنگوں کا خلاصہ بھی بیان کیا گیا ہے تا کہ قاری ان صوفیوں کے خیالات ونظریات سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں۔ ان صوفیوں کے کرامات اور معجزات کو پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ قاری کو اس عہد کے اقدار وروایات کا بھی علم ہو سکے۔

تیسرا اور آخری باب ''کتابیات'' پر مشتمل ہے۔ جس کے تحت ان کتابوں کی فہرست پیش کی گئی ہے جو اس کتاب کو مکمل کرنے میں معاون رہی ہیں۔ چوں کہ اردو ادب میں یہ کام ذرا مختلف قسم کا ہے اس لیے کتابوں کو حاصل کرنے میں مجھے بہت تگ و دو کرنی پڑی۔ مختلف لائبریریوں سے استفادہ کرنا پڑا جہاں اکثر اس طرح کی کتابوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ جو کتابیں ملیں بھی تو ان کو دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہوا کہ یہ کتابیں گرد وغبار میں دبی پڑی تھیں۔ ان کتابوں کی دھول صاف کیے بغیر آپ ان کتابوں کے عنوانات بھی واضح طور پر نہیں پڑھ سکتے۔ دراصل یہ کتابیں ہمارے اخلاقی زوال کی داستان بیان کرتی ہیں کہ ان صوفیوں کو اب کوئی پڑھنے والا نہیں جن کی پوری زندگی آدمی کو انسان بنانے میں ختم ہوگئی۔ ان صوفیوں کا تعلق کسی مذہب یا فرقہ سے نہیں تھا بلکہ انھوں نے سارے عالم کو انسانیت کا پیغام دیا اور آج انھیں کو پڑھنے اور سمجھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ ہمارا اخلاقی دوالیہ پن نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ان حضرات کا ذکر حسب موقع اور مناسب معلوم ہوتا ہے جنھوں نے اس کام کو مکمل کرنے میں میری پذیرائی کی۔ اس میں سب سے اہم شخصیت میرے استاد جناب ڈاکٹر صاحب علی (صدر شعبۂ اردو، ممبئی یونیورسٹی) کی ہے جنھوں نے وقتاً

www.urduchannel.in

فو قتاً اپنے نیک مشوروں سے میری غلطیوں کی اصلاح کی۔ ان کے بعد میں اپنے بڑے بھائی جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اپنی مراٹھی زبان سے واقفیت کی بنیاد پر اکثر و بیشتر مراٹھی ادب کی کتابوں تک رسائی میں میری رہنمائی کی اور مراٹھی زبان کی کتابوں کو سمجھنے اور سمجھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کتاب کو مکمل کرنے میں میری اہلیہ ایمن کی محبتیں بھی شامل ہیں جس نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی اور گھر گرہستی کی مصروفیات سے دور رکھا۔ ساتھ ہی اپنے دوست واحباب اور عزیز واقارب کا بھی ممنون ومشکور ہوں جنھوں نے اپنے نیک مشوروں سے اس کتاب کو مکمل کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

عبداللہ امتیاز احمد

فلیٹ نمبر ۲۰۱، وِنگ بی-۱

شملہ کامپلیکس، اسٹیشن روڈ

میرا روڈ، ضلع تھانہ-۴۰۱۱۰۷

مہاراشٹر

www.urduchannel.in

باب اوّل

ورکاری سلسلہ- ایک تعارف

مراٹھی ادب کی صوفیانہ شاعری میں ورکاری سلسلہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ بھکتی اور اخلاص کا جو نمونہ اس سلسلہ کے صوفی شاعروں کے یہاں ملتا ہے وہ دوسرے ادب کے صوفی شاعروں کے یہاں بہت کم نظر آتا ہے۔ زیادہ تر مراٹھی صوفی شاعر اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سنت گیانیشور، سنت نام دیو، سنت جنابائی اور سنت گورا کمبھار وغیرہ کا نام قابلِ ذکر ہے۔ اس سلسلہ سے تعلق رکھنے والے زیادہ تر صوفی شعراء کا عہد تیرہویں صدی سے سترہویں صدی عیسوی تک کے ادوار پر مشتمل ہے۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی تک یہ تحریک سنت تکارام اور سنت نلوبا کی شکل میں مختلف فرقوں کے بنیادی اصول کو اپنا کر بہت تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن تھی۔ صوفی شاعروں کی مقبولیت دن بہ دن عوام میں بڑھتی جارہی تھی اور ان پر گہرے اثرات مرتب کر رہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس عہد کے صوفی شاعروں نے اپنا پیغام عوام تک پہنچانے کے لیے انھیں کی زبان کو اپنایا ہے اسی وجہ سے ان کے اشعار آج

www.urduchannel.in

بھی عوام میں بے حد مقبول ہیں اور ان صوفیوں نے اپنی شاعری میں بھکتی کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے۔ ان صوفیوں کے اشعار میں مذہبی تعلیمات اور صوفیانہ نظریات کی بہترین عکاسی ملتی ہے۔

مراٹھی ادب میں ورکاری سلسلہ کے تعلق سے ''ورکاری'' لفظ کی وضاحت کچھ اس طرح ملتی ہے ''ورکاری'' لفظ ''واری'' سے مل کر بنا ہے ''واری'' کا مطلب ہے وٹھل دیوتا کے دربار میں ہر مہینے کی پہلی اکادشی کو حاضر ہونا خاص کر اساڑھ اور کارتک ماہ کی شُکل اکادشی کو پنڈھرپور کا سفر کرنا۔ جو بھکت بلا ناغہ ہر مہینے اس طرح کا سفر کرتے وہ ''ورکاری'' کہلاتے تھے۔ یعنی واری کرنے والا ''ورکاری'' کہلاتا ہے۔ مراٹھی ادب کے مشہور ادیب دانڈیکر نے ورکاریوں کی وضاحت کچھ اس طرح کی ہے:

> ''اساڑھ، کارتک، ماگھ اور چیتر ان چار مہینوں کی شُکل (शुक्ल) اکادشی میں کوتسی کی مالا پہن کر جو مسلسل پنڈھرپور کا سفر کرتا ہے وہ ''ورکاری'' کہلاتا ہے اور اس کی بھکتی کا راستہ ''ورکاری پنتھ'' یا ورکاری سلسلہ کہلاتا ہے۔[۱]''

ان چار مہینوں میں اساڑھ ماہ کی اکادشی کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اس روز 'جنوب کی کاشی'' سمجھے جانے والے مذہبی شہر پنڈھرپور میں مہاراشٹر، کرناٹک اور دوسرے صوبوں سے بہت سے لوگ آکر پنڈھرپور میں جمع ہوتے ہیں جن کا مقصد بھگوان کی ایک جھلک دیکھ پانا اور وہاں پر ہونے والے کِرتن بھجن میں حصہ لینا ہے۔ اس کے علاوہ کارتک، چیتر اور ماگھ مہینوں میں وٹھل کو چاہنے والے پنڈھرپور کا سفر کرتے ہیں اس سفر کو مراٹھی ادب میں ''واری'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح اسلام مذہب

[۱] مونو پنت دانڈیکر: مراٹھی واڑمیا چا اتیہاس، ص۸

www.urduchannel.in

میں مسلمان مکہ معظمہ کا سفر کرتے ہیں اس سفر کو حج اور سفر کرنے والے مسلمان کو حاجی کہا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح وٹھل کے دربار میں حاضری دینے کے لیے جو لوگ پنڈھرپور کا سفر کرتے ہیں وہ ''ورکاری'' کہلاتے ہیں اور اس سفر کو ''واری'' کہا جاتا ہے یہ لوگ سفر میں ناچتے گاتے، ڈھول تاشے بجاتے ہوئے وٹھل کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی بھکتی کا ثبوت وٹھل کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ سفر ہر مہینے کی پہلی اکادشی کو شروع ہوتا ہے اور پورے مہینے جاری رہتا ہے اسی دوران یہ صوفی شاعروں کے کلام جسے ''اووی'' (ओवी) کہا جاتا ہے گاتے ہیں اور اپنی بھکتی میں پوری طرح ڈوب جاتے ہیں۔ واقعی یہ دیکھنے کے قابل ہوتا ہے اس وقت وٹھل کے بھکتوں کو عجیب وغریب مسرت ملتی ہے مہاراشٹر کے گاؤں گاؤں سے لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں پنڈھرپور کا سفر طے کرتے ہیں۔ اس دوران ان کا مذہبی پرچم بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ سفر کوئی پالکی سے تو کوئی پیدل طے کرتا ہے۔ یہ پالکیاں ان کے محبوب سوفیوں کے نام پر نکالی جاتی ہیں۔ سنت گیانیشور کی پالکی ''آنندی'' گاؤں سے اور سنت تکارام کی ''دیہو'' گاؤں سے نکلتی ہے۔ ان پالکیوں میں سنت گجانن کی پالکی اپنا منفرد مقام رکھتی ہے جو ''شے'' گاؤں سے نکلتی ہے۔ ورکاری سلسلہ کے قریب پنڈھرپور کی اہمیت ''سورگ'' (جنت) جیسی ہے اور وہ وٹھل کو سورگ جانے کا ذریعہ تسلیم کرتے ہیں۔ وٹھل اس سورگ کا حاکم ہے جن کو سورگ جانا ہے وہ وٹھل کو اپنی بھکتی سے خوش کر کے اور گناہوں سے نجات حاصل کر کے اس سورگ میں داخل ہوسکتا ہے، ایسا ان کا مستحکم عقیدہ ہے۔

ورکاری سلسلہ کی بنیاد رکھنے والوں میں سب سے اہم نام سنت گیانیشور کا ہے جو اس سلسلہ کے بانی ہیں اس مندر کی تعمیر سنت نام دیو نے کی اور سنت تکارام نے اس مندر کو بلندی عطا کی جس کا ثبوت تکارام کے ان اشعار میں ملتا ہے:

www.urduchannel.in

संतकपा झाली । इमारत फळा आली ।।

ज्ञानदेव रचिला पाया । उभरिले देवालया ।।

नामा तयाचा किंकर । तेंणे केला विस्तार ।।

जनदिन एकनाथ । खांब दिला भागवत ।।

तुका झालासे कळस । भजन करा सावकाश ।।

"صوفیوں کی مہربانی سے عمارت پوری ہوگئی۔ گیان دیو نے بنیاد
رکھی مندر کی تعمیر کی۔ ان کے بھگت نام دیو نے عمارت کو وسعت
بخشی اور سنت جناردن ایکناتھ نے عمارت کے محرابوں کی تعمیر کی
اور سنت تکارام نے اس کو عروج بخشا۔"

جب ہم اس عہد کو مختلف ادوار میں تقسیم کرکے ہر عہد کا انفرادی طور پر جائزہ لیتے ہیں تو ورکاری سلسلہ کی پوری تاریخ پانچ ادوار میں منقسم نظر آتی ہے اور ہر دور کی اپنی خصوصیات ہیں ان صوفیوں کے عہد کے اعتبار سے انھیں کچھ اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور پنڈلک سے نام دیو تک دوسرا دور نام دیو اور گیان دیو کا درمیانی عہد، تیسرا دور بھانو اور ایکناتھ کا عہد، چوتھا تکارام کا عہد پانچواں تکارام اور ان کے بعد کا عہد۔ اس سلسلہ کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے متعلق مراٹھی ادب کے مورخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مراٹھی ادب کے کچھ ادیب اس سلسلہ کا بانی گیان دیو کو مانتے ہیں جب کہ مراٹھی ادب کے زیادہ تر ادیب اس نظریہ سے اختلاف کرتے ہوئے پنڈلک کو اس سلسلہ کا بانی تسلیم کرتے ہیں اور وہ اس نظریہ کے قائل ہیں کہ پنڈلک اس سلسلہ کا بانی ہے اور نام دیو نے اس سلسلہ کو وسعت بخشی۔ تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اس سلسلہ کی بنیاد پنڈلک نے رکھی مگر ان کے بعد اس سلسلہ کو عروج نام دیو نے عطا کیا اور یہی نظریہ زیادہ قابل قبول نظر آتا ہے۔ تاریخ کی

www.urduchannel.in

روشنی میں اس نظریہ کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ تیرہویں اور چودہویں صدی کو اس سلسلہ کا زریں عہد کہا جاسکتا ہے کیوں کہ اس عہد میں مختلف صوفیوں کے کلام کتابی شکل میں دستیاب ہیں۔ جس میں سنت گیانیشور نام دیو، گورا کمبھار، ساوتا مالی، نرہری سونار، چوکھا میلا، کرم میلا، کانہو پاترا اور سینا نہاوی وغیرہ کا نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے کلام میں صوفیانہ خیالات ونظریات کی بہترین عکاسی ملتی ہے۔ اس میں عجیب سا لطف (رس) موجود ہے۔ زبان واسلوب کے خوبصورت استعمال نے ان کے کلام کے حسن کو دو بالا کردیا ہے۔ ادبی زاویے سے دیکھا جائے تو ان صوفیوں کے کلام بے مثال ہیں سنت نام دیو کی شاعری کا مرکز ''ناتھ فرقہ'' تھا لیکن یہ ناتھ فرقہ ان کے لیے صرف بھکتی کا ایک ذریعہ تھا نہ کہ ان کا مذہب۔ اس لیے ان کو اس فرقہ سے کوئی گہرا لگاؤ نہیں تھا۔ نام دیو کے اشعار بھکتی میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ جیسے ایک دریا مستی میں ہلورے مارتے اور اچھل کود کرتے رواں دواں ہو۔

سنت نام دیو کے کلام کے بعد جس صوفی شاعر کے کلام میں لوگوں کی دلچسپی ملتی ہے وہ بھانو داس اور سنت ایکناتھ ہیں جن کے صوفیانہ کلام کو عوام میں بے حد مقبولیت حاصل ہے۔ وجے نگر کا راجہ وٹھل کی جس مورتی کو اپنے ساتھ لے گیا تھا اور دارالسلطنت میں اس کو رکھنے کا انتظام کروایا تھا بعد میں سنت بھانو داس، بادشاہ سے التجا کر کے اسے واپس پنڈھر پور لے آئے۔ اس وقت مہاراشٹر میں کوئی مستحکم حکومت نہ تھی پورا مہاراشٹر چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم تھا اور اس چھوٹے چھوٹے حصوں کے الگ الگ بادشاہ و حاکم ہوا کرتے تھے اس لیے ان لوگوں میں قومی یکجہتی کا فقدان تھا اور سیاسی طور پر کوئی مرکزی حکومت نہ تھی اس سیاسی انتشار کا فائدہ اٹھا کر غیر ملکی طاقتوں نے مہاراشٹر پر حملہ کردیا اور پوری ریاست کو تباہ و برباد کردیا اور عوام کی حالت دن بہ دن بد سے بدتر ہوتی چلی گئی اس سارے یلغار میں عوام کی مداخلت

www.urduchannel.in

کہیں نظر نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مہاراشٹر کی عوام ان راجاؤں اور حاکموں کے ظلم و زیادتی کا شکار تھی جس کی وجہ سے انہیں اپنے راجہ کی حکومت میں بھی کوئی خاص دلچسپی نہ تھی دوسری وجہ یہ تھی کہ مراٹھا طاقت چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہونے کی وجہ سے بھی متحد نہ ہو سکی جس کا فائدہ اٹھا کر غیر ملکی طاقتوں نے مہاراشٹر کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایسے سیاسی و سماجی انتشار کے دور میں سنت ایکناتھ نے لوگوں کو بھکتی (تصوف) کی طرف موڑا اور وٹھل کے دربار میں حاضری دینے کی تلقین کی اور اس بات کا یقین پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان مصیبتوں سے نجات صرف تمہیں وٹھل ہی دلا سکتا ہے۔ اس لیے تم ان کی بھکتی میں ڈوب جاؤ وہ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔ کیوں کہ یہ ساری مصیبتیں تمہارے پچھلے گناہوں کا پھل ہیں اس لیے بھگوان کو اپنی بھکتی سے خوش کرو اور اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات پاؤ۔ ایکناتھ کی اس طرح کی تعلیمات کا عوام پر گہرا اثر ہو رہا تھا جس کی وجہ سے عوام کی دلچسپی وٹھل میں بڑھتی چلی گئی جو بعد میں ایک پوری تحریک کی شکل میں نمودار ہوئی۔ سنت ایکناتھ کے عہد میں مذہب کے نام پر بہت سی غیر انسانی روایات کا بول بالا تھا۔ سنت ایکناتھ نے ایسے دور میں لوگوں کو سچائی کا درس دیا اور سچائی کا راستہ دکھانے کے لیے تنویر کا کام کیا انھوں نے بہت سی مذہبی کتابیں تخلیق کیں جس میں ''ایکناتھ بھاگوت''، ''بھاوارتھ رامائن''، ''روکمنی سوئنور''، ''ہستا ملک'' اور ''آنند لہری'' وغیرہ شامل ہیں۔ انھوں نے سماج میں پھیلی برائیوں پر گہرا طنز کیا اور لوگوں میں قومی یکجہتی اور بھکتی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ''بھارود'' اور ''ابھنگادی'' جیسے شعری مجموعے تخلیق کیے جس میں سماج پر گہرا طنز پایا جاتا ہے۔ انھوں نے عوام تک اپنے خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے کرتن بھجن اور قصے کہانیوں کو ذریعہ بنایا۔ انھیں ذرائعوں سے انھوں نے عوام میں جوش پیدا کرنے کی

www.urduchannel.in

کوشش کی۔ ان کے کلام کا مقصد سماج کی اصلاح تھی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں اس عہد میں ان کے پایہ کا شاعر ملنا مشکل ہے جس کی مثال ان کا کلام خود ہے۔

اس کے بعد سنت تکارام کے عہد کی شروعات ہوتی ہے جس میں بھاگوت مذہب کو عروج حاصل ہوا۔ سنت تکارام کو ان کے چاہنے والے ''تکوبا'' یا پھر ''تکوبا رائے'' کہا کرتے تھے۔ صوفیوں میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے یہاں سچائی کو بہت اہمیت حاصل ہے ان کے بعد اتنا عظیم ورکاری صوفی کوئی دوسرا نہیں ہوا جو ان کے مقام تک پہنچ سکے۔ انھیں عوام میں بے حد مقبولیت حاصل تھی اسی نسبت سے انھیں ''بھکت مندر کی چوٹی'' کہا جاتا تھا۔ تکوبا کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے عوام کا رشتہ وٹھل سے جوڑ دیا ان کی بھکتی میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کیا۔ سماج اور مذہب میں رائج غلط رسم و رواج کا خاتمہ کیا۔ آج بھی ان کے اشعار کرتن بھجن اور ہفتہ واری پروگرام کے تحت مہاراشٹر میں جگہ جگہ گائے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اشعار میں موسیقیت اور نغمگی پائی جاتی ہے۔ زبان صاف، سادہ اور سلیس ہے اور ان کے اشعار لیں وٹھل کی عظمت اور محبت کا بہترین نمونہ ملتا ہے جس کی وجہ سے وٹھل بھکت ان اشعار کو پڑھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں ورکاری سلسلہ کے فلسفیانہ خیالات کو پیش کرنا حسب موقع معلوم ہوتا ہے جس سے اس سلسلہ کے خیالات ونظریات کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگی اور موضوع کی مزید وضاحت بھی ہوسکے گی۔ اس سلسلے میں گیانیشور کی ''گیانیشوری''، سنت ایکناتھ کی ''ایکناتھی بھاگوت'' اور سنت تکارام کی 'ابھنگ گاتھا'' کو خاص مقام حاصل ہے۔ ان تینوں کتابوں میں ان صوفیوں کے فلسفیانہ خیالات ونظریات منتشر طور

www.urduchannel.in

پر بکھرے ہوئے ہیں ان تینوں کتابوں کو اس سلسلہ میں ''گرنتھ ترتی'' اور ''پرستھان ترتی'' کہا جاتا ہے اس سلسلہ کے صوفیوں میں سب سے اعلیٰ مقام سنت گیان دیو کا ہے جنھوں نے اس سلسلہ کے لوگوں کے لیے مندرجہ ذیل تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

تعلیمات

۱۔ بھگوان سب جگہ موجود ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں اور اس کی جگہ کوئی دوسرا نہیں لے سکتا۔

۲۔ ابتداء سے آخر تک پوری کائنات کو قائم کرنے والا بھگوان ہے۔ اس دنیا میں جتنے بھی جاندار ہیں ان سب کو پیدا کرنے والا بھگوان ہی ہے انسانوں کی روح میں بھگوان جلوہ گر ہے یعنی انسان بھگوان کا ہی روپ ہے اس لیے انسان کی عزت واحترام سب پر لازم ہے۔

۳۔ انسان اگر چاہے تو اپنے اعمال و کردار سے بھگوان کا مقام حاصل کرسکتا ہے یہ اس کو طے کرتا ہے کہ وہ کس روپ میں رہنا پسند کرتا ہے بھگوان کے روپ میں یا پھر شیطان کے روپ میں۔

۴۔ انسان کی زندگی تجربات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ انسان میں اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں میں تمیز کرنے کی صلاحیت بھگوان نے دی ہے اگر وہ اعلیٰ قسم کی باتوں پر عمل کرتا ہے تو وہ ایک اچھا انسان کہلانے کا مستحق ہے اور اگر وہ بری باتوں پر عمل کرتا ہے تو اس کی تباہی و بربادی اس سے زیادہ دور نہیں۔

۵۔ ویدانت کے مطابق یہ دنیا فانی ہے۔ سانپ کو دودھ پلانے کے مانند ہے یعنی دنیا کی ہوس ومحبت اس کی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے۔ وہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے

www.urduchannel.in

اچھے اور برے میں تمیز نہیں کر پاتا حقیقت کو پہچاننے سے قاصر ہے۔ ہر شے میں بھگوان جلوہ افروز ہے ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے اسے پہچان نہیں پاتے جب کہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں البتہ اس کی کئی شکلیں ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

۶۔ دنیا فانی ہے اور پل بھر میں تباہ و برباد ہونے والی ہے ہر روز بھگوان ایک نئی دنیا بناتا ہے اور ختم کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر لمحہ انسان کے نظریات اور خیالات بدلتے رہتے ہیں۔ یعنی بھگوان نئی نئی شکل اختیار کر کے دنیا میں جلوہ گر ہوتا رہتا ہے جس طرح پانی میں لہریں اٹھتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں اور پھر اس کی جگہ دوسری لہریں لے لیتی ہیں مگر پانی کا وجود کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح بھگوان بھی مختلف شکلیں اختیار کرتا رہتا ہے مگر اس کا اپنا وجود کبھی ختم نہیں ہوتا اس کا وجود ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

ورکاری سلسلہ کی تعلیمات پر بحث کرنے کے بعد اس کے ذریعے نجات حاصل کرنے کے لیے بتائے گئے اصولوں پر بھی ایک نظر ڈالنا اسد ضروری ہے۔ جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ ورکاری سلسلہ میں بھکتی کو نجات پانے کا سب سے بہتر ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ یعنی بھکتی کے ذریعہ نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۔ دھرم، ارتھ، کام اور موکش میں پہلے تین کو نجات پانے کا ذریعہ بتایا گیا ہے جب کہ ان تینوں چیزوں پر عمل کرنے کا مقصد موکش (نجات) حاصل کرنا ہے۔ مگر گیان دیو نے ان تین چیزوں کے علاوہ نجات حاصل کرنے کے لیے بھکتی کو بھی جوڑ دیا ہے۔ بھکتی کے ذریعہ بھگوان کو خوش کر کے بھی نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

۳۔ بھکتی کے راستہ پر چل کر اور روز مرہ کی زندگی سے تجربات حاصل کر کے انسان

www.urduchannel.in

کی زندگی کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

۴۔ صرف بھکتی ہی واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ انسان بھگوان کے دل میں جگہ پا سکتا ہے۔ مگر اس سے بھگوان کے وجود پر کوئی فرق نہیں پڑتا بھگوان کا وجود اپنی جگہ قائم رہتا ہے جس طرح گنگا سمندر میں مل جاتی ہے مگر گنگا کا وجود ہمیشہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے اسی طرح کا تعلق انسان اور بھگوان کے درمیان قائم ہو جاتا ہے۔ سنت ایکناتھ نے اس اصول کی وضاحت اپنے شعر میں اس طرح کی ہے:

जाग्रत सुषुप्ति स्वप्न। तिन्ही अवस्था हो भजन।।
पूर्ण बांधते अनुसंधान। ध्येय ध्याता ध्यान समरस भजे।।

بھکتی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے سنت تکارام کہتے ہیں:

मोक्ष तुमचा देवा। दुर्लभ तो तुम्ही ठेवा।।
भज भक्तीची आवडी। नाहीं अंतरी ते गोडी।।

''آپ نجات کو اپنے پاس ہی رہنے دو وہ بہت مشکل ہے۔ مجھے میری بھکتی ہی عزیز ہے مجھے نجات سے کیا، مجھے تو جنم سے لے کر آج تک بھکتی ہی عزیز رہی ہے اور نجات حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ یہی ہے۔''

مندرجہ بالا شعر میں سنت تکارام نے بھکتی کی عظمت کو جس طرح بیان کیا ہے اتنے بہتر طریقے سے بھکتی کی وضاحت کرنا بہت مشکل ہے۔ وہ بھکتی کو دھرم، ارتھ اور کام پر ترجیح دیتے ہیں اور اسے نجات حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ تسلیم کرتے ہیں۔

ورکاری فرقہ کے قریب مذہب کیا ہے؟ اور وہ اس کی کس طرح وضاحت کرتے ہیں، اس کا بھی اجمالی جائزہ لینا حسب موقع معلوم ہوتا ہے تا کہ ان کے مذہبی

www.urduchannel.in

خیالات ونظریات کو واضح طور پر سمجھا جاسکے۔

مذہبی نظریات

وٹھل ہی ورکاری بھکتوں کا سب سے بڑا بھگوان ہے وہی ان کا ماں باپ اور بھائی بہن سب کچھ ہے وہ اپنے بھکتوں کا ایک طویل عرصے سے منتظر ہے۔ جس کے لیے وہ اٹھائیس ادوار سے پتھروں پر کھڑا ہے۔ ورکاری سلسلہ کا مذہبی کلام ''رام کرشن ہرے رام'' ہے یعنی ان کو اپنی طرف کھینچنے والا اور برائیوں کو ختم کرنے والا۔ اس منتر کو ہر طبقہ کے لوگ پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں کسی طرح کی ذات، نسل، خاندان، دولت اور عمر کی کوئی قید نہیں ہے ورکاریوں کو کسی عظیم ورکاری یا استاد سے کچھ خاص نشانیاں لینی ہوتی ہیں تاکہ اس کی با آسانی شناخت کی جاسکے اور وہ نشانیاں وٹھل بھگت ہونے کی دلیل بھی پیش کرتی ہیں۔ جیسے گلے میں تلسی مالا پہننا، ماتھے پر چندن کا تلک اور برادہ لگانا، کندھے پر جنیؤ پہننا ساتھ ہی استاد اپنے شاگرد کو تلسی کی مالا پہناتے وقت کچھ کلمات دیتا ہے اس پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ساتھ ہی ساتھ ورکاریوں کو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

جھوٹ نہ بولنا، دوسری عورتوں کو ماں کے برابر درجہ دینا، اگر کبھی کوئی غلطی سرزد ہوجائے تو اس کے لیے بھگوان سے معافی مانگنا، گوشت کھانے سے پرہیز کرنا، ہمیشہ پنڈھرپور کا سفر کرنا، اکادشی وَرت رکھنا، روزانہ مذہبی کلمہ ''رام کرشن ہری'' کا ذکر کرتے رہنا، روز مرہ کے کاموں کو سچائی اور ایمانداری سے انجام دینا اور ان کاموں کے دوران وٹھل کا ذکر کرتے رہنا وغیرہ اس سلسلہ کی اہم تعلیمات میں شامل ہیں۔

ورکاری سلسلہ کے تعلق رکھنے والے صوفیوں کے قریب دو مذہبی سفر خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کو ان کے یہاں بہت اہمیت حاصل ہے۔ پہلا اساڑھ کی

www.urduchannel.in

اکادشی کو پنڈھر پور کا سفر کرنا دوسرا کارتک کی اکادشی کو" آلندی" (جہاں سنت گیانیشور کا مقبرہ ہے) کا سفر کرنا۔

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عوام میں بھگوان کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے والا، اور بھکتی کی راہ پر سب کو چلنے کی تلقین کرنے والا اور سب کے لیے بھکتی کا دروازہ کھولنے والا سلسلہ ورکاری سلسلہ ہے جس نے لوگوں کے دل میں بھاگوت مذہب کی محبت بھر دی۔ بھکتی تحریک کو عروج بخشنے میں اس سلسلہ کی گراں قدر خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ بھکتی تحریک کو عروج بخشنے میں ورکاری صوفیوں نے اہم کردار ادا کیا۔

(الف) ورکاری صوفی شعراء کا سوانحی خاکہ

اس باب میں تیرہویں صدی کے کچھ مراٹھی صوفی شاعروں کے کلام کو شامل کرکے بنیادی طور پر مراٹھی ادب کی شاعری کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ سارے صوفی شاعر وٹھل کے بھکت تھے اور عظیم صوفی شاعر سنت گیانیشور کے ہم عصر تھے۔ سنت گیانیشور کے علاوہ تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے ابتدائی دور میں جو صوفی شاعر پیدا ہوئے ان کے نام یہاں پیش کیے جارہے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سنت نروِرتی ناتھ	۲۔ گیان دیو	۳۔ سوپان دیو
۴۔ مکتا بائی	۵۔ وسوبا کھیچر	۶۔ نام دیو
۷۔ چانگ دیو	۸۔ پریسا بھاگوت	۹۔ سالیا رسال
۱۰۔ راکا کمھار	۱۱۔ جنا بائی	۱۲۔ کرم داس
۱۳۔ بھانو داس	۱۴۔ کانہوبا پاٹھک	۱۵۔ جگمتر ناگا

www.urduchannel.in

۱۶۔ سچینا نند بابا ۱۷۔ سدا ما ۱۸۔ آ سند
۱۹۔ جوگا پرمانند ۲۰۔ کانہو پاترا ۲۱۔ گورا کمبھا
۲۲۔ نرہری سونار ۲۳۔ ساوتا مالی ۲۴۔ چوکھا میلا
۲۵۔ سویرا بائی ۲۶۔ کرم میلا ۲۷۔ بنکا
۲۸۔ سنت نرملا بائی

اس میں سنت چوکھا میلا کی بیوی سویرا بائی، بیٹا کرم میلا، بہن نرملا اور سالے سنت بنکا ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کا شمار اعلیٰ درجے کے صوفی شاعروں میں ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے صوفی سلسلہ کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مندرجہ بالا صوفیوں میں سبھی کے سوانحی حالات دستیاب نہیں ہیں البتہ کچھ صوفی شاعروں کے سوانحی حالات منتشر طور پر مختلف کتابوں میں ملتے ہیں۔ گیان دیو اور چوکھا میلا کے خاندان کے سوانحی حالات ان کے اشعار اور شعری مجموعوں میں بھی ملتے ہیں۔ نرہری سونار، ساوتا مالی، جنا بائی، کرم داس، کانہو پاترا اور نام دیو وغیرہ کا شمار ایسے صوفی شاعروں میں کیا جاتا ہے جن کے سوانحی حالات مکمل طور پر دستیاب ہیں جن کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات پر کوئی تاریکی نظر نہیں آتی۔ کاشی ناتھ انت جوشی کی کتاب ''شکل سنت گاتھا'' میں کئی صوفیوں کے سوانحی حالات اور ان کے کلام کے نمونے موجود ہیں مگر زیر نظر کتاب میں صوفیوں کی اس طویل فہرست میں سے صرف نو صوفیوں کا انتخاب کرکے ان کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے ساتھ ہی ان کے کلام کی نمایاں خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان صوفیوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سنت گورا کمبھار ۲۔ سنت نرہر سونار ۳۔ سنت ساوتا مالی
۴۔ سنت چوکھا میلا ۵۔ سنت سویرا بائی ۶۔ سنت بنکا
۷۔ سنت نرملا بائی ۸۔ سنت کرم میلا ۹۔ سنت کانہو پاترا

www.urduchannel.in

صوفیوں کی اس طویل فہرست میں سے صرف ان نو صوفیوں کا انتخاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان صوفیوں کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات کے متعلق تاریخی معلومات پہلے سے موجود ہیں اور نہ ہی ان صوفیوں کے کارناموں پر کسی مراٹھی ادیب کو اختلاف ہے تاریخی اعتبار سے ان کی خدمات اور کارناموں کو سچ ثابت کرنے کے لیے شواہد موجود ہیں۔ جس کی روشنی میں ان صوفیوں کے سوانحی حالات، ادبی خدمات اور کارناموں میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے اس کتاب میں صرف انھیں باتوں کو پیش کیا گیا ہے جو مراٹھی ادب کے علماء اور نقادوں کے قریب مستند مانے گئے ہیں اور سوانحی حالات کے تحت صرف انھیں واقعات کو شامل کیا گیا ہے جو اس کی شخصیت کی وضاحت میں معاون ثابت ہوسکیں۔

جب کسی عظیم شخصیت کی سوانح حیات لکھی جاتی ہے کے سوانحی حالات لکھے جاتے ہیں تو اس میں کئی طرح کی مشکلات درپیش ہوتی ہیں اگر کسی شخصیت کا تعلق قدیم عہد سے ہے تو اس کے تعلق مواد بہت کم دستیاب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی شخصیت پر روشنی ڈالنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ان صوفیوں کا تعلق زیادہ تر قدیم عہد سے ہے جس کی وجہ سے ان کے متعلق مواد دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کے کارناموں پر تاریکی چھائی رہتی ہے ایسے حالات میں ان کے کارناموں کو منظر عام پر لانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سوانحی حالات اور ادبی خدمات کتابی شکل میں موجود نہیں ہیں اور جو ملتے بھی ہیں وہ زیادہ تر قصہ کہانیوں کی شکل میں ہیں یا پھر زبانی ادب کا حصہ ہیں۔ ایسے میں ان قصوں میں بیان کی گئی باتوں کو کسی بھی صورت میں مستند ذرائع تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ انسانی فطرت کا یہ اہم عنصر ہے کہ جب کسی انسان کو کسی عظیم شخصیت میں دلچسپی ہوتی ہے تو وہ اپنے ہیرو کی شخصیت کو دوسری شخصیات سے بلند دکھانے کی کوشش کرتا ہے جس کے لیے وہ مختلف ذرائع سے کام لیتا

www.urduchannel.in

ہے۔ یہیں پر وہ اپنے پیر کے متعلق ایسی باتیں بیان کرنے لگتا ہے جس سے اس کی اصل
شخصیت دیومالائی نظر آنے لگتی ہے اور اس کی زندگی اور کارناموں کی حقیقی تصویر
ہمارے سامنے نہیں آپاتی۔ صوفیوں کے سلسلے میں اس بات کا اندیشہ اور بڑھ جاتا ہے
کیوں کہ مذہبی جذبے کے تحت ان کے مرید اپنے پیر کی شخصیت کو دوسرے صوفیوں
سے بلند دکھانے کے لیے سرگرداں نظر آتے ہیں۔ یہیں سے اس صوفی کے تعلق سے
غلط روایات جنم لینے لگتی ہیں۔ اپنی محبوب شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی کوشش
میں وہ غیر المعقول باتوں کو پیش کرنے لگتے ہیں جس پر اعتماد کرنا کسی صورت میں ممکن
نہیں۔ اور ان کے تعلق سے ایسے ایسے معجزات منسوب کر دیے جاتے ہیں جن پر یقین
کرنا ناممکن ہے۔ ان قصے کہانیوں میں اپنی محبوب شخصیت کو اس طرح پیش کرتے ہیں
جو انسان نہیں بلکہ کوئی دوسری مخلوق نظر آنے لگتی ہے۔

مراٹھی ادب کے صوفی شاعروں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جس میں ان
کے سوانحی حالات اور کارناموں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے اور بہت سی غیر المعقول
باتوں کو ان سے منسوب کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کی اصل شخصیت میں
زبردست تبدیلی واقع ہوئی۔ حالاں کہ مراٹھی ادب میں ان صوفی شاعروں پر بہت سی
کتابیں تصنیف کی گئی ہیں مگر ان کتابوں پر بھی معاشرے میں رائج قصے کہانیوں کا گہرا
اثر دکھائی دیتا ہے۔ انھیں قصے کہانیوں کو سامنے رکھ کر یہ کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔
جس کی وجہ سے ان کتابوں پر قصہ کہانیوں کا گہرا اثر دکھائی دیتا ہے۔ مراٹھی ادب کے
صوفیوں کے سوانحی حالات پر بہت سے لوگوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں جیسے مہی پتی
(महीपति)، اُدھو چیدگھن (उद्धवचिद्धन)، بھیم سوامی (भीमस्वामी) اور رام
داسی (रामदासी) وغیرہ۔ مگر ان لوگوں نے بھی وہی واقعات بیان کیے ہیں جو اس
وقت معاشرے میں رائج تھے۔ ان مصنفوں نے بھی انھیں معجزاتی قصے کہانیوں کی بنیاد

www.urduchannel.in

پر صوفیوں کی شخصیات کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے۔

مراٹھی ادب میں صوفیوں کے متعلق ایسی ایسی باتیں اور ایسے ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن پر یقین کرنا ناممکن ہے مثال کے طور پر یہاں کچھ باتوں کو پیش کر رہا ہوں جو صوفیوں سے منسوب کردی گئی ہیں جیسے سنت گیانیشور نے دیوار چلا کر دکھایا، بھینسے کے منھ سے وید منتر کہلوائے، چانگ دیو باگھ پر بیٹھ کر آئے اور سانپ کو چابک بنادیا، سنت ایکناتھ نے بیل کو پتھر کی جواری کھلادی، نام دیو کے ہاتھوں مورتی نے کھانا کھایا اور مردہ گائے کو زندہ کردیا، تکارام کے ابھنگ تیرہ دن تک پانی میں ڈوبے رہے اور بعد میں بہ حفاظت واپس آگئے اور پھر تکارام جنت کی سیر کرنے گئے، گورا کمبھار کے کٹے ہوئے ہاتھ واپس آگئے اور ان کا مردہ بچہ پھر سے زندہ ہوگیا وغیرہ باتیں معاشرے میں رائج تھیں، ان غیر یقینی باتوں کا سلسلہ صرف مراٹھی ادب کے صوفیوں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ دوسرے ادب کے صوفیوں کے تعلق سے بھی اسی طرح کی روایات منسوب ہیں جو ان کی صوفی شخصیت سے بے انتہا محبت اور عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ کچھ مراٹھی ادیب اس طرح کے واقعات کو اپنے سائنٹفک نظریہ کی بنیاد پر غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ان باتوں سے سخت اختلاف کرتے ہوئے اس کے بارے میں مشہور مراٹھی ادیب رام کرشن گوپال بھنڈارکر کو بمبی کی کتاب ''بدھی لیلا سارسنگرہ'' کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''کسی بھی مذہبی شخصیت کے معجزات یا کرامات ان کے مریدوں میں بے حد مقبول ہوتے ہیں اور ان کے مریدوں کی کتابوں میں ان کا ذکر واضح طور پر ملتا ہے۔ ان واقعات پر پوری طرح یقین نہ کرنا صحیح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان واقعات میں کبھی کبھی سچائی کا عنصر بھی شامل رہتا ہے اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی ان

www.urduchannel.in

واقعات کے ذریعے سے ان کے مریدوں کے خیالات ونظریات
سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ جس عہد میں یہ واقعات رائج تھے
اس عہد کے رسم ورواج کا علم حاصل کرنے میں یہ واقعات بہت
معاون ثابت ہوتے ہیں ایسے وقت میں انھیں عقل کی کسوٹی پر
تولنے کے بجائے اس کا معنی ومطلب نکالنے کے بجائے اس کا
فیصلہ کاری پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ اس سے جو معانی نکالنا چاہے
نکالے اس کے لیے ان واقعات کو قاری کے سامنے رکھنے سے
گریز نہیں کرنا چاہیے۔[۱]"

مذکورہ بالا نظریہ کی روشنی میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان معجزات کو غیر سائنٹفک اور غیر یقینی کہہ کر ٹالنا نہیں چاہیے کیوں کہ ان روایات کے پس منظر میں پورے عہد کی بازگشت سنائی دیتی ہے اس میں اس عہد سے تعلق رکھنے والے عقائد، رسومات اور اس عہد کے رجحانات پنہا ہوتے ہیں اس لیے ان روایات پر گہرائی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ روایات شخصیت کی عکاسی میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی عظیم شخصیات کے اعمال و کردار کو سمجھنے کے لیے بھی یہ واقعات اہم کردار ادا کرتے ہیں بہت سے صوفی شاعر ایسے بھی ہیں جن کی زندگی سے اس طرح کے معجزاتی واقعات کو اگر نکال دیا جائے تو ان کی شخصیت بے معنی نظر آنے لگتی ہے اس لیے اپنی بات کو مکمل کرنے سے پہلے یہی کہنا چاہوں گا کہ صوفیوں کی زندگی سے متعلق جو بات قابلِ قبول نظر آئے انھیں مان لینا چاہیے اور جو بات قابل قبول نہ ہو انھیں رد کرنا حق بہ جانب ہے کیوں اس شخصیت کے مریدوں کے لیے تو یہ معجزاتی کہانیاں، صوفیوں کی زندگی، شخصیت اور ادبی کارناموں کا حصہ ہیں

---

۱ ڈاکٹر رام کرشن گوپال بھنڈارکر: سنت چوکھا میلا مہاراج پانچ جریتر وابھنگ گاتھا، ص ۷۶

www.urduchannel.in

اس لیے کسی بحث وتکرار سے بہتر یہ ہے کہ عقل کی کسوٹی پر جو واقعات کھرے اتریں انھیں قبول کرلو اور جو کسی طرح عقل کو متاثر نہ کرسکیں اسے رد کردو۔

(ب) مراٹھی صوفی سلسلہ اور ان کی ادبی خدمات

مراٹھی ادب میں تیرہویں صدی سے لے کر سترہویں صدی تک کا عہد بھکتی اور شاعری کے اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے ان چار سو سالوں میں پورے مہاراشٹر میں بھکتی کی جو تحریک چلی وہ قابلِ دید ہے۔ جس نے پورے مہاراشٹر کو متاثر کیا اور بھکتوں کی ایک طویل جماعت تیار ہوگئی اور اس بھکتی میں لوگ ڈوبتے چلے گئے جس میں بھکتوں کو عجیب مسرت کا احساس ہوتا تھا اس عہد میں لوگ وٹھل کی پوجا مختلف طریقوں سے کرتے تھے جس میں ظل جلی اور ظل خفی دونوں طریقے رائج تھے۔ اس بھکتی کے پیچھے ان کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس کا بھگوان اس سے کسی طرح خوش ہوجائے اور اسے نجات مل جائے۔ ۱۳۰۰ء سے ۱۷۰۰ء کے درمیان شمالی ہند میں بھی بھکتی کی بہت سی تحریکیں منظرِ عام پر آئیں جس نے پورے سماج کو متاثر کیا۔ یہی زمانہ ہندی ادب میں بھی ''بھکتی عہد'' کے نام سے مشہور ہے ادھر تیرہویں صدی اور چودہویں صدی میں مراٹھی صوفی گیانیشور، گوراکمبھار، نام دیو، نرہری سونار، ساوتا مالی اور چوکھا میلا وغیرہ اور سولہویں اور سترہویں صدی میں صوفی تکارام، ایکناتھ، اور نلوبارائے وغیرہ صوفی شاعر بھگوان کی بھکتی میں مصروف تھے۔ دوسری طرف ہندی ادب میں کبیر، تلسی داس، گرونانک، سور داس اور میرا بائی وغیرہ اپنی شاعری میں رام اور کرشن کی عظمت بیان کر رہے تھے۔ انھیں کے نقش قدم پر عوام بھی بھکتی کے مارگ کی طرف بڑھتی جارہی تھی۔ ادبی نظریہ سے شمال وجنوب کی یہ تحریک اپنے عروج پر تھی جس کو دیکھ

www.urduchannel.in

کہ اس عہد کو بھکتی تحریک کا عہد زریں کہا جا سکتا ہے۔

تیرہویں صدی میں مراٹھی صوفی شاعروں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جسے میلا ہوا "سنتوں کی ٹولی" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ سارے صوفی وٹھل سے محبت اور شاعری کی شکل میں ایک ہی معبود کی پوجا کرتے تھے۔ سنت گیانیشور اس بھکتی تحریک کے بانی تھے اور دوسرے صوفی شاعر و شاعرات اس ٹولی کا اہم جز تھے۔ سنت گیانیشور کے بھائی نیورتی ناتھ، سنت سوپان دیو اور بہن سنت مکتا بائی یہ چاروں بھائی بہن اس گروہ کی عظمت کو چار چاند لگا رہے تھے اس گروہ کے دوسرے صوفی سنتوں میں نام دیو، سنت چانگ دیو، سنت وسوبا کھیچر، سنت گورا کمھار، سنت نرہری سونار، سنت ساوتا مالی، سنت چوکھا میلا اور سنت پرمانند کا نام قابل ذکر ہے۔ دوسری طرف بھکتی میں ڈوبی صوفی شاعرات بھی اس تحریک کا اہم رکن تھیں جیسے سنت جنا بائی، کانہو پاترا، سنت سویرا بائی اور سنت نرملا بائی وغیرہ کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ اس سنت ٹولی کے بعد کا عہد سنت تکارام، سنت تکوبا، سنت بہینا بائی اور سنت ایکناتھ وغیرہ پر مشتمل ہے۔ جس کا دائرہ سترہویں صدی تک پھیلا ہوا ہے یہ سارے صوفی شاعر وٹھل کی عظمت بیان کر رہے تھے اور انھیں اپنی بھکتی سے خوش کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور پورا سماج رام اور کرشن کے گن گان کر رہا تھا۔ صوفیوں کے کلام نے بھکتی تحریک کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی پورے مہاراشٹر میں ہر خاص و عام انھیں کے اشعار گا رہا ہے جس کی گونج گاؤں گاؤں، شہر شہر اور گلی گلی میں سنائی دے رہی ہے یہ سارے لوگ صوفیوں کے اشعار پڑھتے، ناچتے گاتے اور ڈھول تاشے بجاتے بھگوان کی بھکتی میں مصروف نظر آتے ہیں اس صوفی سلسلہ میں کسی ذات یا فرقہ کی قید و بند نہیں ہے اس میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں جیسے کنبی، سونار، مالی اور کمھار وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سارے صوفی بھلے ہی مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے ہوں مگر وٹھل کی

www.urduchannel.in

محبت ہر طبقے میں موجود ہے۔ صوفیوں کی اس محبت کو دیکھتے ہوئے مراٹھی ادب کے مشہور مصنف گوندرا ناڈے لکھتے ہیں:

''اس صوفی سنت طبقہ میں کچھ عورتیں، کچھ مراٹھی کنبی، درضی، مالی، چوڑی ساز، سونار اور کچھ توبہ کرنے والی طوائفیں، غلام، ادنی طبقہ سے تعلق رکھنے والے مہار اور کچھ برہمن بھی شامل ہیں اس مذہبی تحریک کا اثر صرف ایک طبقہ پر پڑا ہو ایسی بات نہیں بلکہ ادنی طبقہ سے لے کر اعلی طبقہ تک یعنی پورے معاشرے میں بھکتی کی تحریک اپنے عروج پر تھی اور لوگوں میں بھگوان کی محبت جنوں کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ اعلیٰ، ادنیٰ، عالم، جاہل، مرد اور عورت سبھی لوگ مذہبی جوش میں ناچتے پھر رہے تھے۔ اس طرح کے مذہبی جذبے کا نمونہ شاید دوسرے ملکوں کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔[1]''

صوفی لفظ کا مطلب عام طور پر یہی لیا جاتا ہے کہ جو بھگوان کی بھکتی میں ڈوب گیا ہو مگر یہ مطلب بہت قدیم ہے۔ پروفیسر پھاٹک لکھتے ہیں ''سنت کا مطلب ہے وہ سچا شخص جو لوگوں کو اپنے کردار سے پاکی و نیکی کا درس دیتا ہو وہ سنت ہے سنت لفظ کی قدیم تعریف یہی ہے۔ گیانیشور اور ان کے صوفی گروہوں کے لیے یہی تعریف بیان کی جاتی ہے۔'' یہ صوفی مذہبی مقامات کا سفر کرتے ہوئے سفر کے دوران ملنے والے لوگوں کو صفائی، سادگی اور سچائی کا درس دیتے جاتے اور لوگوں کے کردار کو بہتر بنانے کی تلقین بھی کرتے جاتے تھے۔ ان کی تعلیمات کا اصل مقصد یہ تھا کہ وٹھل کے بھکتوں کی زندگی پاکیزہ ہو، صوفی طبقہ سے تعلق رکھنے والے صوفیوں کی زندگی ایثار، قربانی، بھکتی، رحم، اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ تھی۔ ایسے قابل احترام صوفی سنتوں کی

---

[1] گوندرا ناڈے: بحوالہ بھارتیہ سنسکرتی کوش، ص ۹۸

www.urduchannel.in

زندگی نے اگر اس عہد کے لوگوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہوں تو اس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیوں کہ ان لوگوں نے بہتر زندگی گزارنے کے لیے عوام کو اپنی بہترین تعلیمات سے نوازا۔

ورکاری سلسلہ سے تعلق رکھنے والے یہ صوفی جن کا تعلق برہمن طبقہ سے لے کر ادنی طبقہ تک تھا سبھی اس میں شامل تھے جو اپنی خاندانی شان وشوکت سے بہت دور بھگوان کی بھکتی میں مصروف تھے۔ جنھیں بھگوان کی محبت کے آگے کوئی دوسری چیز دکھائی نہیں دیتی۔ یہ سارے لوگ ازدواجی زندگی گزار رہے تھے مگر انھوں نے اپنی گھریلو زندگی کو ہی بھگوان کا روپ بنا دیا تھا۔ سچی محبت، مستحکم یقین، ناز و ادا سے دور اور دلوں میں بھگوان کا خوف لیے زندگی بسر کر رہے تھے ان کی انھیں خوبیوں نے ان کی زندگی کو پرسکون بنا دیا تھا جس کے آگے دنیا و مافیا بے معنی نظر آتے تھے۔ عیش و آرام کی طلب ان کے قریب بھی نہیں آتی۔ یہ لوگ سادہ زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے تھے۔ مشہور مراٹھی مورخ پروفیسر دلیش پانڈے نے اپنی کتاب ''پراچین مراٹھی واڑم یانچہ'' میں مراٹھی صوفیوں کی زندگی کی جو خصوصیات بیان کی ہیں اس کا ذکر انھوں نے کچھ اس طرح کیا ہے:

۱۔ زیادہ تر صوفی ادنی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور غموں سے دوچار تھے نسلی تفریق کی وجہ سے معاشرے میں ان کی حالت خستہ تھی۔

۲۔ ان سنتوں کے مطابق یکیہ بھگوان تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں پانڈورنگ کو بھکتی عزیز ہے وہ اپنے بھکتوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے ذات، پات، مذہب، اعلی اور ادنی کی تفریق اس کی پیدا کی ہوئی نہیں ہے وہ خاندان اور ذات کو اہمیت نہیں دیتا جو بھکت بھگوان کا ذکر کرے گا بھگوان اس کو عزیز رکھے گا اس بات پر صوفی لوگوں کو مستحکم یقین تھا۔

www.urduchannel.in

۳۔ معاشرے میں جنھیں سماجی، اقتصادی، سرکاری اور مذہبی مرتبہ حاصل نہیں ہے ان کے لیے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوا ہے وہ ہے بھکتی کا۔ صوفیوں کے اس اصول نے سماج کو تقویت بخشی اور پورا سماج ایک بار سوچنے پر مجبور ہوا جس کی وجہ سے سماج میں زبردست تبدیلی واقع ہوئی اور سماج کی قومی یکجہتی کی ضرورت پوری ہوئی۔

۴۔ زندگی میں غموں سے نجات نہیں مل سکتی اس لیے صوفیوں نے غموں سے آگے نکل جانے اور ان سے ہمیشہ کے لیے نجات پانے کا راستہ بتلایا ہے۔

۵۔ صوفیوں نے مساوات پر بہت زور دیا ہے۔ یکیہ نسلی تفریق اور خاندانی شان و شوکت مساوات کو کمزور بناتے ہیں۔

۶۔ صوفیوں کی شاعری میں وٹھل اور اس کے بھکت کا تعلق اس طرح قائم کیا گیا ہے جیسے بھگوان بھکتوں کے سامنے جلوہ گر ہو۔

۷۔ زیادہ تر صوفیوں کو مقدس کتابوں کے مطالعہ سے دور ہی رکھا گیا مگر ان مقدس کتابوں کے مطالعہ کے بغیر بھی بھگوان کی بھکتی کر سکتے ہیں انھیں ان مقدس کتابوں کی ضرورت نہیں اگر انسان اپنے دل میں بھگوان کو یاد کرے تو وہ بھگوان کے قریب پہنچ سکتا ہے اور اس وقت بھگوان اس کی روح کے بالکل قریب ہوتا ہے۔

۸۔ صوفی سنت بھکتی اور اخلاص کے ساتھ کردار پر بھی بہت زور دیتے ہیں۔ بھکتی انسان کے لیے بہت ضروری ہے چاہے اس کا طریقہ کچھ بھی ہو۔

۹۔ بھگوان کا ذکر کرتے رہنے سے اس کا راستہ آسان ہو جاتا ہے بھکتی تو صرف بھگوان تک پہنچنے کا ذریعہ ہے بھگوان سے ملاقات کرنے کے لیے کسی مذہبی پیشوا یا رہنما کی ضرورت نہیں۔

www.urduchannel.in

ہے۔ صوفیوں میں تکبر وتصنع بالکل نہیں ہوتا ان کے اندر خود اعتمادی اور تیزی ہوتی
ہے۔ بادشاہوں کے آگے جھکنا اور ان کی خوش آمد کرنا ان کی فطرت میں شامل
نہیں۔ یہ چیزیں ان کے مزاج کے خلاف ہیں یہی وجہ ہے کہ بادشاہ خود صوفیوں
تک چل کر آتے ہیں اور ان کے دیدار کے خواہش مند رہے۔ اگر کبھی کسی بادشاہ
نے کوئی خلعت یا تحفہ پیش کرنے کی کوشش کی تو اسے قبول کرنا اپنی شان کے
خلاف سمجھتے تھے یا کبھی کسی وجہ سے قبول بھی کرلیا تو انھیں برہمنوں میں تقسیم کردیا
کرتے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنی خاطر کبھی بادشاہوں کو منھ نہیں لگایا۔ اس ضمن
میں صوفیوں کی اور بہت سی خصوصیات کا ذکر کیا جاسکتا ہے مگر اس کتاب میں
صوفیوں کی شعری خدمات اور کارناموں پر جو بحث کی جائے گی ان سے ان کی
عظمت کا اندازہ ہوجائے گا اور صوفیوں کے متعلق تفصیلی معلومات بھی حاصل
ہوجائے گی۔

صوفی سلسلہ کے اس تعارفی جائزہ میں ''مہاراشٹر ساسوت'' (مراٹھی کاویہ
کا اتیہاس) میں صوفیوں کے تعلق سے کچھ باتوں کا ذکر ملتا ہے جس سے صوفیوں کے
کردار، عادات و اطوار، خیالات و نظریات اور مقاصد شاعری وغیرہ پر اچھی معلومات
حاصل ہوتی ہے جو اس طرح ہیں:

''صوفی شاعر بھکتی میں لبریز ہیں۔ ان کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے بعد
شاعر کے دل کے تمام خوشگوار واقعات کا علم ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے
صوفی شاعر پوری دنیا میں پیار محبت اور امن کو پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں ان کا عظیم
کارنامہ یہ تھا کہ ان کی محنت ولگن سے سماج میں برائیوں کا خاتمہ ہوا۔ ایک آدمی
دوسرے آدمی کو اہمیت دینے لگے۔ دونوں کے درمیان فاصلہ ختم ہوگیا اس کی جگہ محبت
نے لے لی۔ دل میں محبت اور چاہت کو جگہ مل گئی ان کی عظمت دیکھیے کہ منھ سے

www.urduchannel.in

بھگوان کا ذکر ہو رہا ہے اور دل کو سکون ملتا چلا جا رہا ہے۔ لوگ مراٹھی صوفی شاعروں کے کلام کو پڑھتے ہوئے پنڈھرپور کا سفر طے کر رہے ہیں ان کا مذہبی سفر کیا تھا؟ بلا۔ عظیم کردار کی تبلیغ و اشاعت تھی یعنی کردار کی اصلاح اور زندگی کو بہتر بنانے کا فلسفہ تھا یہ صوفی زندہ جاوید بھگوان کا روپ تھے۔ غصہ ان کے قریب نہیں آتا حوس ان سے کوسوں دور تھی ایک دوسرے کی عزت و احترام کا پاس و لحاظ تھا۔ صوفی شعراء ایک دوسرے میں بھگوان کو جلوہ گر پاتے۔ انھوں نے ذات پات اور پیشہ وغیرہ کی تفریق سے نفرت کی اور انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ پیشہ و ذات بھلے ہی مختلف ہوں مگر ہم سب ایک ہی بھگوان کی مخلوق ہیں سنت گیانیشور اسی بات کو اپنے اشعار میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

देव भावाचे भुकेळा। याति कुळ नाहीं त्याला।।

आहे भक्तीचा बोधला। अवतार घेतो त्यांसाठी।।

صوفیوں کا یہ اہم اصول رہا ہے کہ سنت گیانیشور نے جس بھکتی کی بنیاد رکھی سنت تکارام نے اسے بلندی عطا کی۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی کوئی تمیز نہیں۔ کوئی ذات کے لحاظ سے بھلے ہی ادنی ہو مگر بھکتی میں لبریز ہو کر اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا ہے ان صوفیوں کی زندگی پاک صاف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر خاص و عام میں اس سلسلہ کے گہرے اثرات مرتب ہوئے یہ صوفی شاعر پورے مہاراشٹر کا سفر کرتے ہوئے صوفی سلسلہ اور بھاگوت مذہب کی تبلیغ و اشعات کرتے رہے۔ جس کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے:

नाचू किर्तनाचे रंगी। ज्ञानदीप लावूँ जगी।।

اس صوفی سلسلہ کے لوگ ناچتے گاتے پوری دنیا میں اپنا پیغام پہنچا رہے تھے اور علم کی شمع سب کے لیے روشن کر رہے تھے۔ ان کے کرتن بھجن میں عوام بھی شامل تھی سنت گیانیشور نے جو شمع روشن کی تھی اسے یہ صوفی لوگ چاروں طرف لے

www.urduchannel.in

لیے جب ایسے لوگ تیار ہو گئے جن کی زندگی خود ایک نمونہ تھی تو ان لوگوں نے اپنے کردار و اعمال سے پورے مہاراشٹر کی روشن کر دیا۔ ان صوفیوں نے ایک مخصوص راہ کی تعمیر کی۔ ان کے شعری ادب سے بھکتی کا ایک خوبصورت راستہ تعمیر ہوا۔ ان کے اشعار کا پہلا مقصد تھا قلب کو سکون پہنچانا۔ دوسرا مقصد بھکتی کے متعلق تعلیم کی اشاعت کرنا۔ پہلا راستہ خود کے لیے تھا اور اس کو صرف اپنے تک محدود رکھا اگر چہ اس کا تعلق صرف اپنے دل سے تھا اور دوسروں کے لیے راستہ دکھانے والا تھا۔ دوسرے راستے کا مقصد اس سے مختلف تھا۔ ہمارا ہاتھ پکڑ کر چلانے والے صوفی خود تو نجات پانے کے حق دار تھے ہی ساتھ ہی دوسروں کو بھی نجات دلانے کا کام کر رہے تھے ہم سب کو بھکتی کا راستہ دکھانے والے صوفی خود جس راستے پر چلے اسی راہ پر دوسروں کو بھی چلنے کی تلقین کی انھوں نے اپنے مذہبی اور علمی دولت کو عوام میں خیرات کر دیا۔ یہ راستہ بھکتی کا ہے۔ بھکتی کی راہ، رسم و رواج پر منحصر نہیں بلکہ ایسے خیالات و نظریات پر منحصر ہے جو اس ط رح ہیں: صبح نہانا، بھگوان کی پوجا کرنا، مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرنا، مناظرہ و مذاکرہ کرنا، اور مذہبی سفر کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کے ذریعے عمل کرنے کی ترغیب ملتی ہے اور اس کے بعد نجات کا نمبر آتا ہے۔ صوفیوں کا یہ یقین تھا کہ استاد ہمیشہ سچی بات بتاتا ہے اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنا بھگوان کی باتوں پر عمل کرنے کے برابر ہے۔ بھکتوں کو تن، من اور دھن سے بھکتی پر زور دینا چاہیے مگر یہ بھکتی کا مارگ کبھی ختم نہیں ہوتا وہ بھگوان کی بھکتی سے لے کر اس سے مل جانے کے بعد ہی ختم ہوتا ہے سنت گورا اور نام دیو نے اسی طرف زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

पाषाणाच देव बोलत भक्तातें ।

सांगते एकते दोघे मुर्ख ।।

اس طرح صوفیوں کا راستہ بھکتی کا راستہ ہے اور بھکتی کا مطلب ہے بھگوان کا

www.urduchannel.in

دنیال، اگر بھگوان کا خوف تمہارے دل میں رہا اور اس خوف سے ہمیشہ اس کے ذکر میں لگے رہے تو سمجھو تمہیں نجات مل گئی اور بھگوان کو یاد کرتے ہوئے نیک کاموں یا باتوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے سنت گیانیشور نے اسے ''پنتھ راج'' کہا ہے جہاں علم، جذبۂ احساس، اور کام یہ چاروں راستے آکر بھکتی سے مل جاتے ہیں۔ صوفیوں نے انھیں راستوں پر عمل کیا ہے اس راہ میں علم کا بیان، کردار، بھکتی، ایثار و قربانی اور اچھی صحبت کئی راستے ہیں۔ مگر بھکتی کا سب سے اہم جز بھگوان کا ذکر ہے۔ مندرجہ بالا راستے اس کی مختلف شاخیں ہیں۔ ایسا صوفیوں کا کہنا ہے۔ مراٹھی ادب کے مشہور ادیب و نقاد پانگارکر صوفیوں اور ان کے عہد پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:

> ''نروِرتی ناتھ کی قربانی گیانیشور کا علم اور بھکتی، سوپان داس کی تنہائی، مکتا بائی کی محبت اور تخئی کے جذبات، نام دیو کی محبت، جنا بائی کی سچی بھکتی، سانگ دیو کا بھگوان کا ذکر، گورا کمبھار کا حق، چوکھا میلا کے محبت سے لبریز جذبات...... سارے صوفیوں کی کشش رکھنے والی خوبیاں جب ایک دوسرے میں شامل ہوئیں تب جاکر اس عہد میں پیار و محبت اور بھکتی کی دریا رواں ہوئی۔''[1]

وٹھل بھکتی کی یہ تحریک تیرہویں صدی سے شروع ہوکر مسلسل رواں دواں رہی اور سترہویں صدی تک لوگوں کو پاک صاف کرتے ہوئے سفر طے کرتی رہی آج بھی ''جنوب کی کاشی'' سمجھے جانے والے پنڈھرپور نگری میں یہ تحریک عروج پر ہے۔ بھکتی کے جذبات کی وہی لہریں لاکھوں چاہنے والے عوام میں بھجن کرتن اور ناچ گانے کی شکل میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مہاراشٹر کے ہر ایک گاؤں اور مندروں میں، ''جے جے رام ہری کرشن ہری'' منتر کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے جس سے لوگ مسرور ہو

---

[1] پانگارکر: مراٹھی واڑمیاچا اتیہاس، ج ۱، ص ۵۷

www.urduchannel.in

اٹھتے ہیں۔ پانڈورنگ کی محبت میں یہ متوالے جب ان کے کلام کو پڑھتے ہوئے آگے
بڑھتے ہیں تو ان پر عجیب و غریب جنوں کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور نجات
(موکش) ان کی غلام نظر آنے لگتی ہے سورگ کا دروازہ کھلتا ہوا معلوم ہونے لگتا ہے۔
یہ خوبصورت منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے بیان کرنے سے اس کا سوا حصہ بھی ظاہر
نہیں کیا جاسکتا۔

(ج) صوفیوں کی شاعری

شعر کے لیے مراٹھی میں ''اَبھنگ'' لفظ کا استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے
''جسے تقسیم نہ کیا جاسکے'' مگر قدیم مراٹھی شاعری کی کتابوں میں اس لفظ کا مطلب
ہے ''مراٹھی کا ایک چھند (छन्द) ''۔ سنت گیانیشور سنت تکارام اور سنت نام دیو وغیرہ
مراٹھی صوفی شاعروں نے اپنی شاعری میں انھیں (छन्दों) (چھندوں) کا استعمال کیا
ہے۔ مراٹھی ادب کی قدیم شاعری میں سنسکرت کے بہت سے چھندوں (छन्दों) کا
استعمال ہوا ہے مگر بعد میں مراٹھی ادب نے ترمیم و اضافے کے بعد اپنے چھند خود
تخلیق کیے جسے ''ابھنگ'' کہا جاتا ہے۔ اَبھنگ اور اووی (ओवी) ان دو خاص چھندوں
کے علاوہ مراٹھی شاعروں نے ابتداء سے لے کر آج تک ساکی (साकी)،
دنڈی (दिंडी)، کٹاؤ (कटाव) اور پوواڈا وغیرہ کئی چھندو کی تخلیق کی۔ سنت گیانیشور کی
مشہور تصنیف ''گیانیشوری'' اووی چھند میں لکھی گئی ہے جب کہ اپنی دوسری شعری
تصانیف کے لیے ابھنگ کا ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دونوں چھند صوفیانہ شاعری کے
لیے مناسب سمجھے گئے اور تقریباً سارے صوفی شاعروں نے اووی کا استعمال کیا ہے۔
یہ دونوں ہی چھند بھکتوں میں بہت مقبول رہے کیوں کہ دونوں چھند گانے سے تعلق
رکھتے ہیں۔ بھجن کرتن میں گانے والے انھیں دونوں چھندو کا استعمال کرتے ہیں۔

www.urduchannel.in

مراٹھی ادب کے ایک مشہور ادیب کے مطابق سنسکرت کے अनुष्टुप छन्द سے مراٹھی کے اَبھنگ اور اووی چھندو کی تخلیق ہوئی۔ اووی اور اَبھنگ میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ان دونوں کو اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھا اور گایا جائے تو دونوں میں تفریق کرنا بہت مشکل ہے۔ سنت گیانیشور کے عہد میں اَبھنگ کا ہی زیادہ استعمال ملتا ہے مگر بعد میں سنت تکارام، نام دیو اور سنت نلو بارائے وغیرہ کے یہاں سترہویں صدی تک ابھنگوں کا ہی زیادہ استعمال ہوتا تھا۔ سنت تکارام کے عہد تک ابھنگ مراٹھی شاعری میں زیادہ مقبول ہو چکے تھے۔

مراٹھی ادب میں ابھنگ ہر خاص و عام کی زبان پر چڑھا ہوا تھا ساتھ ہی بھجن کرتن میں اس طرح شامل ہو گئے تھے کہ اس کے بغیر بھجن اور کرتن کا وجود ناممکن تھا یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں چھند بھکتی تحریک کا اہم جز بن گئے تھے۔ ابھنگ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس مختصر سے چھند میں بہت سے معنی پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ یعنی ان میں اختصار کے ساتھ جامعیت ہوتی ہے۔ بہارتی کے دوہے کی مانند دریا کو کوزے میں بند کرنے کی صلاحیت اس میں موجود ہے۔

ابھنگ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) طویل ابھنگ (۲) مختصر ابھنگ

ابھنگوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے ضرب المثل، کہاوت اور محاوروں کی شکل میں بھی کہا جا سکتا ہے اس لیے اسے حافظے میں رکھنا آسان ہوتا ہے۔ اس کی سادگی، سلاست اور تاثیر کا نتیجہ ہے کہ سنت جنا بائی، سنت چوکھا میلا، اور عوام کے ذریعے کہے گئے ابھنگ آج بھی زندہ ہیں۔ ابھنگ کبیر داس اور سور داس کے دوہے اور چھندوں کی طرح گانے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ صوفیوں کے ابھنگ ان کے پیروکاروں اور مریدوں کے لیے بہت مقدس ہیں۔ اس لیے صوفیوں کی زبان

www.urduchannel.in

کو (वेदवाणी) یعنی مقدس زبان کہتے ہیں۔ مشہور مراٹھی ادیب جوگ نے ابھنگوں کا خلاصہ کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

"پوری شاعری کو ایک ہی جذبے کے تحت بیان کرنا اور اس مختصر شاعری میں سارے خیالات و جذبات کی عکاسی کرنا اور جو بات کہی جائے وہ جذبات کی صحیح نمائندگی کرے یہ ساری باتیں صرف ابھنگ میں ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اگر انہیں دوہے سے ملا کر دیکھیں تو دونوں میں بہت مماثلت نظر آئی گی۔[1]"

ابھنگ لکھنے کے اوزان، بحور اور طریقوں کا مختصر طور پر جائزہ لینا حسب موقع معلوم ہوتا ہے۔ ابھنگ کے چار حصے ہوتے ہیں۔ چھ چھ لفظوں کا پہلا، دوسرا، تیسرا لیکن چوتھا حصہ چار لفظوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی ابھنگ شاعری میں زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ پھر اس کے علاوہ دو حصوں میں آٹھ آٹھ اور دو مصرعوں میں چھ چھ یا پھر آٹھ آٹھ اس طرح لفظوں کی تعداد رکھی جاتی ہے مثال کے طور پر یہ ابھنگ دیکھیے:

देवा नाहीं रूप देवा नाहीं नाम। देव हा निस्काम सर्वा ठाई।।1।।
डोळियाचा डोळा दृष्टीच भासला। देव प्रकाशला आदि अंती।।2।।
नवल वाटलें नवल वाटलें। देव कोदाटलें माँगें पुढे।।3।।
चोखा म्हणे माझा संदेह फिटला। देव प्रगटला देहामाजी।।4।।

(संत चोखामेला अभंग क0 69)

پیش کردہ بند میں کل چار ابھنگ ہیں مگر ان کی تعداد معنی مطلب اور ضرورت کے مطابق ۵، ۶، ۷، ۸ اور ۹ تک بھی ہو سکتی ہے۔

دوسری قسم کے ابھنگ کا نمونہ دیکھیے:

---

[1] ڈاکٹر جوگ: سلجھ وشوکش، بحوالہ کروے، ص ۲۳

www.urduchannel.in

धन्य धन्य नाम देवा । केला उपकार जीवा ।।1।।

माझा निरसिला भेवो । दाखविला पंढरीरावो ।।2।।

मंत्र सांगितला सोपा । निवारिले भवतापा ।।3।।

माझी कृपेची माउली । चोखा म्हणे पान्हा घाली ।।4।।

پیش کردہ ابھنگ میں آٹھ آٹھ لفظوں کے چار ابھنگ ہیں آٹھ لفظوں کا التزام ہوتے ہوئے بھی ابھنگ کے دوسرے مصرے میں ''پنڈھری راؤ'' لفظ کی وجہ سے نو لفظ بن گئے ہیں۔صوفیوں کے اشعار میں ضرورت کے مطابق الفاظ کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے مگر گانے میں آواز کو کبھی کھینچ کر اور کبھی کم کر کے اسے برابر پڑھا جاتا ہے۔

سنت گیانیشور کے استاد اور مذہبی رہنما سنت نرورتی ناتھ کو ابھنگو کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔سنت تکارام اور سنت نلوبا کے عہد تک ابھنگ لکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔مگر یہ سلسلہ صرف انھیں تک محدود نہیں رہا بلکہ آج بھی مراٹھی ادب میں ابھنگ لکھنے کا سلسلہ جاری ہے۔مراٹھی صوفی شاعری میں صوفیوں کے مجموعوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ان میں سے انتخاب کر کے صرف نو صوفیوں کے شعری مجموعے اور ان کے کلام کی خصوصیات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جہاں تک صوفیوں کی تعلیم کا تعلق ہے انھوں نے براہ راست کسی اسکول یا مدرسے سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ اپنے استاد سے جو کچھ سیکھا وہی ان کی تعلیم تھی۔ کچھ نے اپنی لگن اور محنت سے بہت علم حاصل کیا جیسے سنت گیانیشور اور ان کے تین بھائیوں نے اچھی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور ان سے دوسرے ہم عصر صوفیوں نے علم حاصل کیا۔ اس لیے یہاں جن صوفی شاعروں کا ذکر کیا جائے گا ان میں کچھ صوفی شاعر بہت اچھے عالم تھے اور کچھ نے بالکل تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر سنت کبیر کی طرح

www.urduchannel.in

شاعری پر قدرت رکھتے تھے۔ اپنے تخیل کی بنیاد پر بھجن کی شان میں اعلیٰ قسم کی شاعری کے نمونے بطور یادگار چھوڑے ہیں اور مذہبی جوش و جذبہ کے تحت ابھنگ گاتے بھی تھے اسی دوران ان کے کچھ شاگرد ان ابھنگوں کو لکھ لیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ایک بہت بڑا ادبی سرمایہ ہمارے ہاتھ آ گیا۔ ان لوگوں نے کن کن صوفی شاعروں سے ابھنگ رقم کیے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

صوفی شاعر	مصنف
سنت گیانیشور	سنت سچیتا نند بابا
سنت نرورتی ناتھ	سنت سوپان داس
سنت مکتا بائی	سنت گیان دیو
سنت وسوبا کھیچر	سنت جوگا پرمانند
سنت ساوتا مالی	کاشی با گکھ
سنت کرم دیو	سدیو
سنت چوکھا میلا	اننت بھٹ برہمن
سنت نام دیو	رکھوی رمن
سنت جنا بائی	رکھوی رمن

www.urduchannel.in

باب دوم

مراٹھی ادب میں صوفیانہ شاعری

سنت گورا کمبھار

سنت گورا کمبھار تیر (तेर) گاؤں کے رہنے والے تھے۔ یہ گاؤں آج بھی مہاراشٹر کے عثمان آباد ضلع سے ۲۳ میل کی دوری پر موجود ہے۔ تیر گاؤں کے قریب تیرنا ندی بہتی ہے اس ندی کے شمالی کنارے پر سنت گورا کمبھار جنھیں لوگ عزت و احترام سے ''گوروبا کا کا'' کہتے تھے ان کا مقبرہ موجود ہے۔ جس پر آج بھی ان کے مریدوں کا ہجوم دیکھا جاسکتا ہے۔ گوروبا کا آبائی گھر آج بھی کھنڈر کی شکل میں موجود ہے جس سے ماضی کی بہت سی یادیں وابستہ ہیں اور بہت سی نشانیاں بطور یادگار موجود ہیں۔ ان نشانیوں میں وٹھل کی وہ مورتی بھی شامل ہے جس کی گوروبا پوجا کرتے تھے۔ گوروبا کے مقبرہ پر چیتر ماہ کے کرشن دن پر ایک بہت بڑا میلا لگتا ہے جس میں ان کے چاہنے والے بہت دور دور سے حاضری دیتے ہیں اس میلے کو مہاراشٹر کے میلوں میں اہم مقام ہے جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

www.urduchannel.in

اس میلے میں شامل ہو کر ان کے مرید گوروبا کو اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیتے ہیں۔ تیرگاؤ کا قدیم نام ''تگر'' تھا اسے ''تگرم'' ''تگرم پور'' یا ''تگرنگر'' بھی کہا جاتا تھا۔ یہ نگر بہت قدیم ہے تاریخی اعتبار سے اس شہر کی اہمیت زمانہ قدیم سے اپنی جگہ مسلم ہے۔ خاص کر تجارتی نقطۂ نظر سے یہ شہر اہمیت کا حامل تھا۔ پہلی صدی عیسوی میں اس کا وجود تھا۔ ساتواہن بادشاہوں کی حکومت میں یہ نگر مال و دولت سے مالا مال تھا۔ یوروپ، روم اور گریس وغیرہ ممالک سے اس شہر کے تجارتی مراسم تھے۔ یہاں سے مختلف قسم کے سامان دوسرے ممالک بھیجے جاتے تھے۔ اعلیٰ قسم کا کپڑا اور ململ یہاں سے یوروپ بھیجا جاتا تھا۔ قدیم شہر ہونے کی وجہ سے یہاں جو کھدائی کا کام شروع کیا گیا اس میں بہت سی تاریخی اشیاء دستیاب ہوئی ہیں جن میں ساتواہن عہد حکومت کے سکے، مجسمے، مٹی کی چوڑیاں، رومن قبریں، مورتیاں اور زیورات وغیرہ شامل ہیں۔ کاریگری، کشیدہ کاری اور تجارتی نقطۂ نظر سے یہ شہر پوری دنیا میں مشہور تھا۔ مذہبی نقطۂ نظر سے یہاں آج بھی بودھ مذہب سے تعلق رکھنے والی نشانیاں جین مندر اور اتریشور مندر دیکھے جا سکتے ہیں۔

سنت گورا کمبھار اسی شہر کے رہنے والے تھے کمبھار لفظ سنسکرت لفظ ''کمبھ کار کی ترقی یافتہ شکل ہے جسے ہندی میں ''کمہار'' کہا جاتا ہے۔ سنت گورا کا خاندانی پیشہ کمہاری تھا جو انھیں ورثہ میں ملا تھا اس لیے وہ مٹی سے بہت طرح کے سامان بنانے میں مہارت رکھتے تھے جس کی آمدنی سے وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ مٹی کے گھڑے و برتنوں کی اس وقت بہت اہمیت تھی اس لیے وہ بازار کی مانگ کے اعتبار سے مٹی کی رنگ برنگی اشیاء بنایا کرتے تھے۔ مگر ان کا دل و دماغ بھگوان کی طرف سے کبھی غافل نہیں ہوتا وہ وٹھل کی یاد میں ہمیشہ مسرور رہتے۔ کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اور ہر وقت وہ وٹھل کی یاد کو دل میں بسائے اپنے کاموں میں مگن رہتے

www.urduchannel.in

تھے جس کو دیکھ کر وٹھل سے ان کی محبت و عقیدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اپنے ہم عصر صوفی شاعروں میں گوروبا سب سے عمر دراز تھے اس لیے ان کے ہم عصر گیان دیو، نام دیو، ساوتا مالی، نرہری سونار اور چوکھا میلا وغیرہ انھیں ادب سے ''کاکا'' کہا کرتے تھے۔ مراٹھی ادب میں صوفیوں کی عزت و احترام کے لیے ''اوبا'' لفظ ان کے نام کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے جیسے سنت گورا کمہار کو ''گوروبا''، تکارام کو ''تکوبا'' اور وٹھل کو ''وٹھوبا'' وغیرہ کہا جاتا ہے۔

گوروبا کی پوری زندگی کمہاری پیشہ اور بھگوان کی یاد میں ختم ہوگئی۔ مٹی لانا اسے کوٹنا پھوڑنا اور پھر اسے کیچڑ بنانے میں گوربا لگے رہتے مگر ان کے دل و دماغ میں وٹھل کی تصویر چھائی رہتی تھی اسی وٹھل بھکتی اور عقیدت میں گوروبا کے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے ان کی زندگی زبردست نشیب و فراز سے دوچار ہوئی۔ تاریخ میں ان سے متعلق ایک واقعہ اس طرح ملتا ہے۔

ایک بار گوروبا روز مرہ کی طرح اپنے کمہاری کے کام میں مصروف تھے پیروں سے مٹی کچل کر کیچڑ بنا رہے تھے تاکہ اس سے بعد میں برتن بنایا جا سکے جب وہ اس کام میں مصروف تھے ان کی بیوی سنتی ان کے قریب ہی اپنے ننھے منے بچہ کو لیے بیٹھی ہوئی تھی مگر کچھ دیر بعد وہ پانی لینے ندی کے کنارے چلی گئی۔ بچہ انھیں کے قریب چھوڑ دیا بچہ گھٹنوں کے بل چلتا ہوا دھیرے دھیرے مٹی کے قریب پہنچ گیا جسے گوروبا کچل رہے تھے۔ بچہ دھیرے دھیرے مٹی میں چلا گیا ادھر گوروبا بھگوان کے خیال میں مگن تھے اتنے میں بچہ ان کے قدموں کے نیچے آ گیا۔ انھوں نے بے خیالی میں اسے بھی کچل دیا۔ جب کچھ دیر بعد ان کی بیوی سنتی واپس آئی تو اس نے دیکھا بچہ وہاں پر نہیں ہے جہاں وہ چھوڑ کر گئی تھی مگر جب بچہ کی تلاش میں اس کی نگاہ گوروبا پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ اس کا بچہ گوروبا کے قدموں کے نیچے ہے جسے گوروبا مٹی کے ساتھ کچلے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سنتی

www.urduchannel.in

کا حل حاصل غالب ہو گیا اور آپ اپنی طاقت روک نہ سکیں گے۔ کچھ مت کہیے مرنا تو مر
اس کی معنی کو سخی نہ سمجھ سکی اور گوروا پر غصے سے بیلی پڑی اور کہا

जाको भजन है बालक मारिहे, बदन मिटे तो हाती ।।४

""کیا کہ آپ کے اپنے بچن کو بس نے مرے بچے کو مار
دیا؟""

یہ کہہ کر سخی سر پیٹ پیٹ کر رونے لگی۔ ایک تو بچن میں خلل پڑا دوسرے وِٹھل کے لیے کہی گئی بات کو سن کر گوروا کی خاموشی بھنگ ہوئی۔ وہ ہاتھ میں چھری لے کر بیوی کو مارنے دوڑے ان کی یہ حالت دیکھ کر سخی گھبرا گئی۔ بیٹے کے غم اور گوروا کے قہر سے بچنے کے لیے سخی نے گوروا سے کہا ""آپ کو وِٹھل کی قسم مجھے ہاتھ مت لگانا"" وِٹھل کی قسم سنتے ہی گوروا نے ہاتھوں سے چھری کو دور پھینک دیا اور سخی کی مصیبت دور ہوگئی اور گوروا پھر سے بھجن کرتن میں مگن ہو گئے۔ مگر بیوی کی زبان سے کہے گئے فقرے اب بھی ان کے کانوں میں گونج رہے تھے انھوں نے بیوی کے ذریعے کہے گئے الفاظ ""تمھیں وِٹھل کی قسم مجھے ہاتھ مت لگانا"" کا مطلب کچھ اور ہی نکالا اس لیے بیوی کو چھونا اور اس کے قریب جانا بھی چھوڑ دیا جب ان کے اس طور طریقے کے بارے میں بیوی نے گوروا سے دریافت کیا تو گوروا نے جواب دیا ""تمھیں نے تو مجھے وِٹھل کی قسم دی تھی تمھیں ہاتھ نہ لگاؤں"" یہ سن کر سخی کا غم مزید بڑھ گیا اور وہ سوچنے لگی کیا کہنے سے کیا ہو گیا؟ یہ سوچ سوچ کر سخی فکرمند رہنے لگی ایک بیٹا تھا وہ بھی چلا گیا، اب گوروا کے ایسے برتاؤ سے سخی کو نسل بڑھانے کی فکر ہونے لگی۔ سخی کی فکر بھی فطری تھی کیوں کہ ایک عورت حقیقی عورت تب ہوتی ہے جب وہ ماں کہلائے۔

کچھ دن بعد گوروا کی یہ حالت دیکھ سخی اپنے میکے (اپنے گھر) گئی تو اس

www.urduchannel.in

نے اپنا پورا حال اپنے گھر والوں کو سنایا اور کہا کہ اب ہماری خاندان یا نسل آگے بڑھنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی یہ کہہ کر سنتی نے تجویز پیش کی کہ چھوٹی بہن رامی کی شادی گوروبا سے کر دی جائے تو خاندان یا نسل آگے بڑھنے کی امید ممکن ہے۔ اس تجویز پر غور کرتے ہوئے سنتی کے والدین نے رامی کی شادی گوروبا سے کر دی اور پھر رخصتی کے وقت رامی کے والدین نے گوروبا سے کہا:

हरिचे दास तुम्ही सज्जन, तुम्हा लहान थोर नाहीं।

दोघींचेही समान पालन, आण विठूची पाही।।

"آپ بھگوان کے بھگت ہو، شریف ہو، آپ کی چھوٹے اور بڑے بھی عزت کرتے ہیں۔ آپ کو وٹھوبا کی قسم، آپ دونوں کی برابر پرورش کرنا"

اس فقرے سے خسر کا مطلب یہ تھا کہ جیسا پہلی بیوی کو پیار محبت دیا ویسا ہی پیار دوسروں کو بھی دینا مگر گوروبا نے اس کا مطلب یہ نکالا کہ جیسا پہلی بیوی کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے ویسا ہی دوسری بیوی کے ساتھ بھی کرنا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گوربا نے سنتی کی طرح رامی سے بھی دوری اختیار کر لی اور اس کے جسم کو چھوا تک نہیں۔ اب دونوں کے غموں کی انتہا نہیں رہی، بھلا گوروبا وٹھل کی دی ہوئی قسم کیسے توڑ سکتے تھے پھر انھوں نے دونوں کو امید دلاتے ہوئے کہا کہ "تم غم مت کرو وٹھل ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکالیں گے" مگر دونوں بہنیں اپنے جذبات پر بہت دنوں تک قابو نہ رکھ سکیں دونوں نے ایک ترکیب سوچی جب گوروبا ایک رات سو رہے تھے دونوں نے گوروبا کا ایک ایک ہاتھ اپنی اپنی چھاتی پر رکھ لیا گوروبا نیند سے بیدار ہوئے یہ منظر دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے اور انھیں اس بات کا بہت غم ہوا کہ وٹھوبا کو دی ہوئی قسم ٹوٹ گئی یہ سوچ کر انھوں نے ایک تیز دھار اوزار سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا اور اپنے

www.urduchannel.in

گناہوں کی سزا اپنے آپ کو دی۔ تب تو سنتی اور رامی کے غموں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، کیا سوچا تھا اور کیا ہوگیا؟ پھر گوروبا نے انھیں صبر کرنے کی تلقین کی اور کہا پانڈورنگ سب ٹھیک کردیں گے وہ بہت رحم دل ہیں۔

اس کے بعد گوروبا اپنی دونوں بیویوں کو لے کر اساڑھ کی اکادشی والے خاص سفر پر پنڈھرپور کے لیے روانہ ہوئے۔ چندر بھاگا ندی میں نہا کر پنڈلک کے مندر میں حاضر ہوئے۔ وٹھل مندر کے مرکزی دروازے پر آکر وٹھل کو جھک کر نمسکار کیا دوسری طرف چبوترے پر وٹھل کا بھجن کرتن جاری تھا سنت گیان دیو بھی بیٹھے بھجن کرتن سن رہے تھے۔ بھجن کرتن میں ایک وقت وہ آیا جب سارے لوگ تالیاں بجانے لگے مگر گوروبا شرم سے اپنے کٹے ہاتھ نہ اٹھا سکے ان کی اس پریشانی کو سنت گیان دیو سمجھ گئے اور کہا "ہاتھ اٹھاؤ گوروبا کاکا" گوروبا نے جیسے ہی اپنے ہاتھ اوپر اٹھانے کی کوشش کی عجیب وغریب معجزہ پیش آیا ان کے کٹے ہوئے ہاتھ واپس آگئے اس معجزہ کو دیکھ کر سنتی ورامی دونوں حیرت زدہ رہ گئیں ساتھ ہی ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ مگر اس خوشی کے ساتھ سنتی کو تھوڑا غم بھی تھا اسے اپنے بیٹے کی یاد ستانے لگی۔ اس نے دکھ بھرے لہجے میں بھگوان سے کہا "ہے بھگوان میں بیٹے کے غم میں بہت دکھی ہوں۔ مجھے میرے بیٹے سے ملا دو۔" ماں کی ایسی محبت دیکھ کر وٹھل بہت خوش ہوئے اور انھوں نے سنتی کی التجا سن لی اور اسی وقت سب نے ایک دوسرا معجزہ دیکھا۔ سنتی کا مردہ بچہ مندر کے ایک کنارے سے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آرہا تھا۔ اس طرح ماں اور بیٹے کی پھر سے ملاقات ہوئی۔ تب روکمنی نے دعا دیتے ہوئے کہا "آج سے تمہارے وٹھل کی قسم ختم ہوگئی۔ جاؤ! گاؤں واپس جاکر دونوں بیویوں کے ساتھ خوشی خوشی زندگی بسر کرو۔"

گوروبا کی زندگی کا ایک اور دلچسپ واقعہ تاریخ میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ

www.urduchannel.in

جب گوروبا نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے تو انھیں اپنی روز مرہ کی ضروریات پوری کرنے میں مشکلات پیش آنے لگیں تو وٹھل نے سوچا کہ ان کے بھگت نے ان کی محبت میں اور اپنی قسم نبھانے کے لیے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اس لیے ایسے وقت میں ان کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ چوں کہ گوروبا کمہار تھے اس لیے وہ اپنا کام نہیں کر پا رہے تھے کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں وٹھل اور ان کی اہلیہ روکمنی کمہار کی شکل اختیار کر کے تیر گاؤں آتے اور گوروبا کا سارا کام کر دیتے تھے۔ دوسری طرف وٹھل کے بھکتوں نے دیکھا کہ مندر میں نہ تو وٹھل ہی ہیں اور نہ ہی ان کی بیوی روکمنی، یہ دیکھ کر انھیں فکر لاحق ہوئی کہ پتہ کریں کہ یہ دونوں کہاں گئے۔ جب تلاش شروع ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں اپنے عزیز بھگت گوروبا کاکا کی مدد کے لیے تیر گاؤں گئے ہوئے ہیں۔ تب ان کے بھگت تیر گاؤں آئے اور دونوں بھگوان کو پنڈھر پور واپس لے گئے۔

گوروبا کاکا کو صوفیوں کا امتحان لینے والا کہا جاتا ہے اس کے پیچھے بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ کہتے ہیں گوروبا، گیان دیو، نرورتی ناتھ، سوپان دیو اور مکتا بائی وغیرہ ایک بار تیر گاؤں میں جمع ہوئے اس وقت سنت گیانیشور نے گوروبا کاکا سے کہا آپ تو گھڑے کا امتحان لیتے ہو، کہ کون گھڑا کچا ہے اور کون گھڑا پکا۔ کیا آپ بتا سکتے ہو جو لوگ یہاں موجود ہیں ان میں کون سے گھڑا کچا ہے؟ گوروبا نے اپنی مٹی پیٹنے والی لکڑی سے سب کے سر پر مار مار کر امتحان لینے لگے کہ کون کچا ہے اور کون پکا۔ سارے سنت مار کھا کر چپ چاپ بیٹھے رہے مگر جب نام دیو کی باری آئی تو نام دیو مار کھا کر تلملا اٹھے اور بولے یہ امتحان لینے کی کیسی رسم ہے کاکا؟ گھر بلا کر اس طرح بے عزت کرنا کہاں تک مناسب ہے گوروبا نے کہاں ہاں! بس یہ گھڑا ذرا کچا ہے۔ حقیقت میں یہ امتحان صبر و تحمل، مصیبتوں اور پریشانیوں کو برداشت کرنے اور بے عزتی و غصے پر قابو

www.urduchannel.in

پانے کا تھا۔ جس میں نام دیو پوری طرح ناکام ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد نام دیو نے تکبر وغصہ پر قابو پانا سیکھ لیا اور وسوبا کھیچر کو اپنا استاد بنایا اور بعد میں بہت بڑے صوفی کہلائے۔ جن کی عظمت آج تک صوفی شاعروں میں اپنی جگہ مسلم ہے۔

سنت گوروبا کی پیدائش کے متعلق مراٹھی ادب کے مورخوں کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے اور کئی نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔ آخر میں یہ نظریہ قابل قبول مانا گیا کہ سنت گوروبا کی پیدائش ۱۲۶۷ء اور وفات ۱۳۱۷ء میں ہوئی۔ اس طرح پچاس سال کی عمر میں گوروبا اس دنیا سے رخصت ہوئے ان کی موت پنڈھر پور میں ہوئی اور ان کا مقبرہ تیرگاؤں کے تیرنا ندی کے کنارے تعمیر کیا گیا۔

کاشی ناتھ انت جوشی کے ذریعے مرتب کتاب ''شری سکل سنت گاتھا'' (श्री सकल संत गाथा) میں گورا کمہار کے کل بیس ابھنگ ملتے ہیں۔ اس میں بھکتی، التجا، احساس و جذبات کے ساتھ ساتھ صوفی سلسلہ کے اصولوں اور ان کی تعلیمات کا بہترین نمونہ ملتا ہے۔ جس میں خوبصورت الفاظ کے استعمال نے کلام کے حسن میں اضافہ کر دیا ہے۔ دوسری طرف صوفی سلسلہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے الفاظ حسب موقع استعمال کیے گئے ہیں۔ حالاں کہ اس مختصر سے ابھنگ میں انھوں نے اپنے مقصد کو پیش کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور وہ اس کے معانی و مطالب کو پیش کرنے میں پوری طرح کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ ان کے اشعار سلیس اور سادہ ہیں جن پر فلسفیانہ رنگ گہرا ہے اپنے ان فلسفیانہ کلام کی بنیاد پر سنت گورا کمہار کو صوفیوں میں اعلی مقام حاصل ہے چوں کہ انھوں نے زیادہ تر اشعار جوانی کی عمر میں کہے تھے اس لیے ان کے اشعار میں بھکتی کے جذبات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں جس کا قاری پر گہرا اثر قائم ہوتا ہے۔ انھوں نے نام دیو جیسے صوفی شاعروں کو بھی اپنے اشعار کے ذریعے نصیحت کی ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے بیس

www.urduchannel.in

ابھنگوں میں سے بارہ ابھنگوں میں صرف نام دیو کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ انھوں نے خوبصورت زبان و اسلوب کا استعمال کیا ہے یہ ساری خوبیاں مل کر انھیں صوفی شعراء میں اعلیٰ مقام عطا کرتی ہیں۔ ازدواجی زندگی کی مصروفیات کے باوجود بھکتی میں ڈوبے رہنا اپنی مثال آپ ہے تبھی تو مکتا بائی نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ ''اس عظیم شخص نے بھگوان کو اپنے دل کے اندر پالیا تھا۔''

ان کی شاعرانہ عظمت اور شعری خصوصیات کو واضح کرنے کے لیے کچھ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں جس سے ان کی شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

(1)

वरती करा कर दोन्ही। पताकाचे अनुसंधानी।।1।।

सर्व हस्त करिती वरी। गोरा लाजला अंतरी।।2।।

नामा म्हणे गोरोबासी। वरती करावें हस्तासी।।3।।

गोरा थोटा वरती करी। हस्त फुटले वरचेवरी।।4।।

''اس شعر میں شاعر اس وقت کے واقعہ کو بیان کر رہا ہے
جب اس نے بھگوان کو قسم دینے کی وجہ سے اپنے ہاتھ کاٹ
لیے تھے اور اس حادثہ کے بعد جب پنڈھر پور گئے تو وہاں
سارے لوگ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا کر تالیاں بجانے لگے مگر
گوروبا کاکا شرم سے ہاتھ نہ اٹھا سکے اس پر سنت نام دیو
نے کہا گوروبا کاکا ہاتھ اٹھایئے اس منظر کو پیش کرتے
ہوئے شاعر کہتا ہے کہ دونوں ہاتھ اوپر اٹھانے کا حکم ہوا

www.urduchannel.in

تا کہ مذہبی جذبے کا ثبوت دیا جا سکے ہاتھ اٹھانے کا حکم سن
کر سب نے ہاتھ اٹھا دیے مگر گورا بہت شرمائے پھر نام دیو
نے گورا سے کہا کہ جیسے سب نے ہاتھ اٹھائے ہیں تم بھی
ہاتھ اٹھاؤ۔ اپنے ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو جیسے ہی گورا بانے اوپر
اٹھانے کی کوشش کی گوروبا کے پہلے جیسے ہاتھ پھر واپس
آ گئے۔"

(2)

एकमेकांमाजी भाव एकविध। असे एक बोध भेद रहित।।1।।
तुं मज ओखळी तुं मज ओखळी। मी तुज देखत आत्मवस्तु।।2।।
आत्म वस्तु देही बोलता लाज वाटे। अखंडता बिघड़े स्वरूपाची।।3।।
म्हणे गोरा कुंभार अनुभवाचा हेवा। प्रत्यक्ष नाम देवा भेटलासी।।4।।

"ایک دوسرے کے لیے کبھی بھید بھاؤ مت رکھو اور نہ ہی ایک
دوسرے میں کوئی تفریق کرو۔ کیوں کہ سارے لوگوں میں وہی
موجود ہے۔ جب تو مجھے مساوات کا درجہ دے گا تو میں بھی
تمہارے ساتھ برابری کا سلوک کروں گا اور تجھے اپنی روح میں
بسا لوں گا۔ اب اپنے جسم کو روح کہنے میں شرم آتی ہے کیوں کہ
اسی روح کے بگڑنے سے ساری یکتا ختم ہو جاتی ہے یعنی جسم وہی
ہے مگر خیالات اور افکار کے بدلنے سے سارا وجود ہی بگڑ جاتا
ہے گورا کمھار تجربات کی بنیاد پر یہی کہتا ہے کہ نام دیو میرا سب
سے اچھا دوست ہے کیوں کہ یہ ساری تجربے کی باتیں مجھے اسی
نے سکھائی ہیں۔"

www.urduchannel.in

(3)

सरितेचे ओघ सागरी आटला। निदेही भेटला मनामन ।।1।।

कवणाचे सागाते पुरावया कवणाते। सागती एक ते लोकें कैसें ।।2।।

नाही दिवस राती नाही कुळ याती। नाही माया भांति अवघेचि ।।3।।

म्हणे गोरा कुंभार परिसेरी नामदेवा। सांपडला ठेवा विश्रांतीचा ।।4।।

جس طرح بہتی ہوئی ندی جا کر سمندر میں مل جاتی ہے اور اپنے وجود کو قائم رکھتے ہوئے ایک بڑی چیز کا حصہ بن جاتی ہے ایسے ہی بے غرض آدمی جسے دنیا کی کوئی ہوس اور لالچ نہیں ہوتی وہ دنیا میں شامل رہ کر بھی دنیا سے الگ رہتا ہے اب اس وقت اس سے کون سوال کرے گا؟ اور کون جواب دے گا؟ اس لیے میں تمہیں بتا تا ہوں سنو! ایسی بات وہاں کیسے ہو سکتی ہے اس کے یہاں دن اور رات کا یعنی اعلی اور ادنی میں کوئی تفریق ہی نہیں ہے اور نہ دنیاوی خواہشات اور ہوس کے لیے ہی وہاں کوئی جگہ ہے اس لیے گورا کمھار نام دیو کو مخاطب کر کے کہتے ہیں یہیں مجھے خوشی اور آرام کا اصلی علم حاصل ہوا۔“

(4)

मुकिया साखर चखाया दिधली। बोलतां हे बोली बोलवेना ।।1।।

तो काय शब्द खुंटला अनुवाद। आपुला आनंद आधाराया ।।2।।

आनंदी आनंद गिळुनि राहणें। अखंडित होणें न होतिया ।।3।।

म्हणे गोरा कुंभार जीवन मुक्त होणें। जग हें करणें शहाणें बापा ।।4।।

www.urduchannel.in

''تھوڑی سی شکر ایک گونگے کو دی اس کی لذت چکھ کر بتانے کے
لیے کہا مگر وہ شکر کی لذت چاہ کر بھی نہیں بتا سکتا کیوں کہ وہاں
اس کی آواز بند ہوجاتی ہے اور الفاظ کی روانی ختم ہوجاتی ہے وہ
کوئی گفتگو نہیں کرسکتا وہ اپنے آپ میں خوش ہوتا ہے کیوں کہ
بھکت کی روح بالکل پرسکون ہوتی ہے اس کے باطن میں خوشیاں
ہی خوشیاں ہیں وہ اسی میں خوش ہے اور وہ خاموشی سے اسے
محسوس کررہا ہے۔''

(5)

केशवाचे भेटी लागलें पिसें। विसरलें कैसें देहभान।।1।।

झाली झडपणी झाली झडपणी। संचरले मनीं आधीं रूप।।2।।

न लिपेंची कर्मी न लिंपेची धर्मी। न लिंपेची गुण धमी पुण्यपापा।।3।।

म्हणे गोरा कुंमार सहज जीवन मुक्त। सुखरूप अद्वैत नामदेव।।4।।

''بھگوان سے ملنے کو دل بے قرار ہو اٹھا اور میں اپنے اوپر قابو
رکھنا بھول گیا میرے جسم پر میرا کوئی اختیار نہ رہا میرے اِوپر
جنوں تاری ہوگیا۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میرے اوپر کسی
نے جادو ٹونا کردیا ہو میرے باطن میں ہی مجھے اپنے وجود کا
احساس ہوا یعنی میں اپنے آپ میں محدود ہوتا جارہا تھا اب میں
نہ تو اپنے فرائض کو جانتا ہوں اور نہ اپنے مذہب کو اور نہ ہی
مذہب میں بتائی گئی اچھائیوں اور برائیوں کو کیوں کہ مجھ پر اس
قدر جنوں تاری ہے کہ مجھے اچھے برے، گناہ اور ثواب کی تمیز ہی
نہ رہی۔ اسی لیے گورا کمھار سادگی سے کہتا ہے اس طرح انسان

www.urduchannel.in

کو دنیا سے بہ آسانی آزادی مل جاتی ہے۔ اس اوا ئی چیز کو نام دیو
وحدت الوجود کہتے ہیں۔"

(6)

देवा तुझा मी कुंभार । नारीं पापाचे डोंगर ।।1।।
ऐशा संतप्ते हो जाती । घडे साधुची संगति ।।2।।
पूर्ण कृपा भगवंताची । गोरा कुंभार मांगे हेंचि ।।3।।

"میں تمہارا ہوں بس تمہارا، اس لیے میرے دل میں پیدا ہونے
والے برے خیالات کو ختم کرو جو مجھے گناہ کرنے پر اکساتے ہیں
اور میرا دل غموں سے گھبرا جاتا ہے اور ایسے وقت میں میں اچھے
لوگوں کی صحبت میں جانا چاہتا ہوں جو مجھے اچھائی اور نیکی کا درس
دے سکیں تاکہ میں اپنے بھگوان کے رحم کے لائق بن جاؤں بس
گورا کمبھار کی تم سے اتنی ہی التجا ہے۔"

اس طرح جب ہم گورا کمبھار کی صوفیانہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے اشعار بہت سے خیالات اور موضوعات کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں جن میں انھوں نے اپنے جذبات کو طرح طرح سے پیش کر کے اپنے وِٹھل کو اپنی بھکتی اور محبت کا ثبوت دینے کی کوشش کی ہے ان کے اکثر اشعار صوفیانہ رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جس کے ذریعے انھوں نے اپنی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کا کام کیا۔ موضوع کے اعتبار سے ان کا اندازِ بیان بدلتا رہتا ہے مناسب الفاظ کا حسب موقع استعمال کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے کلام میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ سادگی، سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔ اکثر ابھنگوں کی آخر میں "گورا کمبھار کہتا ہے" لفظ بار بار آیا ہے ان کا یہ قول ان کے تخلص کی کمی کو پورا کر دیتا ہے اور شعر کی

www.urduchannel.in

شناخت بھی با آسانی ہو جاتی ہے۔ اس طرح گورا کمبھار کی زندگی اور شعری محاسن کے مطالعہ کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ گورا کمبھار ایک عظیم مراٹھی صوفی شاعر تھے جن کی شاعری ان کی بھکتی کا بہترین ثبوت ہے۔ اس طرح کا نمونہ کہیں اور شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملے گا۔

www.urduchannel.in

سنت نرہری سونار

سنت نرہری سونار کو بھکتی اور شاعری میں بلند مقام حاصل ہے۔ ''سونار'' لفظ سنسکرت کے سورن کار (स्वर्णकार) لفظ کی ترقی یافتہ شکل ہے ہندی زبان میں اس کا مطلب سونار یعنی سونے یا چاندی کا کام کرنے والا ہے۔ سنت نرہری پنڈھر پور کے رہنے والے تھے۔ ابتداء میں وہ شیو جی کے بھکت تھے اور شیو جی کے علاوہ کسی کی پوجا کرنا تو دور اس کے دربار میں حاضری دینا بھی گناہ عظیم سمجھتے تھے۔ وہ پورے اخلاص کے ساتھ شیو جی کی پوجا کرنے میں لگے رہتے تھے۔ پنڈھر پور کے ملیکارجن مندر میں روزانہ شیو جی کا درشن کرنا ہی ان کی زندگی کا اہم مقصد تھا۔ پنڈھر پور میں رہتے ہوئے بھی کبھی پانڈورنگ کے مندر میں حاضری نہیں دی۔ یہاں تک کہ اس مندر کی طرف دیکھنا بھی ان کے لیے کسی گناہ سے کم نہ تھا وجہ ظاہر ہے کہ بھکتی کے لیے اخلاص کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بھکتی میں اپنے وجود کو بھول جانا بہت ضروری ہے اگر ہم بھکتی کے ساتھ اور چیزوں میں دلچسپی لینے لگیں تو بھکتی میں خلل پڑنا یا بھکتی میں جذبات کے مجروح ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اسی خیال سے ان کو وٹھل کی بھکتی کبھی راس نہ آئی اور ہمیشہ اس سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر ان کی اس فطرت کو بدلنے میں ایک واقعہ نے اہم کردار ادا کیا جو اس طرح ہے:

وٹھل بھگوان کو چاہنے والے ایک تاجر نے یہ وعدہ کیا کہ اگر اس کی مراد پوری ہوگئی تو وہ وٹھل کو سونے کی کردھنی چڑھائے گا۔ مراد پوری ہونے کے بعد وعدہ کے مطابق وہ پنڈھر پور کے کسی ماہر سونار کے بارے میں پتہ لگانے لگا تو لوگوں نے

www.urduchannel.in

اسے نرہری سونار کے فنکاری کے بارے میں بتایا کہ وہ بہت بڑا سونار ہے جو بھگوان کی (स्वर्ण कटिसुत्र) کردھنی مہارت کے ساتھ بنا سکتا ہے اس کے لیے اس نے نرہری سونار سے رابطہ قائم کیا تو معلوم ہوا کہ کردھنی بنانے کے لیے کمر کا ماپ لینا ضروری ہے جو نرہری سونار نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ وہ شیو جی کے علاوہ کسی اور کے دربار میں حاضری دینا شیو جی کی بے عزتی سمجھتے تھے اس لیے یہ تجویز پیش کی گئی کہ آپ کو کمر کا ماپ منگوا کر دے دیا جائے گا یہ بات سن کر نرہری سونار کردھنی بنانے کے لیے راضی ہو گئے۔ کردھنی بنانے کا کام شروع ہو گیا مگر جب ساہوکار نے کردھنی وٹھل کو پہنائی تو کردھنی چھوٹی پڑ گئی اس کے بعد ساہوکار کردھنی واپس لے آیا تو نرہری سونار نے کردھنی کو تھوڑا بڑا کر دیا اب لے جا کر پہنایا تو کردھنی ڈھیلی ہونے لگی جس کی وجہ سے پھر ساہوکار کردھنی واپس لے آیا۔ بار بار یہی واقعہ پیش آتا رہا کبھی کردھنی چھوٹی ہو جاتی تو کبھی بڑی ہو جاتی، تنگ آ کر ساہوکار نے کہا کہ آپ چل کر خود وٹھل کی کمر کا ماپ لے لیجیے مگر یہ ممکن نہ تھا کیوں کہ نرہری سونار شیو جی کے بھکت تھے اس لیے وہ وٹھل کی مندر میں جانا نہیں چاہتے تھے اس کے لیے ساہوکار نے یہ تجویز پیش کی کہ آپ اپنی آنکھ پر پٹی باندھ لیجیے اور چل کر کمر کا ماپ لے لیجیے۔ اس تجویز کو سن کر نرہری سونار مندر جا کر وٹھل کی کمر کا ماپ لینے کے لیے تیار ہو گئے۔ انھیں مندر لے جایا گیا وہ وٹھل کی مورتی کو ہاتھوں سے ٹٹولنے لگے تو انھیں ایسا محسوس ہوا کہ وہ شیو جی کی مورتی ٹٹول رہے ہیں کیوں کہ انھیں پانچ منھ، کمر میں سانپ لپیٹا ہوا اور جبیں سے گنگا بہنے کا احساس ہوا تب انھیں محسوس ہوا کہ یہ شیو جی کا مجسمہ ہے۔ ایسا محسوس ہونے پر انھوں نے اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹا کر دیکھا تو سامنے وٹھل کی مورتی تھی پھر انھوں نے جلدی سے پٹی آنکھوں پر باندھ لی اور پھر سے وٹھل کی مورتی کو ٹٹولنے لگے مگر پھر وہی سارے مناظر ان کے سامنے آنے لگے۔ تنگ آ کر

www.urduchannel.in

انھوں نے پھر آنکھ سے پٹی کھول دی اور بار بار اسی تذبذب کا شکار رہے مگر آخر میں انھیں یہ خیال آیا کہ "ارے! ہر ہو یا ہری ہو" دونوں کی شکل تو ایک ہی ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں آج تک کس غلط فہمی کا شکار تھا۔ حقیقت میں بھگوان ایک ہی ہے اس کی شکلیں منفرد ہیں بالکل سچ ہے اس واقعہ نے نرہری سونار کو سنت نرہری سونار بنا دیا تب سے وہ وِٹھل کے بھگت ہوگئے اور آگے چل کر ورکاری سلسلہ کے صوفیوں میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔

سنت نرہری سونار ۱۳۱۳ء میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کا مقبرہ آج بھی پنڈھرپور میں وِٹھل مندر کے قریب ایک مندر میں واقع ہے۔ نرہری سونار کے نام سے موسوم کیے جانے والے ابھنگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر اس کتاب میں ان کے ابھنگوں میں سے انتخاب کر کچھ ابھنگوں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان کی شاعرانہ عظمت اور ان کے رجحانات، خیالات اور جذبات کا اندازہ لگایا جاسکے۔ سنت نرہری نے اپنے ابھنگوں میں استاد کی عظمت کو بہت اہمیت دی ہے۔ انھوں نے گورکھ ناتھ کی شاگردی تسلیم کی اور سنت گہنی ناتھ کو اپنا استاد مانا۔ نرہری کے کل ۳۴ ابھنگ دستیاب ہوتے ہیں جو ان کی شاعری پر اچھی روشنی ڈالتے ہیں۔ ان کی زبان بہت شیریں ہے اور اشعار میں موسیقیت ونغمگی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنے سونار پیشہ کی مناسبت سے بہت سی اصطلاحیں اپنے اشعار میں استعمال کی ہیں جس کے لیے انھوں نے تشبیہ واستعارہ کا انتخاب بھی اپنے پیشہ سے ہی کیا ہے۔ حسب موقع صنائع وبدائع کا خوبصورت استعمال کیا ہے ان کے کچھ ابھگوں کے نمونے یہاں پیش کیے جارہے ہیں:

(1)

देवा तुझा मी सोनार । तुझे नामाचा व्यवहार ।।1।।

देह बागेसरी जाणे । अंतरात्मा नाम सोने ।।2।।

www.urduchannel.in

त्रिगुणाची करूनी मूस । आंत ओतिला ब्रह्मरस । ।3 । ।

जीव शिव करूनी फूकी । रात्रंदिवस ढोका ठोका । ।4 । ।

विवेक हातवडा घेऊन । कामक्रोध केला चूर्ण । ।5 । ।

मनबुद्धीची कातरी । रामनाम सोने चोरी । ।6 । ।

ज्ञान ताजवा घेऊन हातीं । दोन्हीं अक्षरें जोखिती । ।7 । ।

खांद्या वाहोनी पोतडी । उतरला पैलथली । ।8 । ।

नरहरी सोनार हरिचा दास । भजन करी रात्रंदिवस । ।9 । ।

"ہے بھگوان! میں آپ کا سونار ہوں اور تیرا نام ہی میری تجارت ہے۔ یہ جسم انگیٹھی ہے اور میری روح سونا ہے۔ ان تینوں خوبیوں کا مجموعہ بنا کر میں نے اس میں آپ کی محبت شامل کی ہے۔ روحوں کو جلا کر اپنے ہتھوڑے میں اپنی خواہشات کو چور چور کرتا ہوں۔ رات دن اسے تراشنے میں لگا رہتا ہوں اور اپنے دل کی قینچی سے اپنی خواہشات کو قطرتا رہتا ہوں اور اپنے علم کا ترازو اپنے ہاتھ میں رکھ کر اس میں بھگوان کے دولفظوں کو وزن کرتا رہتا ہوں میں اپنی پیٹھ پر زیورات کی تھیلی رکھ کر تجارت کرنے کی غرض سے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہوں مگر پھر بھی میں آپ کا ہی غلام ہوں۔ بھگوان! رات دن تیرا ہی ذکر کرتا رہتا ہوں۔"

(2)

देह जन्मला व्यर्थ । झाले पापांचे पर्वत । ।1 । ।

काही नाहीं तिर्थ केलें । जन्मूनिया व्यर्थ झाले । ।2 । ।

www.urduchannel.in

दान धर्म नाही केला। देह मसणवटी गेला।।3।।

नरहरी सेवक सद गुरूचा। दास हो साधु संतांचा।।4।।

"ہائے! سارا جنم بے کار گیا۔ یہاں آکر کچھ نہیں کر سکا۔ صرف گناہوں کے پہاڑ کھڑا کرتا رہا۔ کچھ بھی تو دان یا خیرات نہیں کیا۔ ہائے افسوس پوری زندگی بے کار گئی۔ جسم تو فانی ہے خواب کی طرح صرف ایک احساس ہے زہری کہتا ہے! لوگوں آخر میں تمہارے ساتھ کیا جانے والا ہے؟ کپڑے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی تمہارے جسم پر نہ رہے گا پھر اس دھن دولت اور شان و شوکت پر کیسا تکبر کیسا ناز؟"

(3)

कृपा करी पंढरीनाथ। दीनानाथ तुं समर्था।।1।।

अपराध करी क्षमा। तुझान कळे महिमा।।2।।

करीं भक्ताचा सांभाळ। अनाथाचा तू कृपाळु।।3।।

आम्ही बहुत अन्यायी। क्षमा करी विठाबाई।।4।।

"ہے! پنڈھری ناتھ تم مجھ پر رحم کرو، تو سب کو معاف کرنے والا ہے۔ تو میری ساری گناہوں کو معاف کردے۔ تیرے اندر اتنی خوبیاں ہیں جن کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ تو ہی اپنے بھکتوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔ تو یتیم اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرنے والا ہے۔ ان کی پرورش کرنے والا ہے۔ ہے بھگوان! ہم نے بہت گناہ کیے ہیں ہم نے لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی ہے تو ہماری گناہوں اور غلطیوں کو معاف کردے۔ میں گنہ گار

www.urduchannel.in

ہوں مجھے معاف کردے اور مجھے گناہوں سے پاک کردے اور میں
ایسا گنہ گار ہوں جس نے بہت گناہ کیے ہیں اپنی مہربانی سے
میرے سارے گناہ معاف کردے۔ میں نے تو ہمیشہ برائیوں کا
ساتھ دیا مگر، ہے! پنڈھری کے رہنے والے مجھ پر رحم کر۔ توں
نے تو بہت سے لوگوں کو معاف کیا مجھ کو بھی معاف کردے۔
تیرے نام میں بہت تاثیر ہے جس کی وجہ سے ہمیں راحت ملتی
ہے میں تیرا نام بار بار لوں گا۔''

(4)

जग में अवधे सारे ब्रहम्रूप। सर्वाभूतीं एक पांडुरंग।।1।।

अणुरेणू पर्यत ब्रहम भरीयेलें। सर्वाघटी राहिले अखंडित।।2।।

विश्व हें व्यापिलें भरूनी उरलें। कवतुक दाविलें मायाजाळ।।3।।

भ्रांती मायाजाळ काढ़ता तत्काळ। परब्रहमी खेळे अखंडित।।4।।

अखंडित वस्तु ह्रदयी बिंबली। गुरू कृपें पाहीं नरहंरी।।5।।

''ساری کائنات میں تمہارا وجود قائم ہے اور تو سب میں شامل
ہے ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ تمہاری جلوہ گری کا نمونہ ہے۔ جگہ جگہ
پر تو موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے باطن میں بھی تیری
تصویر موجود ہے۔ ساری دنیا تیرے ہی رحم وکرم پر قائم ہے اور
اچھے برے ہر وقت میں تو شامل ہے اور جب ہم دنیا کی حوس
سے دور ہٹتے ہیں تو فوراً تیرا خیال ہمارے دلوں پر چھا جاتا ہے
ہمارے دلوں میں تیرا ایسا عکس موجود ہے جس کو کبھی ختم نہیں کیا
جاسکتا۔ تیری پہچان کرانے میں میرے استاد کا بڑا ہاتھ رہا ایک

www.urduchannel.in

طرح سے میں نے اپنے استاد میں تیرا عکس دیکھا ہے۔"

(5)

काही करीना उपाय। दिवसें, दिवस व्यर्थ जाये।।1।।

संसारी नाहीं समाधान। न चुकती जन्म मरण।।2।।

शेण लोणी सोने कांसे। एक मोले विके कैसें।।3।।

दुर्जनसंग त्यागावा। सतसंग तो धरावा।।4।।

नरहरी जोडोनिया कर। उभा सेवे निरंतर।।5।।

"کوئی ترکیب کیوں نہیں کرتے ساری زندگی بے کار جاتی ہے دنیا میں اس کا کوئی حل نہیں ہے کیوں کہ زندگی اور موت سے کسی کو نجات نہیں مل سکتی ہے۔ گوبر، مکھن، سونا اور تانبہ یہ ساری چیزیں ایک قیمت پر کیسے فروخت ہوسکتی ہیں کیوں کہ ان ساری چیزوں کی قیمت دنیا میں برابر نہیں ہے اس لیے یہ سارے مال ایک دام پر نہیں فروخت کیے جاسکتے۔ سب سے پہلے برے لوگوں کی صحبت چھوڑو ان سے قطع تعلق کرلو جو برے راستے پر چلنے والے ہیں صرف نیک لوگوں کی محفل میں جاؤ ان سے تمہیں اچھی باتیں سیکھنے کو ملیں گی اگر تمہیں محبت کرنی ہے تو اچھے کردار والے لوگوں سے محبت کرو جن سے تمہیں کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ نرہری سب سے جھک کر ادب سے یہی کہتا ہے اور سب کی خدمت کے لیے ہر وقت کھڑا رہتا ہے۔"

اس طرح نرہری سونار کی شاعری کا جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ سنت نرہری سونار وٹھل کی بھکتی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور بھگوان کی عظمت بیان کرنے میں

www.urduchannel.in

مصروف ہیں۔ وہ دنیا کو فانی تسلیم کرتے ہیں اور لوگوں کو نیک عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ سنت زہری نے کہا ہے کہ بھگوان کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے مگر اسے تم تبھی پہچان سکتے ہو جب اس پر غور کرو اور غور کرنے کے لیے تمہیں بھگوان کی طرف مڑنا ہوگا۔ تمہیں دنیاوی خواہشات اور ہوس کو چھوڑنا ہوگا اور دنیاوی ہوس و محبت تبھی چھوٹ سکتی ہے جب تم دنیاوی معاملات میں حصہ لینا چھوڑ دو۔ اور دنیاوی معاملات سے نجات حاصل کرنے کے لیے تمہیں برے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا ہوگا اور اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑنا ہوگا۔ اور اچھائی کا سبق صرف تمہیں استاد سکھا سکتا ہے اس لیے استاد کی عظمت کو پہچانو اس کی عزت و احترام کرو تبھی تم بھگوان کے رحم کے قابل ہوسکتے ہو۔ اس صوفی شاعر کی پوری شاعری نصیحت آمیز اور مقصدی ہے اور یہ خصوصیات تقریباً تمام صوفیوں کے کلام میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔ زہری سونار کی شاعری میں وہ ساری خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھے شاعر کی پہچان ہوتی ہے۔

www.urduchannel.in

سنت ساوتا مالی

وٹھل بھکتوں میں سنت ساوتا مالی کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پنڈھرپور کے قریب ارڑ بھینڈی (अरणभेंडी) گاؤں کے رہنے والے تھے اور پیشہ سے مالی تھے۔ باغوں میں پھول، پودے اور ساگ سبزی پیدا کرکے اپنی ضروریات زندگی کے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ مگر بھگوان کے خیال میں اس قدر لین تھے کہ اپنے پیشے میں ہی بھگوان کا روپ دیکھتے تھے۔ ان کے اشعار میں بھکتی کے جذبات کی بہترین عکاسی ملتی ہے۔ ان کے ابھنگوں میں بھگوان کی عظمت کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے ان کے اشعار موسیقیت، ترنم اور سادگی کی بہترین مثال ہیں جس میں بھکتی کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ انھوں نے ذرہ ذرہ میں بھگوان کو جلوہ گر پایا۔ اسی لیے انھیں ہر چیز میں بھگوان دکھائی دیتا ہے۔

وٹھل سے ان کی گہری محبت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے مراٹھی ادب کے مورخوں نے بیان کیا ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وٹھل کی بھکتی کی وجہ سے وہ بھگوان کے بہت قریب تھے۔ بھگوان خود چل کر ان کے پاس آتے تھے کہتے ہیں کہ گیانیشور اور سنت نام دیو ایک بار اپنے بھکت کرم دیو سے ملنے ان کے گاؤں جارہے تھے ساتھ میں بھگوان پانڈورنگ بھی تھے۔ راستے میں سنت ساوتا مالی کا گاؤں ارڑ بھینڈی آیا۔ تبھی پانڈورنگ نے کہا اس گاؤں میں میرا بہت عزیز بھکت رہتا ہے۔ میں اس سے ملاقات کیے بنا یہاں سے آگے نہیں جاسکتا۔ تم لوگ یہیں ٹھہرو میں ساوتا مالی کے باغ میں اس سے مل کر آتا ہوں۔ یہ کہہ کر بھگوان ساوتا مالی سے ملنے چل

www.urduchannel.in

دیے۔ بھگوان ساوتا مالی کے پاس پہنچے اور کہا ''دو چور میرے پیچھے لگے ہیں'' مجھے کہیں چھپا لو۔ کہتے ہیں ساوتا مالی نے تیز دھار اوزار سے اپنا پیٹ پھاڑ کر بھگوان کو اس میں چھپا لیا۔ ادھر سنت گیانیشور اور سنت نام دیو انتظار کرتے رہے مگر جب بہت دیر ہوگئی اور بھگوان واپس نہیں آئے تو یہ دونوں ان کی تلاش میں نکل پڑے اور ساوتا مالی کے باغ میں پہنچ گئے مگر انھیں ان کا بھگوان کہیں نظر نہیں آیا۔ انھوں نے دیکھا کہ بھگت ساوتا مالی بھگوان کے ذکر میں مصروف ہیں۔ انھوں نے محسوس کیا کہ ہو نہ ہو ہمارا پانڈورنگ ان کے پاس ہی ہے جہاں بھگوان کا ذکر ہوتا ہے بھگوان وہیں ہوتا ہے۔ ایسا انھوں نے محسوس کیا۔ دونوں نے بھگت ساوتا مالی سے گزارش کی کہ انھیں بھگوان سے ملوا دیں تب ساوتا مالی نے پیٹ پھاڑ کر اندر چھپے ہوئے وٹھل بھگوان کو ان لوگوں سے ملوایا۔ دونوں بھگوان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور پھر بھگوان ساوتا مالی کو دعا دے کر وہاں سے چلے گئے۔ اس واقعہ کا ذکر ساوتا مالی نے اپنے اس ابھنگ میں اس طرح کیا ہے:

विकासिला नयन स्फूरण आले बाहीं । दाटलें ह्रदयी करूना भरितें ।।1 ।।

जांता मार्गी भक्त सावता तो माळी पांडुरंग । आला तया जवळी पाडुतरंग ।।2 ।।

नामा ज्ञानदेव राहिले बाहेरी । मळिया भीतरीं गेला देव ।।3 ।।

माथा ठेउनि हात केला सावधान । दिलें आलिंगन चहुँ भुजी ।।4 ।।

चरणी ठेऊनी माथा विनवितो सावता । बैसा पेढ़रीनाथा करीन पूजा ।।5 ।।

''اچانک اس کی آنکھیں کھلیں اور بازوؤں میں لرزہ تاری
ہوگیا اور خوف سے سارا جسم کانپنے لگا۔ راستے میں بھگت ساوتا
مالی جارہا تھا کہ تبھی قریب پانڈورنگ ظاہر ہوئے۔ نام دیو اور
گیان دیو دوری پر کھڑے رہے اور مالی کے اندر وہ بھگوان سما
گیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے خبردار کیا اور اپنی

www.urduchannel.in

باںہوں میں اسے بھرلیا ساوتا ان کے قدموں میں پڑ کر گزارش
کرنے لگا کہ تھوڑا بیٹھو پنڈھری ناتھ میں تمہاری پوجا
کرلوں۔''

مذکورہ بالا واقعہ کی سند ہمیں خود ساوتا کے اشعار سے ملتی ہے اس طرح کے واقعات کو کسی سائنٹفک نظریے یا عقل کی کسوٹی پر تولنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ساوتا مالی نے کس طرح بھگوان کو اپنے پیٹ میں چھپا لیا بلکہ اس سے زیادہ اس کے معانی کی ضرورت ہے کہ ساوتا کو بھگوان سے کتنی محبت اور عقیدت تھی جس نے اپنا پیٹ پھاڑ کر بھگوان کو اپنے اندر چھپا لیا دراصل یہ اس کی بھکتی کا بہترین ثبوت ہے ایسا ایک واقعہ پہلے بھی پیش آچکا ہے جب رام بھکت ہنومان نے اپنا سینہ چاک کر کے رام اور سیتا کے سامنے اپنی محبت کی دلیل پیش کی تھی کہ اس کے دل میں صرف رام اور سیتا کی ہی تصویر ہے۔ یہ بھی ایک محبت کی مثال ہے اس لیے اس طرح کے معجزاتی واقعات پر جھوٹ یا سچ کا لیبل لگانے کے بجائے اس کے باطن میں جو بات یا جذبہ چھپا ہوا ہے اس پر خیال کو مرکوز کرنا چاہیے۔ وٹھل ہی ساوتا کا سب کچھ تھا وہی جسم، روح اور زبان سب کچھ تھا۔

اس طرح پوری زندگی مالی کا پیشہ انجام دینے والے اور اپنی پوری زندگی بھگوان کی محبت میں گزارنے والے ساوتا مالی ۱۲۹۵ء میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کی پیدائش ۱۲۵۰ء میں ہوئی تھی۔ اس طرح وہ ۴۵ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کر گئے ان کے گاؤں ارڑبھینڈی میں آج بھی ان کا مقبرہ موجود ہے۔ جس کی زیارت کے لیے ان کے مرید آج بھی حاضری دیتے ہیں۔

ساوتا مالی کی زبان بہت سلیس اور سادہ ہے ان کا لہجہ نرم اور نازک ہے ساری شاعری ان کے جذبات اور احساسات کی نمائندگی کرتی ہے ان کے صرف

www.urduchannel.in

بارہ ابھنگ ملتے ہیں اس مختصر سے کلام کے باوجود ان کو صوفی شاعروں میں اہم مقام حاصل ہے۔ ان اشعار میں ان کے بھکتی کے جذبات کی بہترین عکاسی ملتی ہے۔ اس ابھنگ میں دیکھیے وہ بھگوان سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کس طرح کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:

कां गा रूसलासी कृपाळू बा हरी। तुजविण दुसरी भक्ती नेणे।।1।।

दीन रंक पापी हीन मती। सांभाळा श्रीपती अनाधनाथा।।2।।

आशा मोह माया लांगली से पाठी। काळ क्रोध दृष्टि पाहत से ।।3।।

सावता म्हणे देवा नका ठेऊ येथें। उचेलीना अनंते नेई वेंगी।।4।।

"کیوں رے! رحم دل ماں تو مجھ سے روٹھ گئی۔ تیری بھکتی کے سوائے میرا دوسرا کام ہی کیا ہے؟ میں غریب، جواری گنہ گار ہوں اور کم عقل بھی ہوں اب آپ ہی مجھے سہارا دو کیوں کہ آپ تیموں اور بے سہاروں کو سہارا دینے والے ہیں۔ امید، لالچ، حوس، محبت اور گناہ سب مجھ کو پریشان کر رہے ہیں غصہ اور موت مجھے ڈراتے ہیں اور سب میری طرف گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں۔ اب ساوتا تم سے یہی کہتا ہے کہ یہاں سے مجھے جلد اٹھا لو اور اپنے پاس بلا لو۔ ہے! سب کو انجام تک پہنچانے والے مجھے جلدی یہاں سے لے چلو۔"

ساوتا مالی کا یہ شعر دیکھیے جو اپنے پیشہ یا تجارت کی ہر چیز میں بھگوان کا عکس دیکھتے ہیں:

कांदा मुळा भाजी। अवधी विठाबाई माझी।।1।।

लसूण मिरची कोंथिबरी। अवधा झाला माझा हरी।।2।।

www.urduchannel.in

मोट नाडा विहीर दोरी । अवघी व्यापिली पढरी ।।3।।

सावता म्हणे केला मळा । विठ्ठल पायी गोंविला गळा ।।4।।

''پیاز، مولی، ساگ، سبزی سب میرے لیے نعمت ہیں۔ لہسن،
مرچی، دھنیا اور سبزی سب میرے لیے میرے بھگوان ہیں۔
موٹ، رسی، کنواں اور ڈوری انھیں چیزوں میں پورا پنڈھری شہر
بندھا ہوا ہے یا پرویا گیا ہے۔ ساوتا نے ایک ایسا باغ لگایا ہے
جہاں وہ وٹھل کے قدموں میں بیٹھ کر سارے لوگوں کو نصیحتیں کرتا
رہتا ہے۔''

یہ شعر دیکھیے جس میں وہ بھگوان سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں اور
بھگوان کی بھکتی میں لین رہنا چاہتے ہیں۔

नको तुझे ज्ञान न तुझा मान । माझे आहे मन बेगळेचि ।।1।।

नको तुझी भुक्ती नको तुझी मुक्ती । मज आहे विश्रांति बेगळीच ।।2।।

चरणीं ठेऊनी माथा विनवित से सावता । ऐका पंढरीनाथ विज्ञापणा ।।3।।

''میں تیرا علم نہیں چاہتا اور نہ ہی تیری عزت چاہتا ہوں۔ میرا
دل ایک نئے طریقے سے تمہارا ذکر کرنا چاہتا ہے مجھے بھکتی کی
بھی ہوس نہیں اور نہ نجات حاصل کرنے کی کوئی لالچ ہے مجھے
صرف اتنی خواہش ہے کسی کی مہربانی کی۔ ساوتا قدموں میں سر
رکھ کر یہ التجا کرتا ہے کہ میں ہمیشہ آپ کے قدموں میں پڑا
رہوں پنڈھرناتھ! مجھے اپنے سے دور مت کرو۔''

ایک اور شعر دیکھیے جس میں وہ بھگوان سے کہہ رہے ہیں کہ مجھے ادنی ذات

www.urduchannel.in

میں پیدا کرنا تاکہ آپ کا نام یاد رہے۔

भली केली हीन याती । नाही वाढली महंती ।।1।।

जरी असतां ब्रह्मण जन्म । तेरी हे अंगी लागते कर्म ।।2।।

स्नान नाहीं संध्या नाहीं । याति कुळ संबंध नाहीं ।।3।।

सावता म्हणे हीन याती । कृपा करावी श्रीपती ।।4।।

اچھا کیا ہے پربھو! جو ہمیں ادنی ذات میں پیدا کیا اگر اعلی ذات
میں پیدا ہوتے تو جھوٹی شان وشوکت میں مر جاتے۔ برہمن
ذات میں پیدا ہوتے تو صرف نہانے میں ہی وقت ضائع ہوتا۔
ہے پربھو! مجھے ادنی ذات میں ہی پیدا کرنا تاکہ آپ کا نام تو یاد
رہے۔"

اس اشعار میں انھوں نے اپنے آخری وقت کا ذکر کتنی خوبصورتی سے کیا ہے
ملاحظہ ہو:

उठोनि प्रात: काळी कुरूनिया स्नान । घालुनि आसन यथाविधि ।।1।।

नवज्वरें देह जाहालासे संतप्त । परि मनीं आर्त विठोबांचे ।।2।।

श्रृतु ग्रीष्म कृष्ण अषाढ चतुर्दशी । आला उदयांसी सहस्रकर ।।3।।

सावता पांडुरंगी स्वरूपी मीनला । देह समर्पिला ज्याचा त्यासी ।।4।।

"صبح سویرے اٹھ کر نہایا اور پھر بھگوان کی پوجا کرنے بیٹھ گیا۔
بخار سے پورا جسم کانپ رہا تھا مگر پھر بھی دل میں وٹھل کی محبت
رواں دواں تھی گرمی کا موسم تھا کرشن اساڑھ اکادش کو سورج
طلوع ہوا اور پانڈورنگ میں ساوتا نے اپنا وجود ختم کردیا اور اپنے

www.urduchannel.in

جسم کو اسی کو واپس کر دیا جس کا دیا ہوا تھا۔"

اس طرح جب ہم ساوتا کے اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ساوتا مالی کی بھگتی کا بہترین نمونہ ملتا ہے ساتھ ہی بھگوان سے گہری عقیدت اور محبت کے جذبات کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس طرح ان کے پورے اشعار ان کے بھگتی سے لبریز جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

www.urduchannel.in

سنت چوکھا میلا

गावा न च मानावा चोखमेळा महार सामान्य ।

ज्याच्या करि साधूंचा चोखामेळा महार मान्य ।।

कविवर्य मोरेपंत (सन्मणिमाला)

شاعر موروپنت نے مندرجہ بالا شعر میں کہا ہے کہ ''چوکھا میلا کو کوئی عام مہار نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس کے ابھنگوں اور اس کی عظمت کو گایا جانا چاہیے اتنی عظیم تھی اس کی شخصیت۔ اس کی شاعری کی عظمت اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ اس کے ہم عصر دوسرے صوفیوں میں بھی چوکھا میلا کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔'' موروپنت نے چوکھا میلا کی جو خوبیاں بیان کی ہیں وہ سب چوکھا میلا میں موجود تھیں۔

چوکھا میلا پنڈھرپور کے قریب منگل ویڑھا (ضلع سولاپور) کے رہنے والے تھے ان کا تعلق ''مہار'' (महार) ذات سے تھا۔ یہ ذات اس عہد اور اس کے بعد کے عہد میں بھی نفرت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی کیوں کہ اس کا تعلق سماج کے ادنی طبقہ سے تھا۔ اگر ہم طبقاتی نظام کے نظریہ سے دیکھیں تو یہ لوگ ''شدر'' سے بھی نیچے مانے جاتے تھے۔ اعلی طبقہ کے استحصال، ظلم و زیادتی اور نا انصافی سے دبی کچلی یہ ذات آج سے سو یا ڈیڑھ سو سال پہلے تک اسی سماجی نا انصافی کا شکار تھی۔ انیسویں صدی کے وسط میں مہاراشٹر میں مہاتما جیوتی با پھولے، راج رشی شاہو اور ڈاکٹر امبیڈکر کی سماجی و اصلاحی تحریک کی وجہ سے اس ذات کو آزادی، مساوات اور تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہوا۔ استحصال اور ظلم و زیادتی کی شکار یہ قوم آج تعلیم، تجارت، حکومت اور

www.urduchannel.in

یاست میں اپنا مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔

مندرجہ بالا باتوں کو صرف اس مقصد کے تحت پیش کیا گیا ہے کہ لوگ چوکھا میلا کی سماجی پسماندگی کا اندازہ لگا سکیں۔ استحصال، چھوت، اچھوت، لاعلمی، ظلم و زیادتی اور سماجی پسماندگی جیسا بدنما داغ ماتھے کا کلنک بنا ہوا تھا اس کے باوجود چوکھا میلا کا شمار وٹھل کے عزیز بھکتوں میں ہوتا ہے۔ اچھوت ہونے کی وجہ سے انھیں مندر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی مگر مندر کے باہر مرکزی دروازے کے سامنے بیٹھ کر وٹھل کا یہ بھکت پربھو کے گن گان کیا کرتا تھا۔ حقیقت میں کبھی بھگوان کا درشن نہیں کیا ہوگا۔ مگر ان کی سچی بھکتی اور وٹھل سے محبت میں کبھی کمی واقع نہ ہوئی یہ ان کی بھکتی کا بہترین ثبوت ہے۔ اگرچہ انھیں مندر میں جانے کی اجازت نہ تھی مگر کئی واقعات ان کی مناسبت سے ایسے بیان کیے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود وٹھل نے کبھی باہر آکر اور کبھی مندر کے اندر بلا کر چوکھا میلا کو اپنا دیدار کرایا اور مصیبت کے وقت اپنے بھکت کی حفاظت بھی کی۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ان کے سوانحی حالات کے تحت بیان کیے گئے ہیں جو چوکھا میلا کو عظیم بھکت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔

سنت چوکھا میلا کے سوانحی حالات کے بارے میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ عظیم شخصیات، مذہبی پیشواؤں اور صوفیوں نے ان کی زندگی میں اور ان کی زندگی کے بعد بہت سی روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو روایات چوکھا میلا سے منسوب ہیں ان کو یہاں تفصیل سے پیش کیا جارہا ہے۔

(۱) ایک روایت کے مطابق چوکھا میلا کی پیدائش روحانی تھی

(۲) دوسری روایت کے مطابق کورے گاؤں کے ایک پٹیل نے جو وٹھل کا بہت بڑا بھکت تھا جس نے بھگوان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کی مراد پوری ہوگئی تو وہ اپنے باغ کا سارا آم وٹھل کی خدمت میں پیش کرے گا۔ مراد پوری ہونے پر ایک دن

www.urduchannel.in

اس نے آموں سے بھری ٹوکری اپنے گاؤں کے مہاروں کو دی اور اسے وٹھل مندر پہنچانے کو کہا جسے مہار پنڈھرپور لے جارہے تھے راستے میں ایک برہمن ملا جس نے آموں سے بھری ٹوکری دیکھ کر ان مہاروں سے ایک آم کھانے کو مانگا۔ مہاروں نے برہمن کی خدمت میں آم حاضر کیا مگر آم کھٹا ہونے کی وجہ سے برہمن نے چکھ کر اسے ٹوکری میں واپس رکھ دیا۔ جب مہاروں نے پنڈھرپور پہنچ کر پجاری کی خدمت میں آم حاضر کیا پجاری نے جب ٹوکری کھول کر دیکھا تو اس وقت ایک عجیب وغریب معجزہ پیش آیا ٹوکری میں آم کی جگہ ایک ننھا منا بچہ تھا اور آم غائب تھے۔ اس طرح ایک عظیم کارنامے کی شکل میں بچے کی پیدائش ہوئی اس لیے اس بچے کا نام چوکھا میلا رکھا گیا۔ یہ روایت شاید چوکھا میلا کے مریدوں کی محبت کا ثمر ہے اور چوکھا میلا کو ایک آفاقی قوت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق چوکھا میلا جے دیو کے پیغمبر (दूत) ہیں جب کہ خود چوکھا میلا نے اپنے ایک ابھنگ میں اپنے آپ کو نیل کا اوتار بتایا ہے۔ پچھلے جنم میں غلطی سے وہ کرشن کی برائی کر بیٹھے نتیجتاً وہ مہار ذات میں پیدا ہوئے جس کا ذکر انھوں نے اپنے اس ابھنگ میں کیا ہے:

शुद्ध चोखामेळा । करी नामाचा सोहळा ।।1।।

मी यातीहीन महार । पूर्वी निळाचा अवतार ।।2।।

कृष्ण निंदा घडली होती । म्हणोनि महार जन्मप्राप्ती ।।3।।

चोखा म्हणे विटाळ ।। आम्हा पूर्वीचें हे फळ ।।4।।

(अभंग न0 89)

’’بھکت چوکھا میلا کا وجود پاک صاف ہے اور میں تنہائی میں بیٹھ کر بھگوان کا ذکر کرتا رہتا ہوں میرا تعلق ادنی طبقہ سے ہے میری

www.urduchannel.in

ذات مہار ہے۔ پچھلے جنم میں نیل کا اوتار تھا غلطی سے میں کرشن
کی برائی کر بیٹھا۔ اس لیے چوکھا کہہ رہا ہے کہ جو گناہ مجھ سے
سرزد ہوا میرا یہ جنم اسی گناہ کا نتیجہ ہے۔''

(۴) ایک روایت کے مطابق سنت چوکھا میلا کا گھر غریبی کی مثال تھا۔ غریبی اور استحصال سے پریشان ہو کر اس نے بھکتی کی راہ اختیار کی۔ اور دل میں وٹھل کے لیے محبت پیدا ہوگئی۔ جس کے لیے وہ اپنے گاؤں منگل ویڑھا سے پنڈھرپور چلے گئے۔ وہاں انھوں نے سنت نام دیو کا بھجن کرتن سنا اس بھجن کرتن کا چوکھا پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی وٹھل کے بھکت ہوگئے اور بعد میں سنت نام دیو کو ہی اپنا استاد مان لیا اور سنت نام دیو نے بھی اس اچھوت کو اپنا شاگرد تسلیم کر لیا۔ سنت نام دیو کی یہ عظمت ہے کہ انھوں نے وٹھل کی بھکتی کا راستہ سب کے لیے کھول دیا ذات پات، ادنی، اعلیٰ اور چھوت اچھوت کی بندش سے بھکتی کو آزاد کر دیا اور انھوں نے یہ تعلیم عام کی کہ جو بھی بھگوان کا ذکر کرے گا وہ بھگوان کا ہو جائے گا اور بھگوان اس کا۔ اس کے لیے کسی طرح کی کوئی بندش نہیں ہے۔ سنت چوکھا میلا کی طرح سنت نام دیو نے دوسرے اچھوت لوگوں کو بھی بھکتی کے رنگ میں رنگ ڈالا۔

(۵) ایک اور روایت جو چوکھا میلا سے منسوب ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار چوکھا میلا پر چوری کا الزام لگایا گیا، کہتے ہیں وٹھل مندر کے برہمن پجاریوں (बडवे) نے چوکھا میلا کو طرح طرح سزائیں دینی شروع کر دی یہاں تک کہ مندر کے دروازے پر بھجن کرتن کرنا دشوار کر دیا اور انھیں پنڈھرپور کی سرحد سے باہر کر دیا۔ تب چوکھا میلا نے چندر بھاگا ندی کے کنارے پر ایک جھوپڑی بنائی اور وہیں پر ایک بلند چبوترہ تعمیر کیا۔ اسی پر بیٹھ کر وٹھل مندر کی طرف منھ کر کے بھجن کرتن کرنے لگے مگر اپنے بھکت کی یہ حالت بھگوان سے دیکھی نہ گئی تب وٹھل سنت چوکھا میلا کو اپنے ساتھ مندر

www.urduchannel.in

لائے اور محبت سے اپنے گلے کی مالا چوکھا کو پہنا دیا صبح سویرے پجاریوں نے دیکھا کہ بھگوان کے گلے کی مالا غائب ہے۔ پجاریوں نے اس واقعہ کی تحقیق شروع کردی کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ وہ ہار چوکھا میلا کے گلے میں ہے اسی بات کو لے کر ان پر چوری کا الزام لگایا گیا اور انھیں طرح طرح کی سزائیں دی گئیں۔ تب بھگت نے بھگوان کو آواز دی جس کا ذکر انھوں نے اپنے اس ابھنگ میں بھی کیا ہے:

धाव धाली विठुआता चालू नको मंद।

बडवे मज मारिती ऐसा काहीं तरी अपराध।।1।।

विठोबाचा धर तुझे कंठी कैसा आला।

शिव्य देवी महारा म्हणती देव बाटविला।।2।।

अहो जी महाराज तुमचे द्वारिंचा कुतरा।

नका जी मोकलू चक्रपाणी जिमेदारा।।3।।

जोडूनिया कर चोखा विनविते देवा।

बोलिलों उत्तरें परि राग नसावा।।4।।

"اے وٹھوبا! تم جلدی سے دوڑے آؤ اور اپنے چلنے کی رفتار تیز کرو۔ مندر کے برہمن پجاری مجھے مار رہے ہیں لگتا ہے مجھ سے کوئی گناہ ہوگیا ہے۔ وہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ وٹھوبا کے گلے کا ہار تمہارے گلے میں کیسے آگیا۔ مجھے گالی دے دے کر کہتے ہیں ایک مہار نے ہمارے بھگوان کو ناپاک کردیا۔ اے مہاراج میں تو آپ کے دروازے کا کتا ہوں اب ایسے وقت میں مجھے چھوڑ مت دینا میں آپ کو اپنا محافظ سمجھتا ہوں اور ہاتھ جوڑ کر آپ سے رحم کی گذارش کرتا ہوں اور جو کچھ میں نے آپ

www.urduchannel.in

سے کہا اس کا ذرا بھی برامت ماننا''

مگر چوکھا میلا پر ہار کے چوری کرنے کا الزام لگا کر پجاری انھیں سزا دینے کا تہیہ کر چکے تھے انھیں بیلوں کے پیر میں باندھ کر کھینچنے کی سزا اور بیلوں کے پیر سے باندھ دیا گیا مگر بیل کسی صورت میں چلنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ تبھی لوگوں نے دیکھا کہ اچانک ایک زبردست روشنی نمودار ہوئی ایسا محسوس ہوا کہ مالا پانڈورنگ کے گلے میں ہی ہے تب سب کو یقین ہو گیا کہ بھگوان ضرور چوکھا میلا کے محافظ ہیں تب سے انھیں پریشان کرنا چھوڑ دیا گیا اور انھیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ اس کے بعد ان کا شمار عظیم صوفیوں کے میں ہونے لگا۔ ان صوفیوں کے ساتھ چوکھا میلا نے دور دور تک سفر کیا مگر انھیں سکون قلب وٹھل کی نگری پنڈھرپور میں ہی حاصل ہوا۔ جس کا ذکر انھوں نے اپنے اس ابھنگ میں کیا ہے۔

बहुत हिंडलो देश देशांतर। परी मन नाहीं स्थिर झाले कोठे।।1।।

बहुत तिर्थे फिरोनिया आलो। मनासवें झालों वेडगळची।।2।।

बहुत प्रतिमा ऐकिल्या पाहिल्या। मनाच्या राहिल्या येरझारा।।3।।

चोखा म्हणे पाहंता पंढरी भुवैकुंठ। मनाचे हे कस्ट दूर गेले।।4।।

''میں نے ملک کے مختلف مقامات کا سفر کیا ملک کے اندر بھی
اور ملک کے باہر بھی مگر کہیں بھی سکون قلب حاصل نہیں ہوا۔
کتنے ہی مذہبی مقامات کی سیر کی اور ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ دل کی
بات سن سن کر پاگل ہوتا گیا۔ کتنی ہی مورتیوں کے درشن کیے
اور ان کے چکر لگائے مگر دل ہمیشہ تذبذب کا شکار رہا۔ لیکن
میری بے چینی کم نہ ہو سکی۔ اس لیے چوکھا کہتا ہے پنڈھرپور کو
دیکھنا جنت کو دیکھنے کے برابر ہے یعنی میری جنت پنڈھری ہے

www.urduchannel.in

کیوں کہ پنڈھری میں ہی میرے دل کو سکون ملا اور میرے دل
کے شک وشبہات ختم ہو گئے۔''

۶۔ جب بھگت چوکھا میلا اپنی بیوی سُو یرا بائی کے ساتھ چندر بھاگا ندی کے کنارے پر مقیم تھے اس وقت کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے ایک بار خود وٹھل اپنے بھگت چوکھا میلا سے ملنے ان کے گھر تشریف لائے انھوں نے چوکھا سے کھانے کو دہی مانگا مگر چوکھا کی تیز نظر نے بھگوان کو پہچان لیا مگر ان کی بیوی سویرا اور ایک برہمن جو وہاں پہلے سے موجود تھے ان کو بھگوان کہیں نظر نہیں آرہا تھا جب چوکھا نے کہا کہ ''میں اپنے وٹھل کو دہی کھلا رہا ہوں'' تو برہمن نے غصے سے کہا ''دغا باز وہ دیوتا تو ہمیں کہیں دکھائی نہیں دیتا وہ تیرے ہاتھ سے کھانا کیسے کھائے گا؟'' غصہ میں آکر برہمن نے چوکھا میلا کو ایک طمانچہ رسید کر دیا اور ہاتھ کی دہی ادھر ادھر گر گئی کچھ دن بعد جب وہ برہمن وٹھل مندر گیا تو اس نے دیکھا کہ وٹھل کے گال میں سوجن ہے اور اس کے اوپر دہی گری ہوئی ہے تب اسے اپنے کیے پر بے حد افسوس ہوا اور چوکھا میلا کو وٹھل کا عزیز بھگت مان کر اس سے معافی مانگ لی۔

۷۔ ایک اور روایت جو چوکھا میلا سے منسوب کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ چوکھا میلا نے مندر کو ناپاک کر دیا ایسا مان کر وٹھل کی پوجا بند ہو گئی۔ تب مدراس سے آئے ایک دولت مند تاجر نے مندر میں سات دنوں تک پوجا کرائی اور کئی برہمنوں کو کھانا کھلایا۔ جب برہمن کھانا کھانے بیٹھے تو انھیں یہ شبہ ہوا کہ یہ تاجر معلوم نہیں کس ذات کا ہے؟ اس کا دیا ہوا کھانا کھانا مناسب بھی ہے یا نہیں؟ تاجر کے گلے میں جنیئو نہ تھا کالا دھاگا تھا (اس دور میں کالا دھاگا نچلی ذات کے لوگ پہنتے تھے تا کہ ان کی پہچان بہ آسانی کی جا سکے) تب ایک برہمن نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور آپ کا جنیئو کہاں ہے؟ تاجر نے جواب دیا آپ لوگ برہمن ہیں تو پھر آپ کے گلے کا جنیئو کہاں

www.urduchannel.in

ہے؟ تب سب نے اسے عظیم شخص مان کر اس کے ہاتھ کا دیا ہوا کھانا کھا لیا۔ مگر ان برہمنوں کو حیرت یہ ہوئی کہ ہمارے گلے کا جنیئو جو ہم نے پہن رکھا تھا کہاں گیا؟ برہمنوں سے رہا نہیں گیا انھوں نے تاجر سے پوچھا کہ ہمارا جنیئو کہاں ہے؟ تاجر نے جواب دیا ''جاؤ چوکھا میلا کے گھر پر جاکر دیکھو سبھی برہمن چوکھا کے گھر گئے انھوں نے وہاں دیکھا کہ ان کے گلے کا جنیئو چوکھا میلا کے چبوترے کے پاس تلسی کے درخت پر لٹک رہا ہے اس واقعہ کے بعد وہاں سے تاجر غائب ہوگیا۔ اس واقعہ میں حقیقت کی تلاش کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اس سے ملنے والے درس پر نظر رکھی جائے کہ جو ہم نے ادنی اور اعلی ذات کا نظریہ قائم کر رکھا ہے اس پر یہ واقعہ زبردست طنز کرتا ہے۔

۸۔ ایک بار کا واقعہ ہے جب آسمان میں دیوتاؤں کی مجلس ہورہی تھی اس وقت دیوتاؤں کے ذریعہ محسوس کیا گیا کہ دنیا میں امرت کی شیرینی دن بہ دن کم ہوتی جارہی ہے اس کا کیا حل نکالا جائے؟ نارد منی نے ایک تجویز پیش کی کہ امرت کا گھڑا دنیا کی جنت پنڈھرپور لے جاؤ وہاں سنت چوکھا میلا اور اس کی بیوی سُویرا اس کی ترکیب بتائیں گے کہ امرت میں دوبارہ شیرینی کیسے واپس آسکتی ہے؟ کہا جاتا ہے کہ امرت بھرے گھڑے میں سنت چوکھا میلا نے اپنی کانی انگلی ڈالی تو اس امرت کی شیرینی واپس لوٹ آئی۔ بھکت کا مقام بلند ہے جس کے چھونے سے امرت کی شیرینی واپس آگئی۔ اس کے اندر صرف انسانوں کو ہی نہیں بلکہ دیوتاؤں کو بھی پاک کرنے کی صفات موجود ہیں اس واقعہ سے ہمیں بھکتی کی اہمیت اور بھکتوں کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۹۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ سنت چوکھا میلا اور سُویرا بائی کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے سویرا بائی اکثر غم زدہ رہا کرتی تھیں ایک دن دیو وٹھل برہمن کی شکل اختیار کر چوکھا میلا کے گھر تشریف لائے اور کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دو اس وقت سویرا بائی گھر میں اکیلی تھیں انھوں نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا ''مہاراج

www.urduchannel.in

آپ برہمن ہو اور ہم مہار ذات کے ہیں ہمارا دیا ہوا کھانا آپ کیسے قبول کریں گے؟ مگر برہمن نے کہا ''میں بہت بھوکا ہوں میرا دم نکلا جارہا ہے ایسے وقت میں ذات پات پر بحث کرنا مناسب نہیں تم کھانا لے آؤ۔'' مجبوراً سویرا بائی نے دہی اور چاول برہمن کی خدمت میں حاضر کردیا۔ کھانے کے بعد برہمن نے سویرا کو اولاد نصیب ہونے کی دعا دی۔ چوکھا میلا جب شام کو گھر واپس آئے تو سویرا نے دن کا پورا حال چوکھا کو سنایا۔ چوکھا نے پوری حقیقت جان لی اور کہا کہ ''ارے وہ کوئی اور نہیں بلکہ دیو وٹھل تھے'' اور بعد میں انھیں کی دعا سے سویرا بائی کو اولاد پیدا ہوئی جس کا نام انھوں نے ''کرم میلا'' رکھا۔ بھگوان اپنے بھکتوں کی کس کس طرح مدد کرتا ہے یہ تو وہی جانے۔

مندرجہ بالا واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ قاری چوکھا کی زندگی اور اس کی بھکتی سے متعلق بیان کردہ واقعات کا علم حاصل کرسکیں۔ روایات کو جان سکیں اور یہ اندازہ لگا سکیں کہ اس عہد کا معاشرہ کس طرح کے خیالات ونظریات پائے جاتے تھے۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ چوکھا اپنے عہد کے بہت بڑے صوفی تھے مگر ان سے منسوب واقعات کس حد تک درست ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ چوں کہ تاریخ میں یہ روایات موجود ہیں اس لیے ان کو پیش کرنے میں کوئی دقت نہیں ہے۔

ورکاری صوفی سلسلہ کے اس عظیم صوفی شاعر کی زندگی کے آخری ایام بہت پریشانی میں گذرے اور زندگی مشکلات سے دوچار رہی جس کو پڑھنے کے بعد ہمیں بے حد افسوس ہوتا ہے۔ چوکھا میلا کے گاؤں منگل ویڑھا میں گاؤں کی حفاظت کے لیے دیوار کی تعمیر کا کام جاری تھا۔ اس وقت ہزاروں مہار مزدوروں کو زبردستی پکڑ کر اس کام پر لگا دیا گیا تھا۔ چوکھا میلا بھی اس سے بچ نہ سکے کتنے افسوس کی بات ہے ایک عظیم

www.urduchannel.in

صوفی شاعر کو اس کی زندگی میں کوئی اہمیت نہ دی گئی اور دوسرے لوگوں کی طرح ان کو بھی ظلم وزیادتی کا شکار ہونا پڑا اور ان سے بھی بیگاری کا کام لیا گیا۔ یہ واقعہ اس وقت کے معاشرے میں ادنی طبقہ سے تعلق رکھنے والے عوام کی زندگی کی مجبوری، بے بسی اور ان پر ہونے والے ظلم وستم کی روئداد بیان کرتا ہے ایک دن جب مزدور دیوار کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اچانک دیوار گر پڑی اس کے نیچے بہت سے مزدور دب کر دم توڑ دیے اس میں بھکت چوکھا میلا بھی شامل تھے۔ جب یہ خبر پنڈھر پور پہنچی تو ان کے استاد نام دیو بہت غم زدہ ہوئے۔ کہتے ہیں نام دیو کی طرح وٹھل بھی اپنے عزیز بھکت کی موت کی خبر سن بہت پریشان ہوئے۔ انھوں نے نام دیو سے کہا کہ ''منگل ویڑھا جا کر بھکت چوکھا میلا کی لاش لے آؤ'' نام دیو نے پوچھا کہ ''مگر بھگوان! اتنے لوگوں کی لاش میں میں بھکت چوکھا کی لاش کیسے پہچان سکوں گا؟ تب وٹھل نے کہا'' بھکت چوکھا میلا زندگی بھر میرا نام لیتا رہا اور موت کے وقت بھی میرا ہی نام لے رہا تھا تم منگل ویڑھا جاؤ اور جس لاش سے وٹھل وٹھل کی آواز آ رہی ہو اسے ہی چوکھا میلا کی لاش جان کر یہاں لے آؤ اور میرے مندر کے سامنے جہاں چوکھا میلا بیٹھ کر میرا ذکر کیا کرتا تھا اس کو وہیں دفن کردو۔'' وٹھل کے حکم کے مطابق نام دیو نے ویسا ہی کیا۔ آج بھی ان کی قبر پنڈھر پور کے مندر کے دروازے پر موجود ہے۔ اس طرح وٹھل کا ذکر کرتے کرتے چوکھا میلا ۱۳۳۸ء میں منگل ویڑھا میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور موت کے آٹھ دن بعد ان کا مقبرہ منگل ویڑھا میں تعمیر کیا گیا۔ اس طرح ایک عظیم صوفی شاعر کی زندگی کا خاتمہ ہوا لیکن ان کے بھکتی بھرے ابھنگ اور صوفیانہ شاعری آج بھی بطور یادگار موجود ہیں اور عوام میں آج بھی ان کے بھکتی گیت بڑی دلچسپی سے گائے جاتے ہیں۔

www.urduchannel.in

سنت چوکھا میلا کی شاعری کی خصوصیات

سنت چوکھا میلا کے ابھنگوں کی کل تعداد ۳۴۹ ہے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے "وویک دیپ" (विवेक द्विप) کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی مگر وہ آج دستیاب نہیں ہے۔ ان کے دو طرح کے ابھنگ دستیاب ہوتے ہیں (۱) آسان مگر جذباتی ابھنگ، ۲۔ سلام (जोहार अभंग) اس میں بھگوان سے رحم کی امید کی گئی ہے چوکھا تعلیم یافتہ نہ تھے مگر اننت بھٹ نام کے ایک برہمن نے ان کے ابھنگوں کو لکھ لیا تھا۔ ان کے دستخط موتی کی طرح دکھائی دیتے تھے اگر چوکھا میلا کے ابھنگوں کو موضوع کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے تو خاص طور پر چھ طرح کے موضوعات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ پنڈھر پور کی عظمت، استاد کی عظمت، بھگوان سے رحم اور مہربانی کی دعا، نصیحت آمیز ابھنگ اور بھگوان کے ذکر کی عظمت۔ اس کے علاوہ صوفیوں کی عظمت کا بیان پانڈورنگ سے جدائی کے جذبات کا بیان اور طبقاتی نظام پر طنز وغیرہ موضوعات ان کے یہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ چوکھا میلا کے خاندان کے کئی افراد مشہور صوفی شاعر گزرے ہیں جنھوں نے بے شمار ابھنگ تخلیق کیے۔ ۱۔ چوکھا میلا کی بیوی سویرا بائی ایک عظیم شاعرہ تھیں ۲۔ چوکھا میلا کی بہن نرملا بھی شاعرہ تھیں۔ ۳۔ چوکھا میلا کے سالے سنت بنکا بھی اچھے صوفی شاعر تھے جن کے ۳۹ ابھنگ دستیاب ہوتے ہیں۔ ۴۔ سنت چوکھا کا بیٹا کرم میلا بھی بڑے صوفی شاعر تھے جن کے ۲۶ ابھنگ موجود ہیں اس طرح سنت چوکھا میلا اور ان کے خاندان نے بھکتی ادب کو عروج بخشنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

چوکھا میلا کی شاعری میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو ایک عظیم شاعر کے

www.urduchannel.in

یہاں ملتی ہیں جس کا مختصر جائزہ آگے پیش کیا جائے گا۔ ان کی شاعری میں پنڈھری کی عظمت بھگوان کے ذکر کی اہمیت اور نصیحت آمیز کلمات کو خاص طور پر اہمیت حاصل ہے۔ اپنے پربھو کی محبت اپنی اصلاح و نجات کے لیے دعائیں، زندگی اور کائنات کے فانی ہونے کا تصور، معاشرتی رسم رواج، بھگتی سے دوری اور دنیاوی خواہشات وغیرہ جیسے موضوعات کی مختلف قسمیں ان کی صوفیانہ شاعری میں ملتی ہیں۔ یہاں پر ان تمام موضوعات پر تفصیلی بحث کی جائے گی تاکہ ان کے شاعرانہ خصوصیات کی مزید وضاحت ہو سکے۔

پنڈھرپور کی عظمت

مہاراشٹر کے پنڈھرپور کا شمار اہم مذہبی مقامات میں ہوتا ہے۔ جسے ورکاری صوفی دنیا کی جنت تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں پر وٹھل کی مورتی چبوترے پر رکھی ہوئی ہے جو بھکتوں کی محبت کی وجہ سے پنڈھرپور آ کر بس گیا۔ چندر بھاگا ندی کے کنارے پر اپنا معجزہ دکھانے کے لیے ہزاروں سال سے اس چبوترے پر کھڑا ہے وٹھل دراصل کرشن کی بچپن کی شکل ہے پنڈھرپور میں وٹھل کی موجودگی کی وجہ سے اسے مقدس مقام کا درجہ حاصل ہے۔ اس لیے وٹھل کے بھکتوں کو پنڈھرپور عزیز ہے۔ پنڈھرپور کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے چوکھوبا اپنے ابھنگ میں کہتے ہیں:

ज्या कारणें वेद श्रुति अनुवादती । तो हा रमापती पंढरिये ।।1।।

सुखाचें ठेवणें क्षीरसागर निवासी । तो हा पढरी सी उभा विटेवरी ।।2।।

भाविका कारणें उभवोनि हात । उदार पणें देत भक्ती मुक्ती ।।3।।

न पाहे उचनीच याती कुळ । स्त्री शुद्र चांडाळा सरते पायीं ।।4।।

चोखा म्हणे ऐसा भावाचा भुकेला । म्यहणोनि स्थिरावला भीमातटी ।।5।।

www.urduchannel.in

وید اور دوسری مقدس کتابیں جس کی خوبیاں بار بار بیان کرتی
ہیں اسی شہر پنڈھر پور میں وٹھل مقیم ہے۔ وہ عوام کی تلخیوں کا شکار
ہونے کے باوجود بھی لوگوں میں خوشیاں تقسیم کرتا ہے جب کہ
اس کا مقام معمولی اینٹوں کا بنا ہوا ہے جب کوئی بھکت اپنا ہاتھ
اوپر اٹھا کر اس سے کچھ مانگتا ہے وہ ان بھکتوں کو اپنے رحم و کرم
سے نجات (मोक्ष) دے دیتا ہے۔ وہ اعلیٰ ادنیٰ، چھوت اچھوت
اور خاندان نہیں دیکھتا وہ بدمعاش اور گنہ گار عورتوں کو بھی نجات
دیتا ہے۔ اس لیے چوکھا کہتا ہے کہ وہ بھکتی کا بھوکا ہے اور اس
بھکتی کی وجہ سے ہی وہ بھیما کے کنارے پر مقیم ہے۔''

پنڈھر پور سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار سنت چوکھا میلا نے اپنے اس ابھنگ میں اس طرح کیا جس میں انھیں پنڈھر پور ہی نہیں بلکہ پنڈھر پور کا سفر کرنے والے اور پنڈھر پور سے منسلک ساری چیزیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہی:

कोणी पढरी जाती वरकारी । तयांचे पायांवरी माळ माझें ।।1।।

आनंदे तयांशी भेटेन आवडीं । अंतरीची गोडी घेइन सुख ।।2।।

ते माझे मायबाप सोयरे सज्जन । तयां तनु मन बोवाळीन ।।3।।

चोखा म्हणें तें माहेर निजाचे । जन्मोजन्मा तरिचे साहाकारी ।।4।।

''جو لوگ پنڈھری کے راستے پر سفر کرتے ہیں ان کے قدموں
میں میرا سر جھک جاتا ہے اور میں بڑی خوشی سے ان کا استقبال
کرتا ہوں اور ان سے گفتگو کر کے مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے وہی
میرے آباؤ اجداد اور والدین ہیں ان پر میرا سب کچھ قربان ہے
اور آگے چوکھا کہتے ہیں کہ وہی میرے مائیکے کے لوگ ہیں جن کو

www.urduchannel.in

میں جنم جنم سے تلاش کرتا رہا وہی ہیں یہ لوگ یعنی میرے جنم جنم کے ساتھی۔''

اگر ہم چوکھا کی اس کیفیت کو ورنداون کی گوپیوں سے موازنہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کرشن جب متھرا چلے گئے تھے تو ان کی جدائی میں گوپیوں کے غموں کی انتہا نہ رہی ان کے اوپر بھی کچھ ایسی ہی کیفیت طاری تھی۔ متھرا سے آنے والی ہوا، پانی، خوشبو اور دوسری چیزیں ان گوپیوں کو اسی طرح عزیز تھیں جس طرح پنڈھر پور کی ہر چیز چوکھا کو عزیز ہیں۔ جب انھیں بیگاری کا کام کرنے کے لیے پنڈھری سے دور لے جایا گیا تو ان کی روح تڑپ اٹھی وہ اپنی اس پریشانی اور اضطراب کا اظہار اپنے ابھنگوں میں کچھ اس طرح کرتے ہیں جس سے ان کے باطنی جذبات ابھر کر ہمارے سامنے آتے ہیں:

येथे तो दुखाचे डोंगर आठविती । वाटत रो खंती मना माझया ।।1 ।।

कां हो पंढरीराया पखेंशी केले । कोणी न देखे आपुलें काय करूँ ।।2 ।।

आठवें पंढरी आठवे महाद्वार । संताचा भर आठवतो ।।3 ।।

आठवतो नाम पुंडलिक सखा । चोखा म्हणे देखा तळमळ वाटे ।।4 ।।

''یہاں مجھ پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ دل بہت غم زدہ ہے کیوں جی پنڈھری ناتھ! مجھے کیوں پردیسی بنا دیا؟ یہاں تو کوئی اپنا کہنے کے لائق ہی نہیں، میں کیاں کروں؟ مجھے پنڈھری کی بہت یاد آتی ہے خاص کر وہاں کے مندروں کے دروازے صوفیوں کی محفل اور ساتھی پنڈلک یاد آتا ہے۔ ان سب کو دیکھنے کے لیے طبیعت بے چین رہتی ہے۔ اس ابھنگ میں چوکھا آگے کہتے ہیں بھیما کے کنارے ہو رہا بھجن کرتن رکمنی کی بچی محبت اور

www.urduchannel.in

چندر بھاگا کی لہریں مجھے سب کچھ بے حد یاد آتے ہیں۔ یہ سب
میری نظروں سے دور ہو گئے رات دن روتا، سسکتا رہتا ہوں اور
ہری ہری کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔ کھانا پینا کچھ بھی اچھا نہیں لگتا
نیند آنکھوں سے دور چلی گئی ہے۔ بھگوان نے کیوں ایسی دوری
اختیار کر لی۔ مجھے دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ کب دیکھوں گا
اپنے پیارے وٹھل کو۔"

بھکت چوکھا کے ان جذبات سے گوپیوں کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

بھگوان کے ذکر کی عظمت

سنت چوکھا میلا نے بھگوان نام کی عظمت کو بہت اہمیت دی ہے اور کہا ہے کہ تینوں لوکوں میں اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے اسی لیے چوکھا میلا کے قریب ذکر سے زیادہ کوئی چیز اہمیت کی حامل نہیں جیسا کہ ان کے اس ابھنگ سے بات اور واضح ہو جاتی ہے:

आम्हा नकळे ज्ञान कळे पुराण। वेदांचे वचन न कळे आम्हा।।1।।

आगमाची आठी निगमाचा भेद। शास्त्रांचा संवाद न कळे आम्हा।।2।।

योग याग तप अस्टांग साधन। नकळेची दान व्रत तप।।3।।

चोखा म्हणे माझा भोळा भाव देवा। गाइन केशवा नाम तुझें।।4।।

"میں نے نہ ہی علم حاصل کیا ہے اور نہ ہی ان کا مطالعہ کیا ہے
اس لیے میں ویدوں کی باتوں کو سمجھنے سے قاصر ہوں اور نہ مذہبی
کتابوں میں بیان کی گئی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت ہے۔ ان پر
ہونے والی بحثیں میرے لیے بے معنی ہیں اس لیے بھگوان کا ذکر

www.urduchannel.in

ہی میرے لیے کافی ہے وہی میرے لیے عظمت کا حامل ہے۔''

اس ابھنگ میں بھگوان کے نام کی عظمت کو مثالوں کے ذریعے پیش کرنے کی کوشش کی ہے:

गणिका अजामेळे काय साधन केले । नामचि उच्चारिलें स्वभावता । ।1 । ।

नवल हो पाहा नवल हें पाहा । अनुभवें अनुभवा देहामाजी । ।2 । ।

उच्चारिता नाम वैकुंठीचें घेणें । ऐसे दुजे घेणें आहे कोठें । ।3 । ।

ब्रह्महत्या जयारी घडल्या अपार । वाल्हा तो रामाचार उद्धरिला । ।4 । ।

उपराटें नाम न योचि मुखारी । मांरा रामा घ्यांरी स्मरता झाला । ।5 । ।

चोखा म्हणें ऐसा नामाचा महिमा । उद्धारी अधमा स्त्री शुद्रा । ।6 । ।

''گنیکا (جیونتی نامی طوائف) مرتے وقت اپنے طوطے کو رام کہنے کا طریقہ بتا رہی تھی نتیجہ میں وشنو بھگوان نے اسے نجات دے دیا۔ اجامل (ایک گنہ گار برہمن جس نے مرتے وقت اپنے فرزند کو ''نارائن'' کو پکارا تو وشنو نے اسے بھی نجات دے دی۔ ان لوگوں نے کون سا طریقہ اپنایا تھا صرف نام ہی تو لیا تھا اور زندگی بدل گئی اگر آپ کو کرشمہ دیکھنا ہے تو اپنے اندر بھگوان کو محسوس کرو اور اس کا نام لو پھر خود ہی سمجھ جاؤ گے۔ صرف زبان سے نام لیتے ہیں اور سورگ میں داخل ہوجاتے ہیں۔ پھر بالمکی کی مثال دے کر کہتے ہیں کہ جس نے بہت سے برہمنوں کو قتل کیا تھا مگر نارد منی سے ملاقات کے بعد بہت بڑا سادھو سنت بن گیا وہ بھی مارا مارا کہتے کہتے راما راما کہنے لگا تو اس کی بھی زندگی بدل گئی۔ چوکھا کہتے ہیں کہ نام کی عظمت اور تاثیر سے بدمعاش،

www.urduchannel.in

عورت اور شدر سبھی کی زندگی خوشحال ہو جاتی ہے۔"

وحدانیت کا اقرار

یعنی بھگوان ایک ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں اور ساری کائنات اسی کی کاریگری کا نمونہ ہے اور اس کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے اسی بات کو سنت چوکھا میلا اپنے اس ابھنگ میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

आम्हा आनंद झाला आम्हां आनंद झाला। देवोचि देखिला देहा माजी।।1।।

देखणें उडालें पाहणें लपालें। देवे नवल केलें देहा माजी।।2।।

मागे पुढे देव रिता ठाव कोठें। हृदपींच भेटे देहीं देव।।3।।

चोखा म्हणे देव देखिला पंढरी। उभा भीमातीरी विटेवरी।।4।।

"مجھے بہت خوشی مل رہی ہے جس کا احساس میرے دل میں بھی ہے کہ میں نے اپنے باطن میں ہی بھگوان کو دیکھ لیا ہے۔ میرے آگے پیچھے چاروں طرف اس کا ہی جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ ہے ہی نہیں جہاں وہ موجود نہ ہو وہ جسم وجان میں شامل ہے چوکھا کہتے ہیں ہم نے بھگوان کو پنڈھری میں پایا جو بھیما کے کنارے مندر کے چبوترے پر کھڑا ہے۔"

چوکھا میلا دنیا کو فانی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا کی مصیبتوں میں صرف بیوقوف پھنستے ہیں عقل مند نہیں اس کی مثال انھوں نے اس ابھنگ میں پیش کی ہے:

फुलाचे अंगा सुवास असे। फूल वाललिपा सुवास नासे।।1।।

मृतिकेचे घट केले नाना परी। नाव ठेविलें रांजण माथण धागरी।।2।।

www.urduchannel.in

विराली मृत्तिका फुटले घट । प्राणी कां फुकट शोक करी ।।3।।

चोखा म्हणे ऐसे मृगजळ पाही । विवेकी तये ठायीं न गुंतेची ।।4।।

''پھول کے ریزہ ریزہ میں خوشبو بھری ہے مگر جب پھول سوکھ
جاتا ہے تو خوشبو ختم ہوجاتی ہے۔ مٹی سے گھڑا اور دوسری طرح
کی کتنی چیزیں بنتی ہیں کبھی صراحی تو کبھی گھڑا تو کبھی دوسرے
برتن یہ ساری چیزیں مٹی ہی سے بنتی ہیں ایک مٹی ختم ہوکر دوسری
میں شامل ہوجاتی ہے مگر انسان کیوں افسوس کرتا ہے وہ بھی تو
مٹی کا ہی بنا ہے وہ بھی مرنے کے بعد گھڑے کی طرح مٹی میں
شامل ہوجاتا ہے۔ اس لیے کوچوکھا کہتا ہے کہ یہ دنیا مایا جال ہے
جو عقل مند ہے وہ کبھی دنیا کے چکر میں نہیں پھنستا ہے۔''

اس طرح چوکھا مثالوں کے ذریعے انسان کے وجود پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان بیکار میں دنیا کے مایا جال میں پھنسا ہوا ہے زندگی اور موت ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔

چھوا چھوت کا بیان

وٹال لفظ کے معنی ہیں ''چھوت لگنا یا برباد ہونا یا ناپاک ہونا۔ چوکھا میلا ایک اچھوت (مہار) ذات میں پیدا ہوئے تھے اس لیے برہمن اور اعلی ذات کے لوگ ان کے ساتھ بھی اچھوت جیسا ہی سلوک کرتے تھے۔ چوکھا نے اپنے ابھنگوں میں اس غیر انسانی سلوک پر گہرا طنز کیا اور اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اسے غلط ثابت کرنے کے لیے مختلف قسم کے دلائل پیش کیے ہیں اس لیے ان کے ابھنگوں میں فلسفیانہ فکر اور لہجہ میں نرمی پائی جاتی ہے انھوں نے کہا انسان پانچ چیزوں کے

www.urduchannel.in

مجموعے سے بنایا گیا ہے وہی چیزیں ہر انسان میں موجود ہیں جب سبھی کا جسم آسمان، آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے بنا ہے تو پھر کون ادنی اور کون اعلیٰ؟ سبھی برابر ہیں تو پھر اچھوت کون ہے؟ جو پاک چیزوں سے بنا ہو وہ ناپاک کیسے ہوسکتا ہے۔

اسی بات کو چوکھا نے اس ابھنگ میں واضح طور پر بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:

पंच ही भतांचा एकचि विटाळ । अवघाचि मेल जगी नांदे ।।1।।

तेथें तो सेवेळा वोवळा तो कोण । विटाळाचें कारण देह मुळ ।।2।।

आदिअंती अवघा विटाळ संचला । सोंवळा तो झाला कोण न कळे ।।3।।

चोखा म्हणे मज नवल वाटते । विटाळा परतें आहे कोण ।।4।।

''پانچ چیزوں کا مجموعہ خود تمام ناپاکیوں سے پاک ہے اور ساری دنیا کے لوگوں کا وجود انھیں چیزوں سے ہوا ہے۔ اب بتاؤ کون ہوا پاک اور کون ہوا ناپاک؟ ناپاکی کی اصلی وجہ یہ جسم اور لباس ہیں شروع سے آخر تک سب ناپاک ہی ناپاک ہیں پھر کون بچ سکے گا اس ناپاکی سے۔ چوکھا کہتے ہیں یہ چیز مجھے عجیب سی لگتی ہے اس ناپاکی سے بچ کر بھلا کون رہ سکتا ہے؟''

چوکھا میلا اسی چھوت اور اچھوت کے نظریے کو ایک مثال کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں۔ دیکھیے یہ ابھنگ:

कोण तो सोवळा कोण तो वोवळा । दोहींच्या वेगळा विठ्ठल माझा ।।1।।

कोणासी विटाळ कशाचा जाहला ।। मुळींचा संचला सोंवळाची ।।2।।

पापांचा विटाळ एकाचिये आंगा । सोवला तो जगामाजी कोण ।।3।।

चोखा म्हणे माझा विठ्ठल सोहळा । अरूपें आगळा विटेवरी ।।4।।

''کس کو ہم پاک کہیں اور کس کو ناپاک مگر میرا وٹھل ان سب

www.urduchannel.in

سے بالکل جدا ہے بھگوان کو چھونے سے اسے چھوت لگ جاتا
ہے یعنی بھگوان ناپاک ہو جاتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا جس کا
وجود ہی پاک صاف ہو وہ کیسے ناپاک ہوسکتا ہے؟ جب انھیں
پانچ چیزوں سے انسان کے جسم کی تشکیل ہوتی ہے تو پھر کون
پاک اور کون ناپاک ہے اس دنیا میں۔ اسی لیے چوکھا کہتے ہیں
کہ میرا وٹھل ہمیشہ پاک رہتا ہے اور وہ اسی پاک شکل میں
اینٹوں کے چبوترے پر کھڑا ہے۔"

بھگوان سے رحم کی دعا

بھگوان سے رحم کی دعا یا التجا بھکتی کا اہم جز ہے۔ بھکت بھگوان کے قدموں میں مجبور اور بے بس بن جاتا ہے اور نرمی سے اپنی اصلاح اور کامیابی کے لیے بھگوان سے دعا کرتا ہے۔ بھگوان بھکتوں کی دعا سن کر ان کی مدد کرنے کو تیار رہتا ہے کوئی بھی شخص تکبر کو چھوڑ کر، شان و شوکت سے قطع تعلق کر کے جب بھگوان کے قدموں میں بیٹھ کر رحم کی دعا کرتا ہے تو بھگوان اسے معاف کر دیتا ہے بھکت بھگوان کو طرح طرح سے مناتا ہے کبھی بچوں کی طرح ضد کر کے اور کبھی اپنی قسمت پر افسوس کر کے چوکھا میلا کی شاعری ایسے ہی جذبات سے بھری پڑی ہے جس میں انھوں نے بھگوان سے اپنی نجات کے لیے دعائیں کی ہیں جیسے یہ ابھنگ دیکھیے:

इकतोंची देई रामनाम मुखीं । संताची सगती सेवा सार ।।1।।

निरंतर घोष जपायें मंदिरीं । तयाचिये धरीं सुख मत्र।।2।।

उच्छिस्ट धणिवर पोटभरी धायें । दूजी नको सोच देवराया ।।3।।

चोखा म्हणे माझी पुरवावी आळी । माय तुं माऊली कृपाळू देवा ।।4।।

www.urduchannel.in

''اے بھگوان! مجھے تو صرف اتنا ہی دینا کہ آپ کا نام زبان پر
رہے اتنا مال و دولت مت دینا کہ میں تیرا نام بھول جاؤں۔
صوفیوں کی صحبت ہو اور ان کی خدمت کا موقع ملے۔ جس گھر
میں وٹھل کے نام کا ذکر ہوتا ہے وہیں مجھے رہنے میں سکون ملتا
ہے۔ بس پیٹ بھر کھانا مل جائے چاہے وہ جیسا بھی ہو میں اسی
میں خوش ہوں چوکھا کہتے ہیں کہ اے ماں تو مجھ پر بس اتنا رحم
کرنا جو میں تجھ سے مانگوں اُسے پورا کر دینا۔''

اس ابھنگ میں چوکھا میلا کس طرح بھگوان سے شکوہ کر رہے ہیں کہ آپ میری کوئی بھی بات نہیں سنتے اور پھر آگے انھوں نے بھگوان سے فریاد کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

काहीं तरी अभय न मिळे उत्तर। ऐसे का निरठुर झाली तुम्हीं।।1।।

मी तो कळवळोनी मारित से हाक। तुम्हां पड़े धाक कारसथाचा।।2।।

बोलोनी उत्तरें करीं समाधान। पेवढेंचि दान मज धावें।।3।।

चोखा म्हणे माझे पुरवावी आस। न करीं उदास माझे माये।।4।।

''آپ کیوں اپنے معجزات دکھاتے ہو میں آپ کو اچھی طرح
جان گیا ہوں۔ فرشتے بھی آپ کے بارے میں نہ جان سکے میں
بھلا کس طرح آپ کو پہچان سکوں گا بار بار پوچھنے پر بھی آپ کوئی
جواب نہیں دیتے۔ میں پریشان ہو ہو کر آپ کو آواز دیتا ہوں۔
آپ کو کیا ایسی مجبوری آپڑی ہے کچھ تو بولیے بھگوان! تا کہ مجھے
سکون مل سکے۔ ہے رکمنی مجھے صرف اتنی خیرات دے اور میری
بس اتنی خواہش پوری کردو، مجھے ناامید مت کرنا۔ کچھ بول کر

www.urduchannel.in

میرے دل کو سکون دے دو بس اتنا مانگتا ہوں مجھے مایوس مت
کرنا۔“

آگے پھر انہیں اپنی کہی باتوں پر افسوس ہونے لگتا ہے اور بھگوان سے
مخاطب ہوکر کہتے ہیں:

समर्थासी रंके शिकवण जैशी। माझी वाणी तैशी बडबड।।1।।

शुभ हे अशुभ न कळे बोलता। परि करिं सत्ता लंडपणे।।2।।

उच्छिष्टाची आशा भुकत से श्वान। तैसा मी एक दिन आहें तुमचा।।3।।

चोखा म्हणे एका घसाची चकरी। करितों मी द्वारीं तुमचीया।।4।।

”جیسے کوئی غلام کسی راجہ کو سمجھائے ایسی ہی میری بک بک ہے
میں کیا کہہ بیٹھتا ہوں مناسب ہے یا غیر مناسب اس کا مجھے علم
نہیں ہے۔ بس آپ پر اپنا حق قائم کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے کتا
روٹی کے ٹکڑے کے لیے دروازے پر بیٹھا بھونکتا رہتا ہے بس
سمجھ لیجیے کہ ایسا ہی ایک غریب بھگت میں بھی ہوں اور آپ
کے دروازے پر کھڑا ہوں چوکھا کہتے ہیں کہ اے پربھو بس
میں ایک نظر کا بھوکا ہوں اگر آپ رحم کی نظر سے دیکھ لیں تو
میری ہر تمنا پوری ہوجائے گی۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں
چاہیے۔“

آگے چوکھا بھگوان سے ناراض ہوکر شکایت کرتے ہیں جس کی بہت
خوبصورت عکاسی ان کے اس ابھنگ میں ملتی ہے:

आंता कोठवरी। भीड धरूँ तुमची हरि।।1।।

दार राखति बसलों। तुम्हीं दिसो मोक लिलों।।2।।

www.urduchannel.in

ही नीत नव्हे बरी । तुम्ची साजे तुम्हा घोरी । ।3 । ।

चोखा म्हणे काय बोलो । आमुचे आम्ही बांया गेलों । ।4 । ।

''میں کب تک تیری عزت بچاتا رہوں؟ میں آپ کے
دروازے پر بیٹھا ہوں مگر آپ خیال ہی نہیں کرتے آپ کی یہ
رسم یہ طور طریقہ مناسب نہیں بڑوں کو بڑوں کی طرح سلوک
کرنا چاہیے اب کیا کہوں میں؟ یہی فکر غالب ہے کہ میری
زندگی بے کار گئی۔''

بھکت چوکھا میلا کے یہاں ایسے ابھنگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جس میں رحم اور نجات کی خواہش ظاہر کی گئی ہے ان ابھنگوں میں انھوں نے اپنے جذبات کو مختلف طریقے سے پیش کیا ہے جس کو پڑھ کر تلسی داس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جس کا بیان انھوں نے ''ونے پتریکا'' (विनय पत्रिका) میں کیا ہے تلسی داس ایک عظیم شاعر تھے مگر تلسی داس اور بھکت چوکھا میلا کے دل میں اٹھنے والے جذبات ایک ہی ہیں۔

نصیحت آمیز ابھنگ

صوفیوں کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ پورا معاشرہ خوش حال رہے ہر آدمی خوش وخرم زندگی بسر کرے اور سماج میں سب کا بھلا ہو اسی لیے وہ سب کو اچھے کاموں کی نصیحت کرتے ہیں۔ انھوں نے جس راستے پر چل کر سکون قلب حاصل کیا اسی راستے پر چلنے کے لیے دوسروں کو بھی تلقین کرتے ہیں انھوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے دوہا، ساکھی، پد، اوؤی اور ابھنگ کا استعمال کیا۔ دنیا، زندگی اور جسم یہ ساری چیزیں فانی ہونے والی ہیں۔ کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا سارے لوگ دنیا میں

www.urduchannel.in

اکیلے آتے ہیں اور اکیلے ہی جاتے ہیں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے چوکھا کہتے ہیں:

जन्मला देह पोशिला सुखाचा। काय भंरवसा याचा आहे।।1।।

एकलेंचि यावें एक लेचि जावें। हेंचि अनुभवावें आपणचि।।2।।

कोण हे अवधे सुखाचे संगती। अंतकाळी होती पाठी मोरे।।3।।

चोखाम्हणे याचान धरीं भरवंसा। शरण जा सर्वेशा विठोबासी।।4।।

''انسان اپنے جسم کی بہت حفاظت کرتا ہے مگر اس کا بھروسہ ہی
کیا یہ کب تمہارا ساتھ چھوڑ دے۔ انسان اکیلا آتا ہے اور اکیلا
ہی جاتا ہے زندگی سے ہم نے یہی تجربہ حاصل کیا ہے۔ یہ جو
تمہارے رشتہ دار ہیں سب سکھ کے ساتھی ہیں۔ مصیبت آتے ہی
سب پیٹھ دکھا جاتے ہیں۔ اس لیے چوکھا کہتا ہے ان پر یقین
مت کرو بھائی! صرف بھگوان کے دربار میں حاضر رہنے کی
کوشش کرو۔''

دوسری طرف انھوں نے دنیاوی حوس رکھنے والوں کو عقل کا اندھا کہا
ہے اور ان لوگوں کو بھگوان سے محبت کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

बांपा हांव भरी गुंतले कबाडीं। करिताती जोड़ी पुढीलाची।।1।।

ऐसे तें वोंगळ देख अंधळे। भोगिताती बळें सुख दुःख।।2।।

नाशिवंत अवधे मानियलें साच। करिती हव्यास जन्मोंजन्मीं।।3।।

चोखा म्हणे यासी काय उपदेश। भोगी नर्कवास कल्पवरी।।4।।

''جاہل لوگ جنھیں کوئی علم نہیں ہے بے کار میں دنیاوی محبت و
حوس میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور مستقبل کے لیے مال و
دولت جمع کرتے ہیں کیسے لاعلم اور اندھے ہیں یہ دنیا جو فانی ہے

www.urduchannel.in

ای کو حقیقت سمجھ جنم جنم سے اس کے لیے جیتے اور مرتے ہیں
چوکھا کہتے ہیں ایسے لوگوں کو میں کیا نصیحت کروں گا یہ تو مرنے
کے بعد جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اپنے کیے کی سزا بھوگتے
رہیں گے۔"

چوکھا اس ابھنگ میں لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟ اور لوگوں کی بھلائی کس میں ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے چوکھا کہتے ہیں:

असोनि नसणें संसाराचें ठाई । हाचि बोध पाहीं मना ध्यावा ।।1।।

संताचि संगती नामाची आवडी । रिकामी अर्ध घड़ी जावीं नेदी ।।2।।

कामक्रोध सुने परी करीं दूर । सहपरिवारीं दवड़ी बापा ।।3।।

चोखा म्हणे सुख आपों अपा घरा । नाहींतर फजीहत खोरा जासी वाया ।।4।।

"گھر اور دنیا میں ایسے رہو کہ رہ کر بھی نہ رہنے کے برابر معلوم
ہو۔ اور اس یقین کو تو اپنے دل میں مضبوطی سے بیٹھا لے۔
صوفیوں کی صحبت ہو اور ہمیشہ بھگوان کے ذکر میں لگے رہو اور
ایک لمحہ بھی بے کار مت جانے دو۔ ہمیشہ حوس، لالچ اور غصہ سے
دوری اختیار کیے رہو اور اپنے خاندان والے کو بھی اس میں
مشغول رکھو تاکہ تمہارے خاندان والے بھی خوش و خرم زندگی
گزار سکیں۔ چوکھا کہتے ہیں تب تمھیں اپنے گھر میں چین،
سکون، آرام اور خوشی نصیب ہوگی ورنہ بیوقوفوں کی طرح
فضیحت، لعن طعن اور دھکے کھاتے پھرو گے۔"

www.urduchannel.in

زندگی کے آخری وقت کا بیان

سنت چوکھا میلا زندگی کے آخری ایام میں نا امیدی اور گہری فکر میں ڈوبے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بہت جلد اس فانی دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں اور ان کی آخری سانس جلد ہی ختم ہونے والی ہے اس وقت ان کے جذبات کی بہترین عکاسی ان کی شاعری میں ملتی ہے جس کا ذکر انھوں نے اپنے اس ابھنگ میں کیا ہے جو ان کی زندگی کے آخری وقت کے جذبات کی غمازی کرتے ہیں۔

केधवा सुटेन ऐसे जाले जीवा। गोवियेले देवा कांहो येथें।।1।।
आतां झडकरी धांवे लवकरी। सोडवी बा हरी मजलागी।।2।।
प्राणहा कंठीं धरीला तुजसाठीं। निर्वाण दृष्टि पाहसी काय।।3।।
चोखा म्हणे वाया चालिलासे वेळ। आला असे काळ निकट दिसे।।4।।

> ''میری تو یہی خواہش ہے کہ کب روح میرے جسم سے پرواز کر جائے اور میں آزاد ہو جاؤں۔ بھگوان نے مجھے کیوں اس جسم کے چکر میں پھنسا رکھا ہے۔ اب تو، ہے بھگوان! دوڑے آؤ اور جلد مجھے اس جسم کے رشتہ سے آزاد کرو۔ روح پرواز کرنے کو ہے بس تیرے ایک دیدار کے لیے رکی ہوئی ہے کیا تم صرف میری موت دیکھتے رہو گے؟ وقت گذرتا جا رہا ہے اور آخری لمحہ بالکل قریب آ گیا ہے۔''

آخری وقت میں پنڈھرپور سے جدائی کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ لگتا ہے میرا وقت قریب آ گیا ہے اسی لیے بھگوان مجھے اپنے سے دور کر رہے ہیں۔ چوکھا میلا کے آخری ایام

www.urduchannel.in

بہت پریشانیوں میں گزرے تھے جس کا ذکر انھوں نے اس ابھنگ میں کیا ہے:

देहात अवसान भरलेसे दिसे । म्हणोनी पंढरी निवासे मोकलेले । ।1 । ।

कर्माचे संचित प्रालब्धाचा भोग । न सुटे भागा भाग निढलीचा । ।2 । ।

तथा अक्षरासी न पडेचि उणे । भोगतो भोगणे सुख दुःख । ।3 । ।

चोखा म्हणे देवा तुझयाकडे काय । आमुचे ते होय पुर्व कर्म । ।4 । ।

"لگتا ہے روح اب جسم سے کوچ کرنے کو ہے اس لیے تو پنڈھر
کے حاکم وٹھل نے مجھے یوں دور بھیج دیا (پنڈھرپور سے منگل
ویڑھا)) میرے اعمال کی سزا مجھے ویسی ہی ملے گی جیسا لکھا ہوا
ہے وہ افرا تفری میں چھوٹ نہ سکے گا۔ اپنے اعمال کے حساب
سے آرام اور تکلیف کا فیصلہ طے ہے بھگوان! اس میں آپ کی
کوئی غلطی نہیں ہے ہمارے اپنے پچھلے اعمال ہی آج ہمیں یہ دن
دکھا رہے ہیں۔"

استاد کی عظمت کا بیان

سنت نام دیو کو چوکھا نے اپنا استاد تسلیم کیا تھا۔ انھوں نے اپنے کئی ابھنگوں میں استاد کی عظمت کو بیان کیا ہے اس ابھنگ میں انھوں نے نام دیو کی عظمت کو قبول کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح کیا ہے:

राहिली वासना पायासवें चाड । आन नाहीं कोड माझें कांही । ।1 । ।

तुमची कृपा दृष्टि असावी मजवरी । आणि नामया सेजारी सुखवस्ती । ।2 । ।

महाद्वार पुढे मज ठाव धावा । हेंचि केशवा मागत से । ।3 । ।

चोखा म्हणे आणि वाटते उदास घडिये घडिये आस पंढरीची । ।4 । ।

www.urduchannel.in

''میری بس یہی تمنا ہے کہ تمہارے قدموں میں بیٹھ کر علم حاصل
کرتا رہوں اس کے علاوہ کوئی دوسری خواہش نہیں ہے مجھ پہ اپنی
نگاہ کرم کرتے رہنا اور مرنے کے بعد مندر کے سامنے نام دیو کی
قبر کے قریب مجھے دفن کر دینا ۔ بس یہی دعا تیرے آگے کرتا
ہوں ۔''

دوسری طرف چوکھا استاد کی تعلیمات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ استاد نے ہمیں سب کچھ سکھایا ہے جس کا علم ہمیں نہیں تھا۔ یہ ابھنگ دیکھیے:

काया पाहू काया ध्याऊ । काय गाऊ कवनाते । ।1 । ।
कोठें जाऊ कोठें राहूँ । कोठे पाहू काय ते । ।2 । ।
कोठें सुख कोठें दुःख । कोठें अवधें पाहाणें देश । ।3 । ।
चोखा म्हणे नामया सुजाणा । वोळखोनी खुणा सांगे मज । ।4 । ।

''کیا دیکھوں؟ کس کا خیال کروں؟ اور کس کا ذکر کروں؟ اور کس
کو اپنی شاعری میں بیان کروں؟ کہاں جاؤں اور کہاں رہوں؟
دیکھوں تو کیا دیکھوں اور کہاں دیکھوں کہیں پر خوشی ہے تو کہیں پر
غم ہے۔ دیکھنا دکھانا سب بے کار ہے۔ چوکھا اپنے استاد کے
بارے میں کہتا ہے کہ جو بھی اس کو معلومات حاصل ہے وہ سب
مجھے بتاتا ہے۔''

معاشرتی رسم و رواج پر تنقید

سچی بھکتی کے لیے دل میں اخلاص اور پاکی ضروری ہے یہی سچے بھکت کی نشانی ہے۔ صرف نصیحت کرنے یا نصیحت آمیز وعظ کرنے سے کوئی عظیم صوفی نہیں کہلاتا

www.urduchannel.in

اس کے لیے عمل کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی نظریہ کو چوکھا میلا نے واضح طور پر اپنے اس ابھنگ میں پیش کیا ہے:

उदंड शाहाणे होवोत तार्किक। परिन कळे अलौकिक महिमा काहीं।।1।।

उदंडवाचन जारी झालें साचें। परी महिमान ययाचें न कले कांहीं।।2।।

उदंड बहम्ज्ञान सांगताती गोष्टी। परि अनुभव कसवटीं एका नाहीं।।3।।

संतांचे उंदड धेताती सोग। कामनेचा त्याग करिता न ये।।4।।

''چاہے کتنے ہی ہوشیار یا عقلمند آئیں مگر قدرت کے نظام کو کوئی سمجھ نہیں سکتا اس کی عظمت کو کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ چاہے کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو مگر وہ اس کی شان سمجھ نہیں سکتا، چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم بنے مگر ان کے علم میں ذرہ برابر بھی تجربہ شامل نہیں ہوتا چاہے سنتوں کا کتنا ہی لبادہ پہن لیں مگر ایسے لباس سے کیا حاصل جب انھوں نے حوس کا دامن نہیں چھوڑا۔ وہ بھلے ہی صوفی یا جوگی بن جائیں مگر حوس ان کے اندر بھری رہتی ہے بھلے ہی اپنے کرتن بھجن میں اپنے تجربات کو بیان کرتے ہوں تو کیا، مگر وہ اپنے آپ کو جنسی خواہشات اور حوس سے آزاد نہ کرسکے چوکھا کہتا ہے کہ یہ سارے لوگ پیٹ کے غلام ہیں۔ اسی لیے یہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے اور گاؤں گاؤں مارے مارے پھرتے ہیں۔

ایک طرف تو انھوں نے ڈھونگی اور بہروپیے سادھو سنتوں کو نشانہ بنایا ہے تو دوسری طرف عقل کی اندھی عورتوں کے عقائد پر بھی گہرا طنز کیا ہے دیکھیے اس ابھنگ میں عورتوں کے بے جا عقائد کی کتنی خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔

www.urduchannel.in

स्त्री पुत्र धन कोणाचे हे कोण । याचा अभिमान धरती प्राणी ।।1।।

देवाचा हा देव तया ठकविती । बापुड्या पूजिती मायराण्या ।।2।।

आगाळे बगाळे करिती नवस । ते काय आस पुरविती ।।3।।

चोखा म्हणे ऐसे आंधळे आहे जन । नाशिवंत धन मागताती ।।4।।

''بیوی بچے مال اور دولت یہاں کون ہے کس کا۔ بیوقوف آدمی
اس پر ناز کرتے ہیں۔ جو ساری دنیا کا مالک ہے لوگ اس کے
ساتھ دغا بازی کرتے ہیں بیچاری معصوم عورتیں پوجا کرتی ہیں
بے قدر لوگوں کی۔ جنگل جنگل، صحرا صحرا اور مندر مندر منتیں مانگتی
پھرتی ہیں ان کی کوئی بھی خواہش پوری نہیں ہوتی۔ چوکھا کہتے
ہیں کیوں لوگ ایسے اندھے بن گئے ہیں جو مانگتے ہیں تو مال و
دولت جس کی عمر دو دن ہے۔ ایسی فانی چیزوں کو مانگ کر اپنا
وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل۔''

سماج میں ایسے ڈھونگی مکار، عیار اور پاکھنڈی لوگوں کی کمی نہیں جو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم اور بھگت کہتے ہیں اور سادھو سنتوں کا لباس پہن کر اپنے آپ کو بھگوان کا سب سے بڑا بھگت کہتے ہیں مگر چوکھا میلا کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے ہوشیار رہنا انھیں اچھے اور برے کا ذرا بھی علم نہیں ہوتا یہ لوگ سماج کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس ابھنگ میں انھوں نے ایسے ہی لوگوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے اور ان سے دور رہنے کی تلقین کی ہے:

माकडाचे परी हालविती मान । दावी थोरपण जगामध्यें ।।1।।

स्वहिता मुकले स्वहिता मुकले । बळें झांकी डोले नाक धरी ।।2।।

माळा आणी मुद्रा दाविताती सोग । डोलविती अंग रंग नाहीं ।।3।।

www.urduchannel.in

पोटाचा पोसणा विटंबना करी । भीक दारोदारी मागत से ।।4।।

चोखा म्हणे जगमध्ये भोंदु । तया कोण साधु म्हणे देवा ।।5।।

''بندر کی طرح اپنی گردن اور سر کو ہلاتے رہتے ہیں۔ اور دنیا کو اپنی جھوٹی شان وشوکت دکھاتے پھرتے ہیں۔ وہ لوگ اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں جولوگ اپنی آنکھ ناک اور کان بند کر کے سکون سے بیٹھے رہتے ہیں اور گلے میں ہار مالا پہن کر اپنے کو بہت بڑا صوفی سنت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انہیں باطنی سکون نصیب نہیں ہوتا کیوں کہ ان کی نیت میں فطور ہوتا ہے یہ سب صرف پیٹ پالنے کا جھوٹا ڈرامہ کرتے ہیں۔ اور دروازے دروازے جا کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوکھا کہتے ہیں دنیا میں ایسے مکاروں اور عیاروں کی کمی نہیں ہے اب تمہیں بتاؤ ان کو کون سادھو سنت کہے ان سے تم بھی ہوشیار رہنا۔''

چوکھا میلا کی شاعری میں سلام کی عظمت

سنت چوکھا میلا کے صوفیانہ اور فلسفیانہ خیالات کو تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے اب ان کے کلام کی خوبیوں اور ادبی خدمات پر ایک نظر ڈالنا اسد ضروری ہے ان کی شاعری میں سلام کو اہم مقام حاصل ہے اس میں انھوں نے صنائع و بدائع کا خوبصورت استعمال کیا ہے اور روز بروز ان کی شاعری خوب سے خوب تر ہوتی گئی۔ خاص کر سلام میں جسے مراٹھی ادب میں (जोहार) کہتے ہیں۔ اس میں مالک سے التجا، حکم کی تعمیل او پھر مالک سے محبت کا ذکر ہوتا ہے سنت چوکھا نے اپنے وٹھل کی خاطر

www.urduchannel.in

سلام لکھا ہے ایسے ابھنگوں کی تعداد ان کی شاعری میں بہت زیادہ ہے اس میں کچھ ابھنگ قابل ذکر ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

जोहार मायबाप जोहार। तुमच्या महाराचा मी महार।।1।।

बहू भुकेला जाहलों। तुमच्या उरस्टयासाठी आलों।।2।।

बहु केली आरा। तुमच्या दासाचा मी दारा।।3।।

चोखा म्हणे पाटी। आणिली तुमच्या उरस्ट्यासाठी।।4।।

''جوہار (مالک کے سامنے ایک خاص طرح کا کیا جانے والا سلام جس میں سلام کرنے والا آدھا جھک کر تین بار ہاتھ سر تک لاتا ہے) سلام مائی باپ سلام میں آپ کے مہاروں کا مہار ہوں یعنی آپ میرے ماں باپ ہیں اور میں آپ کے غلاموں کا غلام ہوں میں بہت تھک گیا ہوں اور شدت کی بھوک مجھے ستا رہی ہے آپ کا جوٹھا یا بچا کھچا کھانے کے لیے آیا ہوں۔ بڑی امیدیں لے کر آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں میں تمہارے غلاموں کا غلام ہوں۔ چوکھا کہتے ہیں کہ میں اپنے ساتھ ٹوکری اور بوری لے کر آیا ہوں جس میں آپ کا جوٹھا بھر کر لے جاؤں گا۔ یعنی میں آپ کی نگاہِ کرم کی التجا کرتا ہوں اگر آپ ایک نظر ادھر بھی عنایت کردیں تو میری ساری محنت کارگر ہوجائے گی۔''

یہاں ان کے سلام ضمن میں ایک ایسے سلام کا ذکر کر رہا ہوں جو ان کے مجموعے میں دستیاب ہوتا ہے مگر اس میں بہت سے ابھنگ شامل ہیں یہاں صرف ان کا حوالہ دے کر تشریح کر رہا ہوں جو مندرجہ ذیل ہے:

www.urduchannel.in

जोहार माइबाप जोहार कृपा.......... दिनावरी कराकी जी मायबाप।।

(अभंग न0 156)

اے میرے ماں باپ آپ کو سلام۔ میں وٹھل کا مہار (غلام) ہوں۔ میں صحیح صحیح حساب بار بار دیتا ہوں جہاں میں اپنی روز مرہ کی زندگی خرچ کرتا ہوں میں بہت سویرے اٹھتا ہوں اور پھر آپ کا دیا پانچ نوالہ کھالیتا ہوں اور پھر گھر و باہر کی صاف صفائی کرتا ہوں یعنی لوگوں کو علم کی روشنی دیتا ہوں کیوں کہ ان کے دماغ میں تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور میں ان میں روشنی بھرتا ہوں تاکہ وہ آپ کو پہچان سکیں۔ سب کو پیار ومحبت کا درس دیتا ہوں اور آپ کا یہ غلام سارے کام محنت اور لگن سے کرتا ہے۔ مَیں وٹھل کا ایک نوکر ہوں اس لیے چوکھا دروازے پر پڑا رہتا ہے مجھ غریب پر بھی رحم کرو میرے ماں باپ۔''

اس طرح چوکھا کی شاعری کا محاکمہ کرتے وقت ہمیں رنگ برنگے جذبات وخیالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے جو ان کی شاعری میں پیش کیے گئے ہیں۔ انھوں نے تقریباً اپنے عہد کے تمام موضوعات کو اپنی شاعری میں سمونے کی کوشش کی ہے جن میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں ان کی عمیق نظر سے سماج کا شاید ہی کوئی پہلو خالی رہ گیا ہو جن کو انھوں نے اپنی شاعری کا موضوع نہ بنایا ہو۔ ان کے ابھنگوں کے مطالعے سے ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ انھوں نے الفاظ کے استعمال میں فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے ان کا اسلوب بہت سلیس اور سادہ ہے دل کی آگ کو بہت نرمی سے پیش کرتے ہیں۔ ان کے ابھنگوں میں طنز کا عنصر بھی غالب نظر آتا ہے انھوں نے حسب موقع معاشرے کے

www.urduchannel.in

رسم و رواج پر گہرا طنز کیا ہے اور سماج کو مکاروں اور عیاروں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے انھوں نے اپنے ابھنگوں میں سادھو سنتوں کی مکاریوں وعیاریوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ انھوں نے سماج کے ہر پہلو کی عکاسی کی ہے۔ اس طرح چوکھا میلا کے اشعار (ابھنگوں) کا مطالعہ کرتے وقت ان کی شاعرانہ عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ورکاری صوفی سلسلہ کے شاعروں میں سنت چوکھا میلا کو اہم مقام حاصل ہے انھوں نے صوفی صوفیانہ شاعری کو عظمت بخشی ساتھ ہی ان کے بھکتی بھرے جذبات قاری کو بے حد متاثر کرتے ہیں جو ایک بھکت کو بھگوان سے محبت کرنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ انھوں نے اپنے ابھنگوں میں وٹھل بھکتی کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے انھیں وٹھل اور پنڈھرپور سے بے انتہا محبت وعقیدت تھی جس کا احساس ان کی شاعری میں بار بار ہوتا ہے انھوں نے اپنی زندگی بھگوان کی بھکتی میں گزار دی اور زندگی بھر اسی کی شان وشوکت بیان کرتے رہے۔ ان کی شاعری میں تخیل اور تجربات کی خوبصورت آمیزش نظر آتی ہے انھوں نے سبک وشیریں الفاظ کا انتخاب کرکے اپنی شاعری میں موسیقیت اور غنائیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے تشبیہ واستعارے کے لیے ہندوستانی عناصر کا ہی انتخاب کیا ہے حسب موقع صنائع وبدائع کا خوبصورت استعمال ملتا ہے۔ جس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ انھیں شاعری پر قدرت تھی ان کے اکثر اشعار سہل ممتنع کی بہترین مثال ہیں۔ سادگی، سلاست اور روانی سے ان کے ابھنگوں کی خوبصورتی دوبالہ ہوجاتی ہے۔ اکثر مکامات پر محاورہ، ضرب المثل اور کہاوتوں کا خوبصورت استعمال ملتا ہے۔ مجموعی طور پر ان کی شاعری کامیاب ہے جو انھیں اپنے عہد کے شعراء میں بلند مقام عطا کرتی ہے۔ اسی لیے ورکاری سلسلہ کے صوفیوں میں ان کا نام عظمت کا حامل ہے۔

www.urduchannel.in

سنت سویرا بائی

سنت سویرا بائی سنت چوکھا میلا کی بیوی تھیں۔ بھگوان سے امید رکھنے والی اور اپنے جذبات کا برملا اظہار کرنے والی شاعرہ تھیں۔ ایک صوفی شاعرہ کی حیثیت سے سنت سویرا بائی نے بلند مقام حاصل کیا۔ چوکھا کا ساتھ ملنے کی وجہ سے ان کی شاعری میں بھکتی کی گہرائی و گیرائی خود بخود آ گئی۔ طبقہ نسواں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نازک خیالی ان کی شاعری میں جگہ جگہ ملتی ہے۔ ان کی یہی خوبی صوفی شعراء میں اہم مقام عطا کرتی ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ چوکھا میلا کے خاندان کے کئی افراد نے بھکتی کی راہ اختیار کی اور اپنے خیالات و جذبات کا وسیلۂ اظہار شاعری کو بنایا اس میں چوکھا کی بہن نرملا، بیٹا کرم میلا، سالے بنکا اور بیوی سویرا سبھی پانڈورنگ کی محبت میں گرفتار تھے۔ چوکھا نے ایک مقام پر کہا ہے کہ ''چندن کے ساتھ رہنے سے بیر، ببول اور دوسرے خاردار درخت بھی چندن بن جاتے ہیں۔'' واقعی ان کی خاندان پر اس کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ چوکھا کی شخصیت سے متاثر ہوکر ان کی بیوی، بہن، بیٹے اور سالے سبھی صوفی شاعر بن گئے؟ وہ خود بھی بہت عظیم صوفی شاعر تھے جس میں وٹھل کا بیج خود بخود پھوٹ پڑا تھا۔ جو بھی ہو سبھی نے مل کر وٹھل کی پوجا کی اور بھکتی تحریک کو وسعت بخشی۔

سویرا کی شاعری کا اگر جائزہ لیا جائے تو چوکھا اور سویرا کے موضوعات، خیالات اور نظریات میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے جیسے وٹھل کی عظمت، ذکر کی عظمت، پنڈھرپور کی عظمت، زندگی اور کائنات کے فانی ہونے کا نظریہ، رحم کی التجا،

www.urduchannel.in

دعا اور نصیحت وغیرہ موضوعات سویرا کے یہاں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ سویرا بائی نے جو ابھنگ تخلیق کیے ہیں اس میں زبان، اسلوب اور جذبات کی تفریق بہت کم ملتی ہے اس طرح ان کی شاعری کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے ان کے منتخب ابھنگوں کا محاکمہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ان کے پہلے ہی ابھنگ میں نسوانی جذبات کی عکاسی کی ملتی ہے۔ مہمانوں کو محبت کے ساتھ دعوت دینا، انھیں عزت و احترام سے بٹھانا اور کھانا کھلانا اور ان کا پرجوش استقبال کرنا وغیرہ خصوصیات ہندوستانی عورت کی خوبیوں میں شامل ہے۔ سویرا بائی وٹھل کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہیں:

येई येई गरुडध्वजा । विटेवरिल करीन पूजा ।।1।।
धूप दीप पुष्पमाला । तुज समर्पू गोपाळा ।।2।।
पुढे ठेवोनिया पान वाढी कुटुंब मैं अन्न ।।3।।
तुम्हा योग्यनव्हे देवा । गोड करूनिया जेवा ।।4।।
विदुराघरच्या पातळ कण्या । खारी मायबाप धन्या ।।5।।
द्रौपदीच्या भाजी पाना । तृप्ती झाली नारायणा ।।6।।
तैसी झाली येथे परी । म्हणे चोखियाची महारी ।।7।।

"آؤ! آؤ! بھگوان میں تمہاری راج گدی کے ساتھ پوجا کروں گی۔ دھوپ اگربتی اور پھولوں کی مالا سب کچھ آپ کی خدمت میں حاضر کرتی ہوں۔ آپ کے سامنے پتل (پتے) رکھ کر میرا پورا گھر آپ کی خدمت میں لگا رہے گا۔ میں یہ جانتی ہوں بھگوان میرا دیا ہوا کھانا آپ کو پسند نہیں آئے گا اور نہ ہی اس میں آپ کو لذت ملے گی کیوں کہ میرا دیا ہوا کھانا آپ کے لائق ہے ہی نہیں مگر مہاراج! آپ نے ایک مرتبہ ایک طوائف کے گھر

www.urduchannel.in

کی دی ہوئی کھٹی کھیر بھی کھائی تھی اور آپ درو پدی کے گھر پر
ساگ سبزی کھا کر شیر و شکر ہو گئے تھے ایسا ہی موقع آج یہاں
بھی نصیب ہوا ہے آپ ہمارا دیا ہوا کھانا کھالیں یہ چوکھا کی
مہاری آپ سے التجا کر رہی ہے۔''

اس ابھنگ میں دیکھیے ایک عورت کس طرح اپنے نرم لہجے میں بھگوان سے اپنے دل کی بات کہہ رہی ہے بھگوان کو کتنے عزت و احترام سے مخاطب کر کے ان سے گزارش کرتی ہے کہ اس مہاری کے گھر کا کھانا کھالو دراصل یہ ایک عورت کے جذبات کی بہترین عکاسی ہے اس طرح سویرا نے ہمارے معاشرے کے دوسرے مسائل کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ اس ابھنگ میں دیکھیے بھگوان کے نام کی عظمت کو کس طرح بیان کر رہی ہیں کہ بھگوان کا ذکر کرنے سے انھیں کتنا فائدہ پہنچا ہے اس ابھنگ میں وہ بھگوان کو مخاطب کر کے کہتی ہیں کہ:

नाहीं उरली वासना । तुम्हां नारायणा पाहतां ।।1।।

उरला नाहीं भेदाभेद । झालें शुद्ध अंतर ।।2।।

विटाळाचें होते जाळें । तुटले बळें नामाच्या ।।3।।

चौदेहाची तुटली दोरी । म्हणे चोख्याची महारी ।।4।।

''جب سے بھگوان آپ کا دیدار ہوا ہے تب سے میرے اندر کسی
اور چیز کو دیکھنے کی خواہش باقی نہیں رہی۔ میرے باطن سے نفرت
کا خیال جاتا رہا ادنی اعلی اور چھوٹے بڑے کی تمیز ختم ہو گئی اور اب
مجھے باطنی طور پر خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ میں چھوت اچھوت کے
چکر میں پھنسی ہوئی تھی لیکن آپ کے نام کے ذکر نے مجھے ان
سب چیزوں سے آزاد کر دیا۔ زندگی اور موت کا خوف ختم ہو گیا اور

www.urduchannel.in

میرے دل میں دوسری چیزوں کا جو خوف تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ چوکھا
کی مہاری یہ بات سچائی کے ساتھ کہتی ہے۔"

چھوت اچھوت اور طبقاتی نظام سے سویرا بائی بہت دکھی ہیں اور وہ اپنی ان پریشانیوں کا ذکر اپنے اس ابھنگ میں کرتی ہیں جہاں ان کا انداز بیان تلخ ہو جاتا ہے:

देहासी विटाळ म्हणती सकळ । आत्मा तो निर्मळ शुद्ध बुद्ध ।।1।।

दोहींचा विटाळ देहींच जन्मला । सोवळा तो झाला कंवण धर्म ।।2।।

विटाळा वाचोनी उत्पत्रीचें स्थान । कोण देह निर्माण नाहीं ।।3।।

म्हणुनी पांडुरंगा वानित से थोरी । विटाळ देहांतरी वसतसे ।।4।।

देहाचा विटाळ देहींच निर्धारी । म्हणतसे महारी चोखियाची ।।5।।

"سبھی لوگ کہتے ہیں کہ جسم کو چھوت لگتا ہے روح ہمیشہ پاک
صاف رہتی ہے۔ جب کہ انسان کا وجود ہی ناپاک چیز سے ہوا
ہے یعنی انسان کا پورا جسم اسی گندگی سے وجود میں آیا ہے پھر کون
بچ سکتا ہے اس گندگی سے۔ اس کا وجود ہی گندگی ہے تو پھر جسم
میں گندگی کیسے شامل نہیں ہوگی۔ اسی لیے پانڈورنگ کے دربار
میں اپنے سر کو جھکایا ہے کیوں کہ چھوت چھات تو صرف جسم تک
محدود رہتا ہے۔ چوکھا کی مہاری سچائی کے ساتھ کہتی ہے کہ گندگی
جسم سے شروع ہوتی ہے اور جسم پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر آپس
میں ایک دوسرے سے کیسی نفرت۔"

سویرا بائی کے تقریباً سارے ابھنگوں کے آخری مصرعے میں म्हणतसे
म्हणे चोखियाची महारी یا महारी चोखियाची جملہ اکثر آتا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے چوکھا کی مہاری کہتی ہے اس جملہ سے ایک شوہر پرست بیوی کے

www.urduchannel.in

جذبات کی نمائندگی ہوتی ہے حالاں کہ وہ یہ بھی کہہ سکتی تھیں کہ ''میں سویرا کہتی ہوں'' لیکن انھیں چوکھا میلا کی مہاری کہنے پر ناز ہے اور انھیں چوکھا کی مہاری کہلانے سے باطنی خوشی ملتی ہے اس سے ان کے نرم و نازک جذبات، خود کے وجود کو بھولنے اور شوہر پرست بیوی وغیرہ کے جذبات ابھر کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔

پنڈھر پور کے برہمنوں نے چوکھا پر بہت ظلم و ستم کیے انھیں بہت ستایا تب دیو وٹھل نے عجیب و غریب کرشمہ دکھایا اور سارے سادھو سنتوں کو چوکھا کے دروازے پر لا کھڑا کیا اور بے شمار برہمن چوکھا کے گھر کے سامنے قطار در قطار بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں ایسا منظر دیکھنے کو ملا۔ بھگوان بھی آسمان سے اس خوبصورت منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ دوسری طرف سویرا معاشرتی رشتوں سے بھی اچھی طرح واقف تھیں اور موقع بہ موقع چوکھا کی بہن نرملا کے گھر اکثر آیا جایا کرتی تھیں جس سے ایک عورت کے جذبات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سویرا کے یہاں رشتوں کی پاسداری کا کتنا خیال تھا اور اگر کبھی نہیں جاسکیں تو انھوں نے اپنے جذبات کا اظہار ان ابھنگوں کے ذریعہ کیا ہے جس میں وہ اپنی مجبوری کو بیان کرتی ہیں:

आमची तो दशा विपरीत झाली । कोण आम्हा घाटी पोटामध्ये ।।1।।

आमचें पालन करील बा कोण । तुजविण जाण दूजे आता ।।2।।

कळेलते करा तुमचे उचित । माझी तो नित निवेदिली ।।3।।

सोयरा म्हणे माझा जीवप्राण तुम्ही ।आणिक तो आम्ही कोठें जावे ।।4।।

''ہماری تو عجیب و غریب حالت ہوگئی ہے اب کس کے دامن
میں پناہ ملے گی؟ اب ہماری زندگی کو کون پار لگائے گا؟ یعنی اب
ہماری پرورش اور دیکھ بھال کون کرے گا؟ تمہارے بنا پربھو ہمارا
کون سہارا ہے؟ اب آپ اپنے طور پر جو مناسب سمجھو کرو میں

www.urduchannel.in

نے تو ساری دکھ بھری کہانی سنا دی ہے۔ سویرا کہتی ہے کہ آپ تو
ہماری جان کی جان ہیں اب آپ کو اکیلا چھوڑ کر جانا بھی چاہیں
تو کہاں جائیں بھگوان!''

سویرا کی بھگتی میں سب کچھ شامل ہے کبھی بھگوان سے رحم کی بھیک مانگتی ہیں اور کبھی مہربانی کی دعا بھی کرتی ہیں۔ کبھی بھگوان سے اپنی بات منوانے کے لیے ضد بھی کرتی ہیں اور کبھی بھگوان کو کھری کھوٹی بھی سنا دیتی ہیں اور کبھی شکوہ بھی کرتی ہیں یعنی ان کے ابھنگوں میں انسانی جذبات ہر پہلو کی بہترین عکاسی ملتی ہے اس ابھنگ میں دیکھیے وہ بھگوان سے کس طرح شکوہ کرتی ہیں:

कां बा उदास मज केलें। कोण म्हणे तुम्हां भलें।।1।।

आम्हीं बैसलो से दारी। दे दे म्हणोनी मागतो हरि।।2।।

घेऊनी बैसला सी बहुताचें। गोड कैसे तुम्हा वाटे।।3।।

ही नित नव्हे बरी। म्हणे चोखियाची महारी।।4।।

''مجھے کیوں آپ نے مایوس کردیا اب آپ کو کون اچھا کہے گا؟
ہم تو دروازے پر بیٹھے بس یہی کہتے ہیں کہ ''ہری دے دو'' تم
نے کتنوں کا قرض اپنے ذمہ لیا ہے کیا یہ طور طریقہ اچھا ہے؟
چوکھا کی مہاری آپ سے یہی کہتی ہے کہ آپ کی یہ رسم بالکل
مناسب نہیں ہے۔''

سویرا چوں کہ ایک صوفی شاعرہ تھیں اس لیے ان کے یہاں نصیحت آمیز کلمات کی بھی کمی نہیں انھوں نے دنیاوی حوس رکھنے والے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

www.urduchannel.in

आणिक देवांचे न करा साधन। वाया होय शीण आदि अंती।।1।।

आपुलिया पोटा आणिकां पीडिती। तें काय पुरविती मन इच्छा।।2।।

रोटी सुढी लगीं पिडिता जागा। हेंचि व्यांचें अंगा देवपण।।3।।

म्हणेनी व्यांचे नका पडूं भरी। म्हणतसे बहारी चोखियाची।।4।।

''دوسرے دیوتاؤں کی پوجا مت کرو سب بے کار جائے گا۔
ارے جو انسان اپنے پیٹ کے لیے دوسروں کو تکلیف دیتا ہے وہ
بھلا تمہاری خواہشوں کو کیا پوری کرے گا؟ وہ اپنا پیٹ بھرنے
کے لیے پوری دنیا کو تکلیف پہنچاتے ہیں اس کو وہ اپنی شان و
شوکت سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان کے چکر میں مت پڑو۔ چوکھا کی
مہاری سچ کہتی ہے اگر مانگنا ہے تو بھگوان سے مانگو۔''

انسان اور دنیا کے وجود کو فانی تسلیم کرتے ہوئے شاعرہ سویرا بائی کہتی ہیں:

किती हें सुख मानिती संसाराचें। काम हें सोचें मृगढाल।।1।।

त्रिअक्षरीं जप सुलभ सोपारा। वाचें तो उच्चारा सर्वकाल।।2।।

भवताप श्रम हरे भवव्यथ। आन नका पंथ जाऊँ कोणी।।3।।

नामाचा विश्वास दृढ़ धरा अंतरी। म्हणतसे महारी चोखिपाची।।4।।

''کیسے نادان اور کم عقل لوگ ہیں اس دنیا کو خوشی کا ذریعہ تسلیم کر
بیٹھے ہیں۔ کیا یہی حقیقت ہے؟ نہیں یہ تو سمندر کے پانی کی طرح
اپنا روپ بدلتا رہتا ہے جس طرح بادل کی چھاؤں ہمیشہ ایک جگہ
نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنا مقام بدلتی رہتی ہے ویسی ہی حالت اس دنیا کی
ہے۔ ''میں'' اور ''میرا'' کا حق جتاتے پھرتے ہیں لوگ! مستقبل کے
بارے میں فکر نہیں کرتے یہ لوگ اپنے بیوی بچوں اور مال دولت میں

www.urduchannel.in

کیوں پھنسے ہوئے ہیں؟ ان کی حوس ختم کیوں نہیں ہوتی۔ سویرا کہتی ہیں کہ آخر اس سے تمہیں کون نجات دلائے گا اگر تم نے اس سے نجات حاصل نہیں کی تو ہمیشہ لعن طعن سنتے رہو گے۔''

اس طرح جب ہم سنت سویرا بائی کی شاعری کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی شاعری میں ہمیں مختلف طرح کے جذبات و کیفیات کا بر ملا اظہار ملتا ہے انھوں نے اپنی شاعری میں نسوانی جذبات سے لے کر معاشرے کے ہر پہلو کی عکاسی کی ہے دوسری طرف ان کی شاعری کے مطالعے سے ایک شوہر پرست بیوی کا کردار واضح طور پر ہمارے سامنے آتا ہے جس سے شوہر سے بے انتہا محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے سویرا کو چھوت اچھوت کی تفریق کرنے والوں اور دنیاوی حوس رکھنے والے لوگوں سے سخت نفرت تھی جس کا اظہار انھوں نے اپنی شاعری میں اکثر کیا ہے۔ اور لوگوں کو نصیحتیں بھی کی ہیں کہ ان سب چیزوں کو چھوڑ کر حقیقت کو پہچانو ورنہ تمہیں تباہی و بربادی سے کوئی روک نہیں سکتا۔ وٹھل سے سویرا بائی کو گہرا لگاؤ ہے اس لیے وہ اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا ذکر صرف اپنے بھگوان سے کرتی ہیں اور اسی سے رحم و کرم کی امید رکھتی ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی سے امید رکھنے کی نصیحت کرتی ہیں۔ اس طرح سویرا بائی کی شاعری میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو صوفیانہ شاعری کی بنیادی خصوصیات میں شامل ہیں۔ ان کی شاعری نسوانی جذبات کی بہترین ترجمانی کرتی ہے۔ اسی لیے ان کی شاعری میں نرمی و شائستگی پائی جاتی ہے۔ اس طرح سویرا بائی کی شاعری کے مطالعہ کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ سویرا نے اپنی شاعری میں اپنے جذبات و خیالات کا اظہار فنی مہارت کے ساتھ کیا ہے جو ان کی شاعرانہ عظمت کی دلیل ہے۔ سویرا بائی کے ۶۲ ابھنگ دستیاب ہوتے ہیں جس کی بنیاد پر انھیں صوفیانہ شاعری میں اہم مقام حاصل ہے۔

www.urduchannel.in

سنت بنکا

سنت بنکا سنت چوکھا میلا کے سالے اور بہنوئی دونوں تھے کیوں کہ سنت چوکھا کی بہن نرملا سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ ایک دوسرا رشتہ جوان لوگوں کے درمیان تھا وہ استاد اور شاگرد کا تھا۔ سنت بنکا نے سنت چوکھا کو اپنا استاد تسلیم کیا جس کا ذکر انھوں نے اپنے اس ابھنگ میں کیا ہے۔ سنت بنکا کا انتقال ۱۳۱۸ء میں میہڑ پور گاؤں میں ہوا۔

ज्ञानियाचा राजा ज्ञानेश्वर माउली । खेचरा बोळली कृपासिंधु । ।1 । ।

ज्ञानदेव चरणीं खेचर शरण । नामदेवा पूर्ण कृपा केली । ।2 । ।

नामदेवे हात चोखियाचे शिरी । विठ्ठल ती अक्षरी उपदेशिलें । ।3 । ।

बंका म्हणे माझा चोखा गुरू माऊली । तयांचे पाउली लोटांगण । ।4 । ।

> ''عالموں کے بادشاہ سنت گیانیشور نے وسوبا کھیچر کو اپنا شاگرد بنایا اور وسوبا کھیچر کے شاگرد ہوئے نام دیو اور سنت نام دیو نے چوکھا میلا کو شاگرد تسلیم کیا اور سنت چوکھا میلا سنت بنکا پر مہربان ہوئے اور انھیں اپنا شاگرد بنایا۔''

سنت بنکا کے کل ۳۹ ابھنگ دستیاب ہوئے ہیں۔ سنت چوکھا اور سویرا کی شاعری میں بھکتی کے جذبات، التجا، دنیا کی بے ثباتی، بھگوان سے رحم ومہربانی کی امید اور وٹھل کی عظمت وغیرہ مختلف موضوعات جو پہلے بیان کیے جاچکے تھے وہی موضوعات تقریباً سنت بنکا کے یہاں بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ مگر یہاں بنکا کے ابھنگوں کی

www.urduchannel.in

زبان و اسلوب اور انداز میں کافی فرق نظر آتا ہے۔ انھوں نے زبان و اسلوب کے نئے نئے پیرائے تراشے ہیں جس سے ان کی صوفیانہ شاعری دوسروں سے منفرد نظر آتی ہے اور قاری پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ دیکھیے یہ ابھنگ جس میں انھوں نے وٹھل اور پنڈھرپور کی عظمت بیان کی ہے:

एक एकादशी जरी होय पंढ़री सी । सुकृताच्या राशी ब्रह्म नेणं । ।1 । ।

चंद्रभागेतीरी चतुर्भुजा नरनारी । तेथे उभा हरी पंढरीराव । ।2 । ।

परतोनि मागुता ऐसा कई होसी । जाउनी पंढरीसी पा होळा । ।3 । ।

तुझे देह गहे ऐसे पैन म्हण । साधी हे निधान पांडुरग । ।4 । ।

पुनरपि संसारा न येसी मागुता । आणिक सर्वथा ऐसा नाहीं । ।5 । ।

बंका म्हणे पहाल भजाल देहीं । तापत्र्य गेलें सर्वही पांडुरंगी । ।6 । ।

''اگر کوئی شخص ایک بھی اکادشی کو پنڈھرپور کا سفر کر وٹھل کا دیدار پالے تو نیکیوں سے اس کی جھولی بھر جائے گی۔ ایک ہی بار میں اس کو اتنا مل جائے گا کہ پھر دوبارہ مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی صرف اتنا ہی نہیں بلکہ دوبارہ جنم لے کر دنیا میں آنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ ایسی بے شمار دولت کسی اور دیوتا سے ملے گی کیا؟''

بھگت بنکا نے اپنے ابھنگوں میں چوکھا میلا کی بھگتی اور وٹھل کی برکات کا بیان ایک طویل کہانی کی شکل میں کیا ہے جس کا ذکر سنت چوکھا کے سوانحی حالات کے تحت ہو چکا ہے۔ چوکھا میلا اور سویرا ایک مدت تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے اولاد سے محرومی کی وجہ سے سویرا بہت غم زدہ رہتی تھیں۔ رحم دل وٹھل نے ایسے موقع پر سویرا کی مدد کی اور ایک بزرگ برہمن کی شکل اختیار کرکے وٹھل خود سویرا کے گھر آئے اور انھوں نے سویرا

www.urduchannel.in

سے کچھ کھانے کے لیے مانگا مگر سویرا تذبذب میں پڑ گئیں۔ کیوں کہ وہ ذات کی مہار تھیں جس کا تعلق سماج کے ادنی طبقہ سے تھا اور یہ لوگ اچھوت سمجھے جاتے تھے ایسے میں ایک برہمن کو کھانا کھلانا ان کے لیے بہت مشکل کام تھا۔ وہ سوچنے لگیں کہ معلوم ہونے پر ان کے شوہر غصہ کریں گے اور معاشرے کے لوگ اسے مارے پیٹیں گے اور سزائیں دیں گے۔ مگر برہمن نے کہا کہ بھوک کے مارے میری جان نکلی جارہی ہے ایسے وقت میں ذات پات کی فکر کرنا مناسب نہیں تب سویرا گھر میں جاکر ایک کٹوری میں دہی چاول لائیں اور برہمن کو کھلایا۔ برہمن کھا کر خوش ہوا اور بولا "مانگ تجھے جو مانگنا ہو" سویرا نے اولاد پانے کی خواہش ظاہر کی اور سویرا کی یہ تمنا پوری ہوئی اور سویرا حاملہ ہوگئیں جب وہ حاملہ تھیں تو ان کے گھر میں کچھ بھی نہ تھا مگر دیوو ٹھل نے ان کی مدد کی اور ازدواجی زندگی کی ضروریات کے تمام سامان مہیا کر دیے اور پھر ان کے گھر کرم میلا کی پیدائش ہوئی جس کا ذکر انھوں نے اس ابھنگ میں کیا ہے:

चोखिचो धरीं नवल वर्तलें। पाहुणे ते आलें देवराज।।1।।

सोयरा निर्मल होत्या दोघी घरीं। पाहुणा श्रीहरि आला तेव्हां।।2।।

खोपट मोडकें द्वारीं वृंदावन। वैसे नारायण तया ठायी।।3।।

दोघी प्रेम भरित धरिती चरण। घालिती लोटांगण जीवें भावें।।4।।

बंका म्हणे................. ....धारीं राहें सुखे।।10

"چوکھا کے گھر میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ ایک مہمان کی شکل میں خود دیوو ٹھل تشریف لائے۔ سویرا اور نرملا دونوں گھر پر ہی تھیں اور آنگن میں ایک مہمان کی طرح بھگوان تشریف لے آئے۔ خستہ حال جھوپڑی تھی اور تلسی کا درخت دروازے پر تھا جس پر خود نارائن آکر بیٹھ گئے۔ دونوں نے بھکتی کے جذبات

www.urduchannel.in

میں لبریز ہوکر بھگوان کے قدموں کو چھوا اور پھر عزت و احترام
سے ان سے پوچھنے لگیں کہ مہربانی کرکے بتائیں کہ آپ کہاں
سے تشریف لائے ہیں؟ مہمان نے جواب دیا بہت دور سے
آیا ہوں۔ دوپہر کا وقت ہو چکا ہے مجھے بہت بھوک لگی ہے اس
لیے میں تمہارے دروازے پر چل کر آیا ہوں۔ انھوں نے کہا
پہلے بتاؤ یہ گھر کس کا ہے؟ انھوں نے کہا مہاراج یہ مہار کا گھر
ہے اور ہم مہار ہیں پھر مہمان نے پوچھا گھر کا مالک کون ہے؟
اور ازدواجی زندگی کیسے گزر رہی ہے؟ ان دونوں نے اس کی
بات سن کر جواب دیا کہ بھگوان کی مہربانی ہے بس رات دن صبر
شکر سے گذر رہا ہے۔ بنکا کہتے ہیں بھگوان کئی دنوں تک چوکھا
کے گھر آرام سے رہے۔''

پھر آگے سنت بنکا بھگوان کے ذریعے بھکتوں کی مدد کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ انھوں نے ہر موقع پر اپنے بھکتوں کی مدد کی ہے۔ اور یہ تقریباً تمام صوفیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے جیسے چوکھا، سویرا، کانہو پاترا، سونار اور خود بنکا بھی اس میں شامل ہیں۔ دیکھیے اس ابھنگ میں بھگوان کے ذریعے مدد کرنے کے واقعہ کو کس طرح بیان کیا ہے:

भक्तांची आवडी धरोनी हृषीकेशी । उभा पंढरी सी विटेवरी ।।1।।

नामदेवासाही दूध पिये वाटी । मिराबाईचें घोटी विष स्वयें ।।2।।

जनीचिया संगे दळूँ कांडू लागे । चोखा मेळयाचे संगे ढोरें वोढ़ी ।।3।।

बंका म्हणे ऐजा भक्तांचा आळुका । ज्ञानियाची देखा भिंत ओढ़ी ।।4।।

''بھکتوں کی مدد کے لیے پنڈھرپور میں بھگوان چبوترے پر

www.urduchannel.in

کھڑا ہے۔ نام دیو کی خاطر اس نے کٹوری میں دودھ پیا۔
اور میرا بائی کی محبت میں اس نے اس کے محل میں زہر تک پی
لیا۔ اور جنا بائی کے گھر اس نے اناج کوٹا پیسا ہے اور چوکھا
کے ساتھ اس نے مرا ہوا گھوڑا کھینچا ہے اس لیے بنکا بھگوان
سے کہتا ہے کہ وہ ایسا مددگار ہے جس نے گیان دیو کی دیوار
بھی چلا کر دکھائی۔''

بنکا کے ابھنگ دوسرے صوفی شاعروں کی بہ نسبت تھوڑا مختلف نظر آتے ہیں اس ابھنگ میں دیکھیے کہ انھوں نے کرشن کے بچپن کے کرامات کس طرح خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

गोकुळी लाघव गौलियांचे घरी। रांगता श्रीहरी स्वयें झाला।।1।।

दही दूध लोणी चारोनिया खाये। नाहीं म्हणोनि वाहे आण मात।।2।।

माई चोरी सुखें करीतसे काला। ठकवी देवाला ब्रह्मदिका।।3।।

बंका म्हणे ऐसा लाघवी सुत्र्धारी। कीर्ति चराचरी वाढ़लीसे।।4।।

''گوکل میں ایک گوالن (دودھ بیچنے والی) کے گھر میں
نندلال طرح طرح کے کرامات دکھا رہے ہیں۔ وہ خود وہاں
پر گھٹنوں کے بل چلے تھے۔ اس نے دودھ دہی اور مکھن وغیرہ
کی چوری کی ہے۔ اور پھر میں نے نہیں کھایا کہہ کر ماں کی قسم
لی اور گائے چرانے والوں کیساتھ وہ گائے چرانے جاتا تھا۔
اس نے بھگوان سریش کو بھی چکر میں ڈال دیا تھا بنکا کہتے ہیں
کنہیا بہت ہوشیار کھلاڑی ہے جن کی چرچا پوری دنیا میں پھیلتی
جا رہی ہے۔''

www.urduchannel.in

بنکا بھی دوسرے صوفیوں کی طرح استاد کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور سنت چوکھا کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

चोखा चोखट निर्मळ। तया अंगी नाहीं मळ।।1।।

चोखा सुखाचा सागर। चोखा भक्तीचा आगर।।2।।

चोखा प्रेमाची माउली। चोखा कृपेची साउली।।3।।

चोखा मनाचे मोहन। वंका घाली लोटांगण।।4।।

''چوکھا بالکل کھرے ہیں ان کا کردار اعلی ہے اور ان کی شخصیت سادہ ہے۔ کسی بھی طرح کی حوس، جنسی خواہشات تکبر اور ناز نکھرے سے ان کی شخصیت بالکل پاک ہے۔ چوکھا بھکتی اور خوشیوں کا سمندر ہیں، ماں کی ممتا ہیں۔ چوکھا پر کشش چھاؤں ہیں۔ بنکا ایسے استاد کے قدموں میں جھک کر سلام کرتا ہے۔''

مذکورہ بالا ابھنگ میں ایک شاگرد نے استاد کے لیے عزت و احترام کا اظہار کیا ہے جس سے استاد کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

سنت بنکا کا شمار اپنے عہد کے عظیم صوفی شاعروں میں ہوتا ہے انھوں نے بھکتی کی اہمیت، استاد کی عظمت اور سماج میں پھیلے غلط رسم و رواج کو اپنی شاعری میں واضح طور پر بیان کیا ہے سنت بنکا بھی وٹھل کی محبت میں گرفتار ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بنکا کی شاعری میں انھیں چیزوں کو پیش کیا گیا ہے جو ان کے اساتذہ پیش کرتے آرہے تھے۔ البتہ یہاں انداز بیان بدلا ہوا نظر آتا ہے انھوں نے اپنے زبان و اسلوب کو اور نکھارنے کی کوشش کی ہے۔ حالاں کہ ان کے ابھنگوں کی تعداد بہت کم ہے پھر بھی ان کی شہرت و مقبولیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی

www.urduchannel.in

انھوں نے موضوع کے اعتبار سے اسلوب اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی شاعری قاری پر گہرا اثر رکھتی ہے۔ انھوں نے حسب موقع الفاظ کا انتخاب کر کے شعر کے حسن کو بڑھا دیا ہے۔ ان کی شاعری میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔ صنائع بدائع کے استعمال سے گریز کیا ہے۔ ان کا انداز بیان سلیس اور سادہ ہے ان مختصر سی خوبیوں کی بنیاد پر ان کی شاعری قابلِ دید بن گئی جو انھیں صوفیانہ شاعری میں اہم مقام عطا کرتی ہے۔

www.urduchannel.in

سنت نرملا بائی

سنت نرملا بائی کا شمار بھکتی عہد کے ان صوفی شاعروں مکیں ہوتا ہے جن کی شاعری میں جذباتیت اور تازگی کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کے تخلیق کردہ ابھنگوں کی تعداد صرف چوبیں ہے۔لیکن ان کے ایک ایک ابھنگ ایک مکمل لوک گیت یا مکمل خیال کی شکل میں پیش کیے گئے ہیں۔جس میں بھگوان سے رحم وکرم کی امید اور اپنے نجات کے لیے دعائیں کی گئی ہیں۔ ان کے ابھنگوں میں صنائع وبدائع کا خوبصورت استعمال ملتا ہے۔دنیاوی رشتہ کے اعتبار سے وہ سنت چوکھا میلا کی بہن تھیں مگر وہ بھکتی میں اس قدر ڈوبی ہوئی تھیں کہ ان کا پایہ چوکھا میلا سے بھی بلند نظر آتا ہے اور انھوں نے اس بھکتی کے جذبات سے لبریز ہوکر اپنے ابھنگوں میں بھگوان سے اپنی بے انتہا محبت وعقیدت کا ثبوت دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے شوہر سنت بنکا ان کے بارے میں کہتے ہیں:

न पुसतां गेला बहिणीचीया घरा। गांव मेहुणपुरा नांदतसे।।1।।

नामते निर्मळा निर्मलेचे तीरी। वाचे निरंतरी नामघोष।।2।।

चोखा तैसी बहिण तैसा चोखा। सदा नाम मुखी विढोबांचे।।3।।

बंका म्हणे धन्य ज्याचा अमृतजन्म। निधे अरथी नाम विठोबाचे।।4।।

’’وہ ایک گاؤں میہڑ پور میں رہتی تھیں۔ بہن کا نام نرملا تھا اور
نرملا نام کی ایک ندی بھی تھی۔ ہر ایک زبان پر اور گاؤں گاؤں
میں ان کے نام کی چرچا تھی چوکھا کی طرح ان کی بہن اور بہن کی

www.urduchannel.in

طرح چوکھا یعنی (جیسی بھگتی چوکھا کی تھی ویسی ہی بھگتی نرملا کی تھی
دونوں میں تفریق کرنا مشکل تھا کہ بھگتی میں کون کس سے عظیم
ہے) اور زبان پر ہمیشہ وٹھل کا نام رہتا۔ وٹھل کے ذکر میں
مصروف رہتی تھیں۔''

چوکھا کی طرح نرملا اور نرملا کی طرح چوکھا کہہ کر بنکا نے دونوں کی عظمت کا اعتراف کیا ہے جن کی ہڈیوں سے بھی وٹھوبا کی ہی آواز آتی ہے۔ وہ مرتبے میں بھگت چوکھا کے برابر تھیں۔ ویسے موضوع اور اظہار بیان کے لحاظ سے سنت نرملا کی شاعری بھی اپنے ہم عصروں کی طرح ہی ہے۔ وٹھل کی طرف سے بے توجہی، ان کے ذریعے بے اعتنائی کا رویہ اختیار کرنا، ان کے اس طور طریقہ کی وجہ سے اپنی بے بسی کا اظہار، بھگوان کے نام کی عظمت اور ان کی نعمتوں کا ذکر نرملا کی شاعری کے خاص موضوعات ہیں۔ ان باتوں کا اظہار کرتے وقت ان کا انداز بیان بہت دلکش ہو گیا ہے مثال کے طور پر ان کا یہ ابھنگ دیکھیے کہ انھوں نے کس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ملاحظہ ہو:

कृपेच्या सागरा परिसा विनवणी । मस्तक चरणीं असो माझा ।।1।।
बहुत प्रकार मज तें कळेना । घातली चरणा मिठी बळें ।।2।।
देह मन चित्र करीं तळमळ । न चालोचि बळ काय करूं ।।3।।
न सुटे संसार पडतसे मिठी । तेणे पडे तुटी तुम्हसवें ।।4।।
निर्मळा म्हणे काय करू आतां । तुम्ही तो परते मोकलिलें ।।5।।

''ہے! رحم و کرم کے سمندر! میری بھی دعا سن لو۔ میرا سر ہمیشہ
تمہارے قدموں میں جھکا رہے یہی میری خواہش ہے۔ تیرے
کتنے روپ ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بس تیری محبت میں پاگل

www.urduchannel.in

ہوگئی ہوں اسی وجہ سے تیرے قدموں میں پڑی رہتی ہوں۔ میرا
جسم اور دل و دماغ سبھی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ مجھ جیسی کمزور
عورت کا اثر آپ پر کچھ بھی نہیں ہورہا ہے۔ دنیاوی محبت کی وجہ
سے گھر، خاندان اور ازدواجی زندگی کی ضروریات میں پھنسی رہ
گئی ہوں اس لیے میرے اور آپ کے درمیان دوری بڑھتی
جارہی ہے۔ نرملا کہتی ہیں کہ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے
اپنے آپ کو میں نے بے سہارا کردیا یعنی بھگوان کا خیال نہ
کرنے کی وجہ سے بھگوان مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں اور جب
بھگوان ناراض ہوجائے تو پھر کس سے امید کی جاسکتی ہے اس
لیے مجھے اب کوئی اپنا سہارا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔"

سنت نرملا چوں کہ ایک عظیم صوفی شاعرہ تھیں اس لیے انھیں دنیا کی بے ثباتی کا علم تھا اسی وجہ سے وہ کہتی ہیں کہ انسان سے مجھے کوئی امید نہیں ہے کیوں کہ وہ خود لاچار بے بس اور مجبور ہے اسی بات کو وہ اس ابھنگ میں کتنی خوبصورتی سے پیش کرتی ہیں:

नाहीं मज आशा आणिक कोणाची। स्तुति मानवाची करूनि काय।।1।।

काय हे देतील नाशिवंत सारे। यांचे या विचारें यांसी न पुरे।।2।।

ऐसे ज्याचें देणें कल्पांती न सारे। तेंचि एक वरें आम्हा लागीं।।3।।

जो भकतांचा विसावा वैकुंठ निवासी। तो पंढरीसी उभा विटे।।4।।

निर्मळ म्हणे सुखाचे सागर। लावण्य आगर रूप ज्यांचे।।5।।

"مجھے کسی سے کوئی خواہش، اور امید نہیں ہے۔ انسان کی عظمت
بیان کرکے مجھے کیا ملے گا۔ یہ بے چارے کیا دیں گے ان کی

www.urduchannel.in

زندگی خود چند لمحوں کی مہمان ہے اور ان کے ارمان تو خود نہیں
پورے ہوتے۔ لیکن بھگوان جس کو دیتا ہے وہ آخری وقت تک
ہمارے کام آتا ہے صحیح معنوں میں وہی ہمارا حقیقی خیر خواہ ہے جو
اپنے بھکتوں کو سہارا دیتا ہے جو خود سورگ میں قیام کرتا ہے لیکن
ہماری محبت میں وہ پنڈھر پور میں اینٹوں کے چبوترے پر کھڑا
ہے۔ نرملا کہتی ہیں کہ وہ خوشیوں کا سمندر ہے اس کا روپ بہت
دلکش ہے اور جو بے انتہا خوبصورت ہے۔"

سنت نرملا نے بھی اپنے ابھنگوں میں بھگوان کی مدد کا ذکر کیا ہے انھوں نے ابھنگوں کے ذریعے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جو لوگ بھگوان کو مصیبت میں یاد کرتے ہیں بھگوان اس کی مدد کرنے کو فوراً حاضر ہوجاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے انھوں نے اپنے حاملہ ہونے اور پیدائش کے وقت گھر کی کیا حالت تھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو پچھلے صفحات پر بیان کیا جاچکا ہے اس لیے یہاں دوبارہ ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔ دوسری طرف سنت بنکا کے انتقال کے بعد نرملا بہت غم زدہ رہا کرتی تھیں جس کا ذکر انھوں نے اکثر اپنے ابھنگوں میں کیا ہے۔ دیکھیے یہ ابھنگ جس میں انھیں اپنے شوہر کی کمی کا احساس ہورہا ہے اور بھگوان سے شکایت کرتی ہیں کہ اب چوکھا میلا نہیں رہے تو آپ بھی میرا خیال نہیں کرتے وہ کہتی ہیں:

अजीवरी तुम्ही त्यासी पातिले । अपराध साहिले चोखियाचे ।।1।।

तयाचिया पाठी आमुचा कंटाळा । आला का दयाळा सागा मज ।।2।।

हीन दीन मी पातकांची राशी । शरण पायांसी जीवें भावे ।।3।।

निर्मळ म्हणे तुम्हीं तो दयाळ । म्हणोनी सांभाळा करा माझा ।।4।।

www.urduchannel.in

''آج تک تو آپ ہی نے چوکھا کی پرورش کی اور اس کا خیال
رکھا نہ جانے اس کی کتنی غلطیوں کو معاف کیا کیوں کہ اسے آپ
اپنا سمجھتے تھے۔ اب وہ نہیں رہے تو کیا آپ مجھ سے تنگ آ گئے
ہیں یا پھر آپ کے رحم و کرم پر سمندر خالی ہوگیا ہے یا پھر آپ کی
محبت ہمارے لیے کم ہوگئی ہے میں لاچار بے بس، بے سہارا اور
گنہ گار ہوں پربھو! میں پھر بھی آپ کے قدموں میں جگہ پانے
کے لیے حاضر ہوئی ہوں اس لیے نرملا کہتی ہے کہ بھگوان! آپ
کے پاس تو رحم و کرم کا بیش بہا خزانہ ہے اس لیے میری حفاظت
اور پرورش آپ ہی کریے۔''

आनंदे वोविया तुम्हासी गाइन । जीवें भावें वे वाळीन पायावरी ।।1 ।।

सुकुमार साणिरी पाउले गोजिरी । ते हे भिरवली विटेवरी ।।2 ।।

कटावरी कर धरोनी श्रीहारी । उभा भीमातीरी पढरिये ।।3 ।।

मध द्वारी चोखा तयाची बहीण । धाली लोटांगण उभयतां ।।4 ।।

''خوشیوں کے سمندر میں ڈوب کر میں آپ کا ذکر کرتی رہوں گی
اور میں آپ کے قدموں میں بیٹھ کر آپ کی پوجا کرتی رہوں گی
یہاں تک کہ میں اپنی جان بھی قربان کردوں گی۔ واہ! آپ کے
قدم کتنے خوبصورت ہیں لیکن آپ کی خوبصورتی کا ذکر نہیں
کیا جاسکتا اور آپ کے دونوں پیر گدی کے حسن کو بڑھا رہے ہیں
اور میرا پربھو ایک ہاتھ اپنے کمر پر رکھے ہوئے بھیما ندی کے
کنارے پر کھڑا ہے۔ اور مندر کے مرکزی دروازے پر چوکھا اور
اس کی بہن دونوں بھکتی کے جذبے سے لبریز ہوکر جھک کر سلام

www.urduchannel.in

کرتے ہیں۔''

سنت نرملا کا گاؤں میہڑ پور تھا جو پنڈھر پور کے قریب ہی واقع ہے۔ اس گاؤں کے قریب میں ایک ندی بہتی ہے اس کا نام بھی ''نرملا'' ہے۔ لوگوں کا اندازہ ہے کہ گاؤں کا اصلی نام کچھ اور رہا ہوگا ''میہڑا'' مراٹھی لفظ ہے جس کے دو معنی ہیں ایک بہن کا شوہر اور دوسرا بیوی کا بھائی۔ پھر سالے اور بہنوئی دونوں کے لیے مراٹھی ادب میں ''میہڑا'' لفظ استعمال ہوا ہے۔ میہڑا گاؤں میں سنت چوکھا میلاا کا میہڑا (بہنوئی اور سالے) سنت بنکا مقیم تھے اس لیے ممکن ہے کہ یہ گاؤں میہڑ پور کے نام سے مشہور ہوگیا ہوگا۔ سنت سویرا بائی جب اپنی نند اور بھابھی کے گاؤں میہڑ پور جاتیں تو دونوں محبت سے بغل گیر ہوتی تھیں سویرا نے اس بات کا ذکر خود کیا ہے کہ سنت نرملا کے پاس بیٹھ کر دیو وٹھل خود گفتگو کیا کرتے تھے۔ مراٹھی صوفی ادب کے مشہور ادیب آجگاؤ کر اپنی کتاب ''مراٹھی سنت کوتری'' میں مراٹھی شاعرات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ شاعرات بہت لالچی نہ تھیں پھر بھی بھگوان پانڈورنگ کی زبردست پجارن تھیں۔ اس لیے ان کی نظمیں محبت سے لبریز ہیں اور قاری پر گہرا اثر رکھتی ہیں اس کے علاوہ ان کی شاعری میں عورتوں کی نفسیات کی مناسبت سے جذبات میں نرمی، طنز اور زبان کی سادگی وغیرہ خصوصیات خاص طور پر دکھائی دیتی ہیں۔ اس لیے صوفی شاعروں کے مقابلے میں ان صوفی شاعرات کی نظمیں کئی میدانوں میں بالکل آزاد اور منفرد ہیں[1]۔''

---

[1] اجگاؤ کر: مہاراشٹر سنت کوتری، ص ۲۸

www.urduchannel.in

اس طرح پیش کردہ شعری مجموعوں میں اجگاؤکر کا یہ قول سویرا بائی، نرملا بائی اور کانہوپاتر وغیرہ شاعرات کے بارے میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سنت نرملا کی شاعری کا مجموعی طور پر جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت عظیم صوفی شاعرہ تھیں۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو بھکتی انھیں ورثے میں ملی تھی اور پوری خاندان کے لوگ بھکتی میں رچ بس گئے تھے۔ نرملا کے بھائی چوکھا اور بھابھی سویرا اور شوہر بنکا خود بہت بڑے صوفی شاعر تھے ایسے میں اگر ان پر صوفیانہ اثرات مرتب ہونا فطری بات تھی۔ جب پورا ماحول ہی بھکتی میں ڈوبا ہوا ہے تو پھر نرملا اس سے کیسے بچ سکتی تھیں یہی وجہ ہے کہ وہ بھکتی کی طرف راغب ہوئیں اور انھوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے شاعری کا انتخاب کیا اور اپنی شاعری میں انھیں موضوعات کو پیش ہے جس پر شعراء پہلے سے طبع آزمائی کرتے چلے آرہے تھے۔ اس لیے موضوعات کے اعتبار سے نرملا کی شاعری میں بہت زیادہ فرق نظر نہیں آتا مگر جہاں انھوں نے عورت کے جذبات کو اپنے طریقے سے پیش کیا ہے وہ ابھنگ کافی دلکش نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں عورتوں کی نفسیات کی بھی بہترین عکاسی ملتی ہے۔ نرملا نے اپنی شاعری میں اپنی گھریلو زندگی اور رشتہ داروں کا بھی ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اس عہد کی معاشرتی زندگی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

سنت نرملا کی شاعری میں فنی اعتبار سے کوئی انفرادیت نظر نہیں آتی۔ صرف اتنا فرق ضرور دکھائی دیتا ہے کہ نرملا کے یہاں جو جذبات بیان کیے گئے ہیں وہ طبقہ نسواں کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں ان کے یہاں واقعی ایسا لگتا ہے کہ ایک عورت بھگوان سے فریاد کر رہی ہے جب کہ ان سے پہلے ایک عورت کی اتنی واضح آواز صوفیانہ شاعری میں سنائی نہیں دیتی۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ انھوں

www.urduchannel.in

نے عورتوں کی فطرت کے اعتبار سے نرم اور شیریں الفاظ کا انتخاب کیا ہے جس کی وجہ سے کلام میں موسیقیت اور نغمگی بڑھ گئی ہے۔ ان کی شاعری میں کوئی خاص فلسفیانہ پہلو نظر نہیں آتا بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قدیم خیالات کو جدید پیرائے میں بیان کیا جارہا ہے ان سب کمیوں کے باوجود نرملا صوفیانہ شاعری میں اہم مقام رکھتی ہیں اور آج تک مراٹھی صوفی ادب میں طبقہ نسواں کے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہیں۔

www.urduchannel.in

سنت کرم میلا

سنت کرم میلا مشہور صوفی شاعر سنت چوکھا میلا کے فرزند تھے۔ یہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ صوفی خاندان میں پیدا ہونے کی وجہ سے ان کی پرورش ایسے ماحول میں ہوئی جہاں بھکتی اور مذہبی تعلیمات کا گہرا اثر تھا اور اسی سے متاثر ہوکر کرم میلا نے بھی صوفی سنتوں کی راہ اختیار کی اور ابھنگوں کی تخلیق میں مصروف ہوگئے۔ یہ بالکل فطری بات تھی مگر ہر شاعر و ادیب کا نظریہ ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے اور یہ اس کی شخصیت، ماحول اور تخیل پر منحصر ہوتا ہے کیوں کہ وقت کے ساتھ قدریں بدل جاتی ہیں جس کا اثر ہمیں ادب پر بھی دکھائی دیتا ہے اس لیے ہر دور کا ادب انفرادیت لیے ہوتا ہے۔ اس کی بہترین مثال سنت کرم میلا کی شاعری ہے۔ وٹھل کی بھکتی کا جذبہ ان کے اندر پہلے سے موجود تھا اور بچپن سے ماں باپ نے اسے اسی بات کا درس بھی دیا تھا مگر شاعرانہ نقطۂ نظر سے دونوں کے خیالات، اسلوب اور انداز بیان ایک دوسرے سے منفرد نظر آتے ہیں۔ کبھی ادنی طبقہ میں پیدا ہونے پر تو کبھی بے اعتنائی برتے جانے پر اور کبھی مصیبت کے وقت بھکتوں کی مدد نہ کرنے پر وہ وٹھل سے ناراض ہوجاتے ہیں تو کبھی بحث و تکرار کرتے ہیں اور کبھی غصے میں آکر وٹھل سے جواب طلب کرنے لگتے ہیں۔ ان کا انداز بیان حسب موقع بدلتا رہتا ہے کبھی بھگوان سے نرمی سے پیش آتے ہیں تو کبھی کھری کھوٹی سنا دیتے ہیں اور کبھی طنز کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور کبھی بغاوت پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور کبھی اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل خود ہی تلاش کر لیتے ہیں اور اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کو اپنے پچھلے جنم کے کرم کا نتیجہ

www.urduchannel.in

تسلیم کر اپنی قسمت کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانے لگتے ہیں۔ کرم میلا کی شاعرانہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شاعر کو وٹھل گہری عقیدت و محبت ہے۔

۲۔ نام کا ذکر ہی نجات دلانے والا ہے۔ اس نظریہ کے وہ پوری طرح قائل ہیں۔ اور ورکاری فرقہ کے اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔

۳۔ ذات پات، چھوا چھوت اور نسل پرستی سے انھیں سخت نفرت ہے اور اس کے لیے بعض مقامات پر اپنے غصے کا اظہار بھی کیا ہے۔

۴۔ ان کے یہاں اپنے بھگوان سے ناراض ہونا، شکوہ شکایت کرنا، غصے کا اظہار کرنا اور بھگوان کے بے اعتنائی کا ذکر بالکل فطری انداز میں ملتا ہے۔ جو مناسب اور حسب موقع معلوم ہوتا ہے۔

۵۔ اپنی معاشرتی حالت اور غریبی کا ذمہ دار وہ نہ تو بھگوان کو اور نہ ہی معاشرے کو مانتے ہیں بلکہ اس کو اپنے پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

۶۔ اپنے ماں باپ سے انھیں گہری محبت وعقیدت ہے اور ان کی عزت واحترام کی ایک وجہ یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ان کے نہ صرف ماں باپ تھے بلکہ ان کے استاد بھی تھے اس لیے ان کی عزت میری نظروں میں اور بڑھ جاتی ہے۔

کرم میلا کی شاعری کا مطالعہ کرتے وقت مندرجہ بالا خصوصیات واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ابھی تک سنت کرم میلا کے تقریباً چوبیس ابھنگ دستیاب ہوئے ہیں۔ یہاں شاعر کے نظریات کو واضح کرنے والے کچھ ابھنگ مثال کے طور پر پیش کیے جا رہے ہیں۔ جس سے ان کے خیالات ونظریات کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

ملاحظہ ہو:

www.urduchannel.in

आमुचा बाप तुझा पोषणा । काहीं नारायणा विसरसी । ।1 । ।

धाकुरपणा मज न्हाणियेले । अतां काहो कठिन केलें । ।2 । ।

ब्रीद सांभळी विठठला । तरिच भलेपण तुला । ।3 । ।

म्हणे चोखियाचा कर्ममेळा । देवा न विसवारें मला । ।4 । ।

''ہمارے باپ کی پرورش تو نے کیا۔ کیوں رے! بھگوان توں یہ بھول گیا ہے کیا؟ اور مجھے نچلی ذات میں پیدا کر کے تو نے مجھے نیچ بنایا اور اب کیوں سخت رویہ اختیار کر لیا؟ ہے وٹھل! اب میری توں ہی حفاظت کر تبھی تجھے شہرت و عزت کا مقام مل پائے گا۔ اور چوکھا کا بیٹا کرم میلا تجھ سے یہی فریاد کر رہا ہے کہ مصیبت کے وقت مجھے بھول مت جانا۔''

कशासोठी पोसियेलें । हें तु सांग बा विठठले । ।1 । ।

मज कोण आहे गण गोत । न दिसे बरी तुझी नित । ।2 । ।

मेकलित दातारा । काय येते तुझे पादरा । ।3 । ।

म्हणे चोखियाचा कर्म मेला । वोखटपणा येईल तुला । ।4 । ।

''توں نے کیوں مجھے پیدا کیا؟ کیوں میر پرورش کی۔ اب وٹھل تو ہی بتا یہ کیسا مزاق ہے۔ نہ تو میرا کوئی اپنا ہے اور نہ ہی کوئی میری ذات ہے۔ وٹھل مجھے تیرے اس رویہ پر شبہ ہوتا ہے۔ اپنے بھکت کو تو بے سہارا چھوڑ دیتا ہے اور آخر تجھے اس سے کیا ملتا ہے۔ چوکھا کا بیٹا کرم میلا کہتا ہے تیرے اس سلوک سے تجھے بدنامی اور شرمندگی کے سوا کیا ملے گا؟''

کرم میلا کبھی بھگوان سے شکوہ شکایت کرتا ہے تو کبھی اس کے جدبات میں

www.urduchannel.in

اداسی و مایوسی چھا جاتی ہے اور کبھی اس کا انداز بیان تلخ ہو جاتا ہے اور اپنے غصے کو ظاہر کرتا ہے یہ ایک نوجوان کے جذبات کا فطری اظہار ہے یہی انداز بیان اسے چوکھا میلا، سویرا، نرملا اور سنت بنکا سے منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ سب کی معاشرتی حالت ایک جیسی ہی تھی مگر اپنے حالات کے خلاف بغاوت اور مخالفت کی آواز کرم میلا کے ابھنگوں میں واضح طور پر سنائی دیتی ہے۔ اس کے ابھنگوں کے کچھ اور نمونے دیکھیے جس سے اس کے خیالات اور نظریات کی مزید وضاحت ہو سکے۔

तुमच्या संगतीचे काय सुख आम्हा।। तुम्हां मेघश्यामा न कळें कांही।।1।।

हीनत्व आम्हांसी हिनत्व आम्हांसी। हिनत्व आम्हांसी देवराया।।2।।

गोड कधीं न मिळेचि अन्न। सदा लाजिखाणें जगामध्ये।।3।।

तुम्हांसी आनंद सुखाचा सोहळा। आमुचे कपाळा वोखटपण।।4।।

चोखियाची म्हणे कर्म मेळा देवा। हाचि आमुचा ठेवा भागभाग।।5

"ہے بھگوان! آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کی صحبت سے ہمیں
کون سی خوشی یا فائدہ ملا ہے۔ تو نے مجھے نیچ بنایا اور مجھے نیچ ذات
میں پیدا کیا میں تجھ سے کیا کہوں کبھی میٹھی بولی سننے کو نہیں ملتی اور
نہ پیٹ بھر کھانا ہی ملتا ہے اور ہمیشہ شرمندگی کی زندگی بسر کرنی
پڑتی ہے۔ چوکھا کا بیٹا کرم میلا کہتا ہے ہماری قسمت کو رہنے دو
اگر ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے تو ہمیں یہی زندگی منظور ہے"

आमुच्या बापच्या पुण्याचिया राशी। म्हणोनि ना जेविलासी त्याचे घरीं।।1।।

तेव्हा तुज काय उपवास होते। म्हणोनि सांगते जेविलेती।।2।।

तईचा तुंचि देवा झालासी पारिखा। आम्हां कां सारिखा न घरसी।।3।।

कर्म मेळा म्हणे तुज आमुची आण। आमुची निजखूण दावीं देवा।।4।।

www.urduchannel.in

ہمارا باپ تو سچائیوں اور نیکیوں کا خزانہ تھا اس لیے تم نے اس
کے گھر پر جا کر کھانا کھایا تھا تب تو بھوکا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ
کر کھانا کھایا۔ اس عہد کا تو دیوتا ہے پھر آج اتنی بے رخی کیسی،
اسی کے برابر ہمیں بھی خوشی و آرام کیوں نہیں دیتا؟ کرم میلا کہتا
ہے تجھے میری قسم ہمیں بھی کچھ اپنا پن دکھا دے۔''

आतां येथवरी । मज नका बोलू हरि । ।1 । ।

तुम्चे आहे तुम्हां ठावें । माझें म्यांचे करावे । ।2 । ।

आमुच्या संचिता । तुम्हां बोल काय आतां । ।3 । ।

माझे मन मज ग्वाही । वांचा बोलोनिया काई । ।4 । ।

कर्म मेला म्हणे जाणा । तुमचे माझे नारायणा । ।5 । ।

''اب بہت ہوگیا۔ بس، ہے بھگوان! اب مجھ سے بات مت
کرو۔ اپنی آپ جانو اور میری سمجھ میں جو آئے گا میں کروں گا۔
میں تمہیں الزام کیوں دوں شاید میری قسمت میں یہی لکھا تھا میرا
دل مجھ سے کہتا ہے زیادہ بولنے سے کوئی فائدہ نہیں۔''

اگرچہ ایسے باغی خیالات کا صوفی شاعر کبھی کبھی اپنی زندگی سے بیزار ہوکر اپنی اس حالت کا ذمہ دار اپنے پچھلے جنم کو ماننے لگتا ہے شاید یہ اس کی تہذیب کی دین ہے اسی جذبے کے تحت کرم میلا کہتا ہے ''خوشی اور غم پہلے ہماری قسمت میں لکھ دیے گئے۔ اب میں کسی بات کا برا کیوں مانوں۔ اپنے نصیب میں لکھے خوشی و غم کو برداشت کرتا رہوں۔ میں بھی اپنی قسمت کے بارے میں جان گیا ہوں۔'' یہیں پر آکر ایک باغی نوجوان نرم پڑ جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ نوجوان اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتا اور وٹھل سے مخاطب ہوکر کہتا ہے:

www.urduchannel.in

आमुच्या बापाचें ठेवणें। कां तुं न देशी आम्हा कारणें।।1।।

कैसी तुझी नीत बरी। मागता शिणलों मी हरि।।2।।

बाउग्या चेरझारा। किती कराल्या दातारा।।3।।

कर्म मेळा म्हणे हरि। किती मागावें निर्धारी।।4।।

''ہمارے باپ نے جو امانت تیرے پاس رکھی تھی۔ اسے تو ہمیں
لوٹاتا کیوں نہیں یہ ذرا بتاؤ یہ تمہارا کیسا طریقہ ہے۔ مانگ مانگ
کر تھک گیا ہوں میں کتنی بار تمہارے پاس آؤں جاؤں۔ کرم میلا
بھگوان سے کہتا ہے اپنے باپ کا قرض تجھ سے کتنی بار مانگوں۔''

अपणा वाठवावें आपण बुडवावें। ऐसी रिती बरवें तुमचे घरीं।।1।।

पाळिल्या पोसिल्या पडावा। समर्थांच्या नांव लाज येते।।2।।

रंक मी भिखारी उच्छिष्टाचा अधिकारी। काय भीड हरि माझी तुम्हां।।3।।

कर्म मेळा म्हणे पंढरी निवासी। उगवाहा फांसा लवकरी।।4।।

''آپ ہی نے ہماری پرورش کی اور پھر آپ ہی نے ڈبو دیا ایسا
طریقہ تو ہم نے صرف تمہارے گھر پر دیکھا۔ جس کی تم نے پرورش
کی پھر اسی کو تم نے بھلا دیا بڑے لوگ ایسا نہیں کرتے وہ عزت و
آبرو کے لیے اسے نبھاتے رہتے ہیں۔ میں غریب آپ کا غلام
ہوں بس ایک نظر کا طلب گار ہوں۔ ہے بھگوان! تم میری عزت
کیوں رکھو گے۔ کرم میلا کہتا ہے پنڈھری کے رہنے والے جلدی
کرو کسی طرح گلے میں پڑے پھانس پھندے سے نجات دلاؤ۔''

دنیا کی بے ثباتی کے نظریہ کو پیش کرتے ہوئے کرم میلا کہتے ہیں:

जें जें दिसें व्यापलें तें तें फलकट। वाउगा बोभाट करोनी काई।।1।।

विश्वीं विश्वंभर संताचे वचन। तेंचि प्रमाण मानूं आतां।।2।।

www.urduchannel.in

नामाची आवडी परमार्थ रोकडा । नासे भवपीडा संसाराची ।।3।।

कर्म मेळा म्हणे सुलभ सोपारें । सांच हेंचि खरें वर्म एक ।।4।।

"جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اور جو مناظر تمہارے سامنے رقص کر رہے ہیں سب فانی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیوں شور شرابا، ہنگامہ کرتے ہو اور کیوں بے کار میں پریشان ہوتے ہو ساری کائنات میں اسی کا جلوہ ہے سارے صوفی سنت یہی کہہ کر گئے ہیں اور اسی بات کو ثبوت مان کر اس حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ صوفیوں کا قول سچا ہے۔ صرف بھگوان کا ذکر ہی حقیقت ہے اور دنیا کی مال و دولت بے کار ہے اور بھگوان کا ذکر کرنے سے ہی تمہاری مصیبتیں اور پریشانیاں ختم ہوں گی کرم میلا کہتا ہے کہ یہ کام بہت آسان ہے یہی ایک سچا راستہ ہے اور یہی حقیقت بھی ہے۔"

سنت کرم میلا کے ابھنگوں کے مطالعہ کے بعد سنت تلسی داس کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ تلسی داس اپنی "ونئے پتریکا" میں بھگوان رام سے ایسے ہی ناراض ہوتے ہیں تو کبھی جھگڑتے ہیں۔ کرم میلا کے یہ خیالات کہ آپ ہی نے پرورش کرکے بڑا کیا اور پھر آپ ہی نے ڈبو دیا سنت تلسی داس کے "बुडत न बारि ताहि आपु सिचौ" کے نظریہ کے مماثل نظر آتے ہیں۔ اور کبھی تلسی داس رام سے کہتے ہیں "अब (میں آپ) तुलसी पूतरौ बांधि है, सहि न जाय मौपै परिहास ऐतो" کے نام کا کب سے ذکر کر رہا ہوں پھر بھی مجھے کامیابی نہیں ملتی اور دنیا کے لوگ میرا مزاق اڑا رہے ہیں۔ یہ مزاق مجھے برداشت نہیں ہوتا اب میں آپ کا پتلا بنا کر پورے شہر میں گھماؤں گا، آپ کی بدنامی ہوتی ہو، تو ہو۔ ان خیالات کو دیکھنے کے بعد دونوں کے نظریات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

www.urduchannel.in

اس طرح جب ہم کرم میلا کی شاعری کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کے یہاں ہمیں دوسرے صوفیوں کی بہ نسبت انفرادیت نظر آتی ہے اس کا انداز بیان دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے ان کے یہاں برداشت کا مادہ ختم ہوتا نظر آتا ہے جو صدیوں سے چلا آرہا تھا۔ اس نے اپنے باپ کی طرح نرمی اختیار نہیں کی بلکہ ان کے جذبات میں گرمی نظر آتی ہے۔ ان کے کلام میں مایوسی، افسردگی، لاچاری اور مجبوری کی جگہ بغاوت واحتجاج کا غلبہ ہے۔ انھوں نے موقع بہ موقع بھگوان سے التجا کے ساتھ ساتھ بھگوان کو کھری کھوٹی بھی سنا دی ہے۔ جہاں ان کا انداز بیان سخت ہوگیا ہے وہیں انھوں نے طنز کا راستہ بھی اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے کلام میں بغاوت کا عنصر غالب نظر آتا ہے انھوں نے اپنی شاعری میں اختصار سے بہت کام لیا ہے زیادہ تر چھوٹی اور مترنم بحروں کا استعمال کیا ہے جب میں ان کے اس طرح کے ابھنگوں کو دیکھتا ہوں تو درد کا خیال میرے ذہن میں رقص کرنے لگتا ہے وہ بھی چھوٹی اور مترنم بحروں میں دلی آگ بہت دھیرے سے باہر لاتے ہیں مگر یہ شعر قاری پر گہرا اثر کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح کرم میلا نے بھی مختصر بحروں میں دل کی آگ باہر لانے کی کوشش کی ہے۔ بھگوان سے شکوہ شکایت، ناراضگی اور ناامیدی کے اظہار کے وقت ان کے یہ جذبات قابل دید نظر آتے ہیں۔ اس طرح کرم میلا کی شاعری ہندی ادب کے عظیم شاعر تلسی داس کے ہم پلہ نظر آتی ہے۔ تلسی داس جس طرح بھگوان رام سے مخاطب ہوئے اسی طرح کرم میلا وٹھل سے مخاطب ہوئے ہیں جس کی وجہ سے دونوں و کے کلام میں کافی مماثلت نظر آتی ہے۔ اس طرح صوفی شاعروں میں کرم میلا کی شناخت ایک باغی شاعر کی حیثیت سے کی جاتی ہے پھر بھی ایک شاعر کی حیثیت سے صوفی شاعروں میں کرم میلا اہم مقام رکھتے ہیں جو ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

www.urduchannel.in

سنت کانھو پاترا

سنت کانھو پاترا کی زندگی بھی عوام کے لیے مثالی نمونہ ہے۔ ادنی طبقہ میں پیدا ہونے کے باوجود بھی زندگی میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ کانھو پاترا پنڈھر پور سے پندرہ یا بیس میل کی دوری پر واقع منگل ویڑھا گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ عہد حاضر میں یہ گاؤں ضلع سولا پور، مہاراشٹر میں شامل ہے۔ شیاما نامی طوائف کی یہ بیٹی اپنے حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ لڑکی کے شباب پر پہنچنے کے بعد ان کی طوائف ماں نے انھیں بھی رقص و موسیقی کی محفل میں شامل کرنا چاہا مگر کانھو پاترا کی دلچسپی اس میں بالکل نہ تھی۔ ماں نے لالچ دی کہ ''ہم رجواڑے جائیں گے جہاں تمہاری خوبصورتی کو دیکھنے کے بعد ہمیں بہت مال و دولت ملے گا۔ کانھو پاترا کی خوبصورتی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''اس عہد میں اس کے جیسی حسین و جمیل لڑکی پوری ریاست میں نہیں تھی'' ماں کے سوال کا جواب کانھو پاترا نے یہ کہہ کر دیا کہ ''ماں مجھے میرے جیسا خوبصورت لڑکا دکھائی نہیں دیتا۔ جس دن مجھے میرے جیسا خوبصورت لڑکا مل جائے گا میں شادی کرلوں گی۔''

ایک بار کا واقعہ ہے ورکاری (وِٹھل بھکتوں کی ٹولی) ڈھول تاشے بجاتے اور ابھنگ گاتے ہوئے پنڈھر پور جارہے تھے کانھو پاترا نے ان سے پوچھا ''آپ لوگ کہاں جارہے ہیں؟'' پانڈورنگ کے بھکتوں نے بھگوان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ پانڈورنگ کی نگری پنڈھر پور جارہے ہیں اس پر کانھو پاترا نے پوچھا کہ ''اگر میں پنڈھر پور آجاؤں، تو کیا پانڈورنگ مجھ جیسی نیچ لڑکی کو قبول کریں گے؟'' ورکاری

www.urduchannel.in

مسافروں نے کہا ''کیوں نہیں'' ہاں وہ ضرور تمہیں قبول کریں گے'' وہ تو ہر انسان پر مہربانی کرتے ہیں۔ ان کے یہاں ادنی اعلی، چھوٹے بڑے اور چھوت اچھوت میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ تمہارے جیسی پنگلا نام کی ایک طوائف تھی۔ ابھگوان نے اس کی بھی مدد کی تھی اور وہ تمہاری بھی ضرور مدد کریں گے۔ تب ماں سے حکم پاکر کانہو پاترا پنڈھرپور گئی اور وہاں وٹھل مندر کے باہری دروازے پر بیٹھ کر وٹھل کا بھجن کرنے لگی۔ روز مرہ چندر بھاگا ندی میں نہا کر پانڈرونگ کے سامنے حاضر ہو کر ان سے التجا کرتے ہوئے کہتی تھی'' ہے بھگوان مجھے اپنالو میری حفاظت کرو اور اپنی خدمت میں مجھے قبول کرو۔'' رفتہ رفتہ اس کے دل میں وٹھل سے گہری محبت و عقیدت پیدا ہوگئی اور یہ عقیدت اتنی گہری ہوگئی کہ کانہو پاترا نے منگل ویڑھا چھوڑ دیا اور پنڈھرپور میں ہی قیام کرنے لگیں۔ اتنی کم عمر میں اور بے مثال حسن ہونے کے باوجود وہ بھگتی میں کیسے ڈوب گئی یا تو وہ جانے یا پھر اس کا بھگوان۔ جو بھی ہو اس نے اپنے کیے پر افسوس کیا اور بھگتی کی آگ میں اپنے کو جلا کر اپنی گندگی کو صاف کر دیا اور ایک طوائف کی بیٹی ایک بہت بڑی صوفی شاعرہ اور بھکتن بن گئی۔

رفتہ رفتہ اس کے حسن و جمال کی خبر بیدر کے بادشاہ تک پہنچی۔ بیدر کے بادشاہ نے کانہو پاترا کو لانے کے لیے اپنے سپاہی روانہ کیے بادشاہ کا حکم پاکر سپاہی وہاں سے رخصت ہوئے۔ کانہو پاترا نے جب یہ خبر سنی تو بہت پریشان اور خوف زدہ ہوئی ایسے وقت میں اس نے وٹھل سے مدد مانگی تو سپاہیوں نے کہا کہ ''ہمیں حکم ہے کہ اگر سیدھے طریقے سے نہ آئے تو زبردستی پکڑ کر لے آؤ'' یہ سننے کے بعد کانہو پاترا کی پریشانیاں اور بڑھ گئیں سامنے مصیبت سے نجات نہ حاصل ہونے کی صورت نہ دیکھ اس نے کہا ''وہ ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہے مگر اس کی ایک شرط ہے کہ جانے سے پہلے وہ وٹھل کے دربار میں حاضری دینا چاہتی ہے اس لیے اسے مندر میں جانے

www.urduchannel.in

دیا جائے۔ سپاہیوں سے حکم پا کر کانہو پاترا مندر میں جا کر وٹھل کے سامنے کھڑی ہوکر التجا کرنے لگی اور ایک مجبور بے بس پجارن اپنے بھگوان کو آواز دینے لگی۔ بھگوان! بدمعاش میرا پیچھا کر رہے ہیں اور اپنے ساتھ مجھے لے جانا چاہتے ہیں۔ اب ہے پنڈھری ناتھ! میرا خاتمہ مت دیکھو، آئی مصیبت سے نجات دلاؤ، پربھو! یہ کانہو پاترا آپ کے قدموں میں گر کر آپ سے مدد مانگتی ہے جیسے ہرن کے بچے کو باگھ پکڑ لیتا ہے میری حالت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پانڈورنگ نے اس کی التجا سن لی اور اسے اپنی شکل میں شامل کرلیا۔ صوفی سنتوں نے اس کے مردہ جسم کو وہیں مندر کے جنوبی دروازے پر لے جا کر دفن کردیا اور بعد میں اسی مقام پر ایک درخت اُگ آیا یہ درخت آج بھی وٹھل مندر میں موجود ہے۔

ادھر مندر کے مرکزی دروازے پر کھڑے سپاہی کانہو پاترا کے واپس آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ بہت دیر ہونے پر بھی جب کانہو پاترا لوٹ کر نہیں آئی تو پجاریوں نے کہا کہ کانہو پاترا کو اس کے بھگوان نے اپنی شکل میں شامل کرلیا ہے اور وہ روپوش ہوگئی ہے۔ تب سپاہیوں نے پجاریوں کو گرفتار کرلیا اور لے جا کر بادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ پجاریوں نے آنکھوں دیکھے معجزہ کا پورا حال بیان کیا اور ثبوت کے طور پر ایک ناریل اور اس کی راکھ بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں ایک بال نکلا۔ پجاریوں نے کہا یہ بال بھگوان کا ہے اگر ہماری بات پر یقین نہ ہو تو آپ ہمیں سزا دے سکتے ہیں۔ کہتے ہیں تب بیدر کے بادشاہ نے حقیقت جاننے کے لیے خود پنڈھرپور کا سفر کیا اور وٹھل کا جلوہ دیکھ کر وہ خوش ہوگیا اس کا شک دور ہوگیا اس نے بھگوان کو سلام کیا اور پجاریوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

سنت کانہو پاترا کے ابھنگوں میں مجبوری، بے بسی، غربت اور رحم وغیرہ کے جذبات کی عکاسی ملتی ہے اس کے ابھنگوں میں ایک مجبور اور بے بس بھکتن کے

www.urduchannel.in

خیالات واضح طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ اپنے بھگوان کو آواز دیتے ہوئے وہ کہتی ہیں:

पतित तूं पावना । हम्णविसी नारायणा ।।1 ।।

तरी संभाळीं वचन । ब्रीद वागविसी ।।2 ।।

याती शुद्ध नाहिं भाव । दुष्ट आचरण स्वभाव ।।3 ।।

मुखी नाम नाहीं । कान्होपात्र शरण पायी ।।4 ।।

"جب تو مصیبتوں سے نجات دلانے والا کہلاتا ہے تو اپنی بات
کی عزت رکھ اور اپنے بھکتن کی حفاظت کر۔ نہ تو میری ذات
پاک صاف ہے اور نہ ہی جذبات و خیالات، میرا طور طریقہ، اور
عادات و اطوار کچھ بھی صحیح نہیں ہے تیرا نام بھی میری زبان پر نہیں
ہے مگر کانہو پاترا تمہارے قدموں میں پڑی ہوئی ہے۔"

اپنی گری ہوئی معاشرتی حالت اور ادنی طبقہ سے تعلق ہونے کی بنیاد پر وہ بھگوان سے کہتی ہیں:

दीन पतित अन्यायी । शरण आल्यें विठाबाई ।।1 ।।

मी तो आहे यातीहीन । न कळे कांही आचरण ।।2 ।।

मज आधिकार नाहीं । भेटी देई विठाबाई ।।3 ।।

ठाव देई चरणयाशी । तुझी कान्होपात्रा दासी ।।4 ।।

"ہے وٹھل ماں! میں غریب مظلوم اور گناہ گار تیری خدمت میں
حاضر ہوئی ہوں۔ میں ایک نیچ ذات کی عورت ہوں مجھے طور
طریقہ اور آداب وغیرہ کا کچھ بھی علم نہیں ہے اور نہ ہی مجھے کوئی
حق حاصل ہے لیکن تیری یہ غلام تیرے سامنے اپنا سر جھکا کر
حاضر ہے اب مجھے اپنے قدموں میں پڑے رہنے دو یہ کانہو پاترا

www.urduchannel.in

تیری غلام ہے۔''

وٹھل کے رحم و کرم پر اسے گہرا یقینا ہے وٹھل کا ذکر ہی اسے نجات دلانے والا ہے اس پر اس کا پختہ یقین ہے اس لیے وہ سب سے کہتی ہیں:

घ्या रे घ्या रे मुखी नाम । अंतरी धरोनिया प्रेम ।।1।।

माझा आहे भोळा बाप । धेतो ताप हरोनी (ताप) ।।2।।

अपुलिया नामासाठी । धांवे संकटी लवलाहे ।।3।।

घ्या रे घ्या रे अनुभव । कान्होपात्रेचा माधव ।।4।।

''لو بھیا منھ سے نام لو وٹھل وٹھل کہتے رہو۔ دل میں اس کی محبت بھری ہوئی ہے میرا باپ بہت معصوم ہے۔ فوراً مصیبت اور پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اپنے نام کی عزت بچانے کے لیے بھکتوں پر جب بھی مصیبت آتی ہے فوراً مدد کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک بار تجربہ کر کے تو دیکھو کانہو پاترا کا بھگوان ایسا ہی ہے۔''

اور کبھی وٹھل سے شکایت کرتے ہوئے کہتی ہیں:

पतित पावन हृणवति आधी । तरी कां उपाधि भक्तामागं ।।1।।

तुझे घृणविता दुजें अंग संग । उणेपणा सांग कोणकडे ।।2।।

सिहाचें भातुकें जंबुकें पै नेता । थोराचिया माथा लाज वाटे ।।3।।

म्हणे कान्होपात्रा देह समर्पणें । करावा जतन ब्रीदासाठीं ।।4।।

''آپ جب غموں سے نجات دلانے والے کہلاتے ہیں تو پھر بھکتوں کے پیچھے غموں اور مصیبتوں کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟ ہم اپنے کو تیرا کہتے ہیں اگر ہم کسی اور کا ساتھ پکڑ لیں تو یہ بدنامی کا

www.urduchannel.in

داغ کس کے ماتھے پر لگے گا؟ شیر کا بچہ اگر سیار کے ساتھ
گھومنے لگے تو کس کی عزت میں کمی آئے گی، تو ہی بتا! کانہو
پاترا کہتی ہیں تمہارے لیے جان بھی حاضر ہے اور اپنے بھکتن کی
فوراً عزت بچاؤ۔''

ان اشعار میں کانہو پاترا نے کتنا گہرا طنز کیا ہے اس کا تجربہ قاری خود کر سکتے ہیں ایک طرف جہاں شکوہ شکایت اور طنز کا پہلو ان کی شاعری میں دیکھا جا سکتا ہے تو دوسری طرف بھگوان کی عظمت کو بھی بیان کیا ہے دیکھیے یہ ابھنگ:

ज्याचें धेतां मुखी नाम । धाकी पडे काळ यम । ।1 । ।

ऐसी नामाची थोरी । उद्धरिले दुराचारी । ।2 । ।

नस्ट गाणिका अजामेळ । वाल्मिकी झाला तो सोज्वळ । ।3 । ।

ऐसी नाम भाळा । कान्होपात्रा त्याली गळा । ।4 । ।

''جس کا نام منھ سے لیتے ہی موت بھی ڈر سے دور بھاگ جاتی
ہے۔ ایسی نام کی عظمت کو پہچانو اور کتنے بدمعاشوں کو اس نے
سیدھا راستہ دکھایا۔ ادنی طوائف اور گناہ گار اجامل کے علاوہ
بالمکی بھی اس کی مہربانی سے پاک صاف ہوگئے۔''

بھگوان کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے کانہو پاترا ایک جگہ کہتی ہیں:

नामे दोष जळती । नामें पापी उद्धरती । ।1 । ।

हे आलें अनुभवा । सत्यजीवा प्रत्यया । ।2 । ।

नामें अपार तारिलें । नामें जीवनमुक्त केले । ।3 । ।

कान्होपात्रा नाम होतां । पायीं जडली तत्वतां । ।4 । ।

''اس کے نام کی یہ عظمت ہے کہ اس کا نام لینے سے ساری

www.urduchannel.in

غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں اور گناہ گار کو بھی اس کا نام لینے سے
نجات مل جاتی ہے۔ سارے تجربات کا نچوڑ یہی ہے کہ حقیقت
اور سچائی اسی میں ہے تیرا نام لے کر کتنے لوگ تیرے بھکت ہو گئے
اور تو نے ان بھکتوں کو سزا سے آزاد کر دیا۔ اسی امید میں کانہو پاترا
تمہارا نام لے کر تمہارے قدموں میں پڑی ہوئی ہے۔"

اس طرح جب ہم کانہو پاترا کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے یہاں کئی طرح کے جذبات کی عکاسی ملتی ہے ان کے کل تیس ابھنگ دستیاب ہیں جس میں بھکتی اور شاعری کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور جو شاعرہ کے خیالات و جذبات کو اجاگر کرتی ہوئی قاری پر گہرا اثر کرتی ہے اور قاری ان خیالات سے پوری طرح لطف اندوز ہوتا ہے سماج کی ایک معمولی سی عورت صوفی جیسے عظیم مرتبے کو پہنچ گئی جو اس کی بھکتی اور عقیدے کا نتیجہ ہے۔ سنت کانہو پاترا کے عہد کو لے کر ادیبوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مشہور مورخ راجواڑے نے کانہو پاترا کا عہد ۱۴۶۸ء بتایا ہے اس نظریہ سے کانہو پاترا سنت گیانیشور کی ہم عصر شاعرہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا عہد سنت گیانیشور کے بعد ہی مانا جاتا ہے اس لیے ان کو صوفی طبقہ یا صوفی ٹولی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ کانہو پاترا کو مندر کے جنوبی دروازے پر دفن کر دیا گیا۔ سنت کانہو پاترا کی تعریف کرتے ہوئے "सन्मणिमाला" کتاب میں شاعر موروپنت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کانہو پاترا نے وٹھل کی شکل میں شامل ہو کر بھگوان کا درجہ حاصل
کر لیا۔ اس لیے اسی شکل میں اس کا بھجن کرتن کر کے سزا سے
بچیں۔[۱]"

[۱] موروپنت: سنتری مالا، بحوالہ وید کمار ویدلنکر، مراٹھی سنت کاویہ، ص ۲۸۶

www.urduchannel.in

اس طرح کانہو پاترا کی شاعری کا محاکمہ کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ کانہو پاترا کا تعلق ادنی طبقہ سے تھا اور پیشہ سے طوائف تھیں مگر اپنی بھکتی اور عقیدت کی بنیاد پر بہت بلند مقام حاصل کیا۔ ان کا کردار پورے معاشرے کے لیے ایک مثال ہے۔ انھوں نے ایک صوفی شاعرہ کی حیثیت سے بہت شہرت حاصل کی اسی کی وجہ سے ان کا نام عظیم صوفی شاعروں میں لیا جاتا ہے۔ ان کی شہرت کی دوسری وجہ ان کا حسن و جمال تھا جس کی چرچا پوری ریاست میں تھی۔ اس کے باوجود انھوں نے اپنی پوری زندگی بھگوان کی خدمت میں گذار دی جس سے انھیں گہری محبت وعقیدت تھی۔ انھوں نے اپنے کلام میں انھیں موضوعات کو پیش کیا ہے جن کو ان سے قبل صوفی شعراء پیش کرتے آرہے تھے مگر کانہو پاترا نے اپنے اظہار بیان میں ندرت پیدا کی اور اسے نئے طریقے سے پیش کیا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے لیے مختصر بحروں کا انتخاب کیا ہے یہی وجہ ہے ان کے ابھنگ آج بھی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔

صوفی شاعری میں کانہو پاترا کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے اور رہتی دنیا تک ان کی بھکتی اور ادبی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہی ان کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی لوگ ان کے ابھنگوں کو یاد کر کے گاتے بجاتے اور جھومتے ہیں۔

www.urduchannel.in

सन्दर्भ ग्रन्थ

1. मराठी वाड़मयाचा इतिहास (खंड पहिला), सम्पादक– श्री श0 गो0 तुळपुळ, प्रकाशक– महाराष्ट्र साहित्य परिषद, पुणे, वर्ष 1978
2. प्राचीन मराठी वाड्मयाचा इतिहास, लेखक डा0 अ0 ना0 देश पांड, प्रकाशक– व्हीनस प्रकाशन पुणे, वर्ष 1982
3. मराठी वाड्मयाचा इतिहास, लेखक श्री ल0 रा0 पांगारकर, प्रकाशक– विदर्भ मराठवाडा बुक कम्पनी, पुणे, वर्ष 1990
4. श्री संतचोखामेळा महाराज यांचे चरित्र व अभंग गाथा, लेखक श्री श0 श्रा श्रण सानापंत दांडेकर, प्रकाशक– सौ, मंदाकिनी स0 कदम, मुम्बई, वर्ष 1998
5. महाराष्ट्र संत कवयित्री, लेखक श्री ज0 रा0 आजगावकर, प्रकाशक भंगवाडी, कालबादेवी, मुंबई, वर्ष 1973
6. संत गोरा कुंभार (काव्य जीवन), लेखक प्रा0 वेद कुमार वेदलंकार, प्रकाशक तेरणा पब्लिक चॅरिटेबल ट्रस्ट तेर (उस्मानाबाद), वर्ष 1995
7. श्री सकल संत गाथा, सम्पादक श्री काशीनाथ अनंत

www.urduchannel.in

जोशी, प्रकाशक श्रीसंत वाङ्‌यम प्रकाशन मंदिर, पुणे, वर्ष 1968

8. भारतीय संस्कृत कोश, सम्पादक महादेव शास्त्री जोशी, प्रकाशक भारतीय सांस्कृतिक कोश मंडल, पुणे, वर्ष 1982

9. सुलभ विश्वकोश, सम्पादक श्री य० रा० दाते व चिं०ग० कर्वे, प्रकाशक प्रसाद प्रकाशन, पुणे, वर्ष 1981

10. मराठी विश्वकोश, प्रमुख सम्पादक श्री तर्कतीर्थ लक्ष्मण शास्त्री जोशी, प्रकाशक महाराष्ट्र राज्य साहित्य संस्कृति मंडल, मुंबई, वर्ष 1971

11. मराठी संत काव्य, लेखक वेद कुमार वेदालंकार, प्रकाशक– विकास प्रकाशन, कानपुर, वर्ष 2000

www.urduchannel.in